# پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز

کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2018-2019ء

## بینک دولت پاکستان

# پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی پہلی سہ ماہی رپورٹ

برائے مالی سال 2018-19ء

## بینک دولت پاکستان

# فہرست

صفحہ نمبر


| | | |
|---|---|---|
| 1 | **عمومی جائزہ** | 1 |
| 1.1 | اقتصادی جائزہ | 1 |
| 1.2 | خلاصہ | 5 |
| 1.3 | معاشی منظر نامہ | 9 |
| 2 | **حقیقی شعبہ** | 13 |
| 2.1 | عمومی جائزہ | 13 |
| 2.2 | زراعت | 14 |
| 2.3 | بڑے پیمانے کی اشیاسازی | 22 |
| 2.4 | خدمات | 29 |
| 3 | **مہنگائی اور زری پالیسی** | 37 |
| 3.1 | عمومی جائزہ | 37 |
| 3.2 | زری مجموعے | 40 |
| 3.3 | بین البینک میں سیالیت کی کیفیات | 43 |
| 3.4 | نجی شعبے کو قرض | 45 |
| 3.5 | مہنگائی | 50 |
| 4 | **مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ** | 57 |
| 4.1 | عمومی جائزہ | 57 |
| 4.2 | محاصل | 60 |
| 4.3 | اخراجات | 62 |
| 4.4 | صوبائی مالیاتی سرگرمیاں | 63 |
| 4.5 | سرکاری قرضہ | 66 |

| | | |
|---|---|---|
| 5 | **بیرونی شعبہ** | 73 |
| 5.1 | مختصر جائزہ | 73 |
| 5.2 | جاری کھاتہ | 78 |
| 5.3 | مالی کھاتہ | 83 |
| 5.4 | شرحِ مبادلہ اور زرِ مبادلہ کے ذخائر | 85 |
| 5.5 | تجارتی کھاتہ | 86 |
| | خصوصی سیکشن 1: رئیل اسٹیٹ-اعلان کردہ اصلاحات پر عمل درآمد | 99 |
| | خصوصی سیکشن 2: پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات کی کارکردگی | 109 |
| | ضمیمہ: اعدادوشمار کی توضیح | 117 |
| | فرہنگ | 121 |
| | باکس 2.1: بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور اجناس کی عالمی قیمتیں | 13 |
| | باکس 2.2: پانی کی صورتِ حال: غیر مستقل رسد کے انتظام کی ضرورت | 15 |
| | باکس 2.3: گنا–علامتی قیمت بندی کا خمیازہ | 20 |
| | باکس 2.4: شہری پبلک ٹرانسپورٹ کی خامیاں | 31 |
| | باکس 5.1: امریکہ اور چین کے مابین تجارتی تناؤ اور پاکستان کے لیے مواقع اور مشکلات | 75 |
| | باکس 5.2: کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں اضافے کے لیے حکومتی معاونت | 81 |

# اظہارِ تشکر


**تجزیہ کار:**

ابواب

| | |
|---|---|
| 1۔ عمومی جائزہ | اسما خالد |
| 2۔ حقیقی شعبہ | ڈاکٹر وقاص احمد، جاوید اقبال، خرم اشفاق بلوچ، سحر مسعود، طلحہ ندیم |
| 3۔ مہنگائی اور زری پالیسی | اسما خالد، فاطمہ خالق، عمر خان بلوچ، امجد علی، عمر مشہود |
| 4۔ مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ | محمد مظہر خان، امتیاز حسین، محمد ادریس، منصور سلیم، حرا غفار |
| 5۔ بیرونی شعبہ | ڈاکٹر محمد عمر، سید علی رضا مہدی، جنید کمال، سرمد الٰہی |

خصوصی سیکشن

| | |
|---|---|
| 1۔ رئیل اسٹیٹ – اعلان کردہ اصلاحات پر عمل درآمد | اسما خالد، احمد مبین، امجد علی |
| 2۔ پاکستان کی آئی سی ٹی بر آمدات کی کارکردگی | اسما خالد، عمر مشہود |

| | |
|---|---|
| **منتظم مطبوعہ:** | اسما خالد |
| **ڈائریکٹر:** | ڈاکٹر عمر فاروق ثاقب |

**مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:**

| | |
|---|---|
| انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی | ڈاکٹر سعید احمد (چیئرمین)، ڈاکٹر عنایت حسین، سید عرفان علی، محمد علی ملک، سید ثمر حسنین، ڈاکٹر محمد علی چوہدری، محمد جاوید اسماعیل، ڈاکٹر محمد فاروق عاربی، اور ڈاکٹر عمر فاروق ثاقب |
| بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی | اردشیر خورشید مارکر (چیئرمین)، اور زبیر سومرو |

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے تحقیق، زری پالیسی، شماریات؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبۂ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔

تبصروں اور سوالات کے لیے quarterly.report@sbp.org.pk

# ترجمہ ٹیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف

فیضان رحیم

تزئین و آرائش

فیضان رحیم

حمیرا اشرف

# فرہنگ (انگریزی-اردو)

| | |
|---|---|
| anecdotal evidence | منقولی شواہد |
| benchmark | نشانیہ |
| CBU | مکمل ساختہ اکائیاں |
| circular debt | گردشی قرضہ |
| Consumer Price Index | صارف اشاریہ قیمت |
| demand pressure | طلبی دباؤ |
| double digit growth | دوہندسی نمو |
| exchange rate | شرحِ مبادلہ |
| external sector | بیرونی شعبہ |
| foreclosure | قرقی |
| Foreign Direct Investment | بیرونی براہ راست سرمایہ کاری |
| Foreign Portfolio Investment | بیرونی جزدانی سرمایہ کاری |
| gross value addition | مجموعی اضافۂ قدر |
| inflation | مہنگائی |
| intermediate items | نیم تیار مصنوعات |
| Large Scale Manufacturing | بڑے پیمانے کی اشیاسازی |
| liquidity | سیالیت |
| maturity | عرصیت / میعاد |
| mortgage | رہن |
| Net Domestic Assets | خالص ملکی اثاثے |
| Nominal Effective Exchange Rates | نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ |
| Net Foreign Assets | خالص بیرونی اثاثے |
| portfolio | جزدان |
| profitability | نفع یابی |
| Real Effective Exchange Rate | حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ |
| remittances | ترسیلاتِ زر |
| retailer | خردہ فروش |
| Semi-Knocked Down | نیم ساختہ صورت میں |
| sovereign debt | ریاستی قرضہ |
| speculative | سٹّہ بازانہ |
| subsidy | زراعانت |
| surplus | فاضل |
| unreported gain | غیر مندرج منافع |

# فرہنگ (اردو-انگریزی)

| | |
|---|---|
| بڑے پیمانے کی اشیاسازی | Large Scale Manufacturing |
| بیرونی براہ راست سرمایہ کاری | Foreign Direct Investment |
| بیرونی جزدانی سرمایہ کاری | Foreign Portfolio Investment |
| بیرونی شعبہ | external sector |
| ترسیلاتِ زر | remittances |
| جزدان | portfolio |
| حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ | Real Effective Exchange Rate |
| خالص بیرونی اثاثے | Net Foreign Assets |
| خالص ملکی اثاثے | Net Domestic Assets |
| خردہ فروش | retailer |
| دوہندسی نمو | double digit growth |
| ریاستی قرضہ | sovereign debt |
| رہن | mortgage |
| زراعانت | subsidy |
| سٹّہ بازانہ | speculative |
| سیالیت | liquidity |
| شرحِ مبادلہ | exchange rate |
| صارف اشاریہ قیمت | Consumer Price Index |
| طلبی دباؤ | demand pressure |
| عرصیت / میعاد | maturity |
| غیر مندرج منافع | unreported gain |
| فاضل | surplus |
| قرقی | foreclosure |
| گردشی قرضہ | circular debt |
| مجموعی اضافۂ قدر | gross value addition |
| مکمل ساختہ اکائیاں | CBU |
| منقولی شواہد | anecdotal evidence |
| مہنگائی | inflation |
| نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ | Nominal Effective Exchange Rates |
| نشانیہ | benchmark |
| نفع یابی | profitability |
| نیم تیار مصنوعات | intermediate items |
| نیم ساختہ صورت میں | Semi-Knocked Down |

# 1 عمومی جائزہ

## 1.1 اقتصادی جائزہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی معاشی ماحول مشکلات سے دوچار رہا۔ سب سے اہم تشویش خام تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ تھا، جس سے نہ صرف معیشت میں پہلے سے موجود مہنگائی کے دباؤ کو تقویت ملی بلکہ اس نے بیرونی شعبے میں آنے والی بہتری کا اثر بھی زائل کر دیا۔ ملک میں سیاسی تبدیلی کے بعد عبوری دور کی وجہ سے اشد ضروری ادائیگیوں کے توازن کے حوالے سے غیر یقینی صورت حال بر قرار رہی۔ مالیاتی دباؤ بھی موجود رہا کیونکہ اخراجات کی غیر لچکداری کے باعث حکومت کے پاس اقدامات کی بہت کم گنجائش موجود تھی۔ ان چیلنجوں کے جواب میں نئی سیاسی حکومت نے فوری طور پر ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی کا اعلان کیا، ٹیکس ریلیف میں جزوی کمی کر دی اور اس کے ساتھ بیرونی فنانسنگ کا فرق کم کرنے کے لیے ذرائع تلاش کیے گئے۔ معاشی استحکام کا عمل کم از کم قلیل مدت میں جاری رہے گا تاہم اب یہ بات اہمیت اختیار کر چکی ہے کہ معیشت میں درکار ساختی اصلاحات کا ہنگامی بنیادوں پر آغاز کر کے ان پر تیزی سے عملدرآمد کیا جائے۔

اصلاحات کی سمت اور رفتار کا تعین کرنا نہ صرف معاشی عدم توازن کے اعادے سے بچنے بلکہ معاشی پیداواریت کو بڑھانے کے لیے بھی ضروری ہے۔ دراصل، اس سے معاشی نمو کو محفوظ رکھنے میں مدد مل سکتی ہے، خاص طور پر اس موقع پر جب معیشت کی رفتار سست ہونا شروع ہو چکی ہے **(جدول 1.1)**۔

**جدول 1.1: معاشی اظہاریے**

| | م س18ء | پہلی سہ ماہی م س18ء | پہلی سہ ماہی م س19ء |
|---|---|---|---|
| | | شرح نمو (فیصد) | |
| بڑے پیمانے کی اشیاسازی[الف] | 5.4 | 9.9 | -1.7 |
| صارف اشاریہ قیمت (اوسط عرصہ سال بسال)[الف،1] | 3.9 | 3.4 | 5.6 |
| نجی قرضہ (بہاؤ)[ب] | 14.9 | -0.7 | 2.1 |
| زری رسد (بہاؤ)[ب] | 9.7 | -0.6 | 0.2 |
| بر آمدات[الف] | 13.7 | 10.5 | 4.2 |
| درآمدات[الف] | 14.9 | 21.4 | -0.04 |
| ایف بی آر ٹیکس محاصل (ارب روپے)[ج] | 3,844.0 | 765.0 | 832.3 |
| شرح مبادلہ (+ اضافہ /- کمی فیصد)[ب] | -13.7 | -0.5 | -2.2 |
| | | ملین امریکی ڈالر | |
| اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر (اختتامی مدت)[ب] | 9,789 | 13,857 | 8,409 |
| کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[ب] | 19,623 | 4,790 | 5,420 |
| پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری[ب] | 3,092 | 765 | 439 |
| جاری کھاتے کا توازن[ب] | -18,989 | -3,761 | -3,622 |
| مالیاتی توازن (جی ڈی پی کا فیصد)[د] | -6.6 | -1.2 | -1.4 |

اعداد و شمار کے ماخذ: [الف] پاکستان دفترِ شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک، [ج] فیڈرل بورڈ آف ریونیو؛ اور [ع] وزارتِ خزانہ؛

[1] سہ ماہی کے لیے صارف اشاریہ قیمت کے اشاریے میں سال بسال اوسط نمو۔

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے میں گذشتہ 7 برسوں میں پہلی

بار کمی آئی۔ اس تخفیف کی وسیع البنیاد نوعیت سے پتہ چلتا ہے کہ شرح مبادلہ میں کمی اور معاشی استحکام کے اقدامات (بشمول سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں میں نمایاں کٹوتی، شرح سود میں اضافہ اور ریگولیٹری ڈیوٹیوں کا نفاذ) کے نتائج سامنے آنا شروع ہو گئے تھے۔ مزید برآں، نان فائلرز کے املاک اور کاروں کی خریداری پر پابندی بھی ان شعبوں میں سرگرمیاں محدود کرنے کا باعث بنی۔ اوسط سے کم بارشوں کے باعث پانی کی قلت میں شدت آنے کی وجہ سے زرعی شعبے کی کارکردگی بھی توقعات سے کم رہی۔ نتیجتاً خریف کی فصلیں گذشتہ برس سے کم رقبے پر کاشت کی گئیں، جس سے فصلوں کی پیداوار میں کمی ہو گئی۔

معاشی سرگرمیوں میں سست رفتاری سے قطع نظر اسٹیٹ بینک نے سہ ماہی کے دوران استحکام کے لیے اپنی کاوشوں کو تقویت دی اور زری پالیسی کو مزید سخت کر دیا۔ سہ ماہی کے دوران ہونے والے دونوں پالیسی فیصلوں میں زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ میں 100 بی پی ایس تک اضافہ کیا۔ یہ فیصلے بنیادی طور پر بلند جڑواں خساروں اور مجموعی مہنگائی کے 6 فیصد کے سالانہ ہدف سے بڑھ جانے کے قوی امکان کے باعث کیے گئے۔ اگرچہ طلبی دباؤ مضبوط رہا تاہم ایندھن کی بلند قیمتوں کے دورِ ثانی اثرات کے سبب قوزی مہنگائی میں بھی اضافے کا رجحان رہا، اور شرح مبادلہ میں کمی کے اثرات پوری معیشت پر مرتب ہونا شروع ہو گئے۔

مجموعی معاشی سرگرمیوں میں سُست رفتاری کے باوجود خام مال کی بڑھتی ہوئی قیمتیں اور سرمایہ جاتی مصارف بھی نجی شعبے کے قرض کی مضبوط طلب کے عکاس ہیں۔ قرضوں کے مجموعی استعمال پر خام مال (خصوصاً کپاس اور خام تیل) کی قیمتوں کے اثرات کو یوں بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قرضے کا اوسط حجم دگنا ہو گیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سہ ماہی میں قرضوں کے بلند استعمال میں بڑا حصہ قیمتوں میں اضافے کا تھا۔ بینکوں کے نقطہ نظر سے قیمتوں کا اثر ایک موزوں پیش رفت تھی، کیونکہ اس سے انہیں موقع مل گیا کہ وہ شرح سود میں مزید متوقع اضافے کے باعث اپنے اثاثوں کے جزدان میں ردوبدل کرتے ہوئے حکومتی تمسکات کے علاوہ دیگر اثاثوں کو بھی جگہ دے سکیں۔

اس پیش رفت کو مہنگائی کی سمت اور شرح سود کے حوالے سے منڈی کی توقعات کے برخلاف حکومت کی جانب سے پرائمری نیلامیوں میں بلند نرخوں کی بولیوں کو مسلسل مسترد کرنے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ بینکوں اور حکومت کے باہمی رویے سے قرضے اور زری انتظام پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ انتظامِ قرض کے ضمن میں خاکۂ عرصیت میں مستقل کمی سے حکومت کے لیے نومالکاری اور اجرائے ثانی کے خطرات بڑھ گئے، اور انتظامِ زر کے حوالے سے خطِ یافت کا تقریباً افقی ہو جانا اور اسٹیٹ بینک سے حکومت کی زائد قرض گیری بڑی مشکلات ہیں۔ بین البینک منڈی میں اضافی سیالیت (حکومت کی جانب سے قرضوں کی بھاری واپسی کے سبب) کے حالات میں طویل مدتی نشانیہ شرحوں کی عدم موجودگی نے زری پالیسی میں تبدیلیوں کی قرض دینے کی خردہ شرحوں پر مکمل ترسیل نہیں ہونے دی۔

حکومتی نقطہ نظر سے مارک اپ بڑھانے سے گریز کا مقصد مجموعی مالیاتی خسارے پر قابو پانا تھا، علی الخصوص اس وقت جب سرکاری قرضے کا حجم ریکارڈ بلند سطح تک پہنچ گیا تھا۔ یہ امر اہم ہے کہ مالی سال 18ء میں سودی ادائیگیاں حکومت کی جانب سے پہلے ہی واحد بڑا اخرچ تھیں، جن کا ملکی ٹیکس محاصل میں حصہ 33.6 فیصد تھا۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یہ ادائیگیاں گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں 13.9 فیصد بلند تھیں۔

اگرچہ دیگر اخراجات کمزور رہے، بالخصوص سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں میں گذشتہ برس کے مقابلے میں 45.5 فیصد کمی ہوئی، تاہم مالی خسارہ بلند سطح پر رہا۔ بنیادی طور پر ایسا اس لیے ہوا کہ محاصل وصول کرنے کی رفتار اتنی نہیں تھی جتنی کہ بڑھتے ہوئے جاری اخراجات کی رفتار تھی۔ لہٰذا، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی مالیاتی خسارہ 541.7 ارب روپے تک جا پہنچا، جو مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی سے تقریباً 100 ارب روپے زیادہ ہے۔ گذشتہ چند برسوں کے برعکس مالکاری کا زیادہ بوجھ ملک کے بینکاری نظام پر نہیں پڑا کیونکہ غیر بینک ملکی ذرائع نے حکومت کو خاطر خواہ فنڈنگ فراہم کی۔ دستیاب بیرونی فنڈنگ بھی مجموعی مالیاتی خسارے کا 38.9 فیصد تھی۔

یہ امر اہم ہے کہ بیرونی فنڈنگ نے ملک کے بیرونی شعبے کو بھی سہارا دیا۔ مجموعی مالی خسارہ دو سال میں پہلی مرتبہ تھوڑا سا کم ہوا، لیکن مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بھی یہ بلند سطح پر رہا۔ مسلسل بڑے خسارے کی بنیادی وجہ تجارتی توازن کی ابتری ہے: اگرچہ برآمدی نمو گذشتہ سال 12.4 فیصد کی سطح سے کم ہو کر مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں محض 3.8 فیصد رہ گئی، تاہم خام تیل کی عالمی قیمتوں میں 50.9 فیصد کے بھاری اضافے سے درآمدی بل بڑھ گیا۔ فی الحقیقت تیل کی درآمدی ادائیگیوں میں اضافہ غیر توانائی درآمدات میں کمی، برآمدی نمو، اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں صحت مند اضافے کے مشترکہ فوائد کو زائل کرنے کے لیے کافی تھا۔ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں سال بسال بنیاد پر 42.6 فیصد کمی واقع ہوئی تاہم سرکاری قرض گیری نے اس کمی کو پورا کرنے میں کردار ادا کیا۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی جاری رہی اور ستمبر 2018ء میں یہ ذخائر اتنے کم ہو گئے تھے کہ دو ماہ کی درآمدی ادائیگیوں کے لیے ناکافی تھے۔

اس پس منظر میں اگرچہ گذشتہ چند ماہ سے استحکام کے حصول کی خاطر کیے گئے اقدامات پر معیشت کا ردعمل سامنے آرہا ہے لیکن مستقبل قریب میں معیشت کو درپیش مشکلات (زرمبادلہ کے پست ذخائر اور بڑھتی ہوئی مہنگائی) کا تسلسل پالیسی میں کسی قسم کی رعایت کا موقع فراہم نہیں کرتا۔ یہ امر اہم ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملکی طلب میں گذشتہ برس کی نسبت کمی ہوئی، لیکن اگر حالیہ اوسط سے موازنہ کیا جائے تو اہم اظہاریوں میں اب بھی تیزی کی عکاسی ہوتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، قوزی مہنگائی کے اجزا کے انفرادی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں طلبی اور رسدی دونوں عوامل کا حصہ موجود ہے۔

چنانچہ، ایسا معلوم ہوتا ہے ملک میں کچھ عرصے کے لیے ملکی معیشت ردوبدل کے راستے پر گامزن رہے گی۔ تاہم مستحکم معاشی ماحول کی واپسی کے لیے آگے چل کر پالیسی میں غیر یقینی حالات کا سدباب اور معاشی اصلاحات کا واضح لائحہ عمل دینا یکساں طور پر اہم ہے۔ ادائیگیوں کے توازن میں معاونت کے حصول کی فی الفور ضرورت ہے، تاکہ زرمبادلہ اور روپے پر موجود دباؤ میں کمی لائی جاسکے۔ انتخابات کے فوری بعد صارفین اور کاروباری اداروں کے اعتماد میں بہتری آئی تھی، مگر اب بڑھتے ہوئے لاگتی دباؤ اور مستقبل قریب میں غیر یقینی صورتِ حال کے باعث حالیہ سرویز میں یہ اعتماد کم ہوتا نظر آرہا ہے۔ چونکہ حکومت نے سرمایہ کاری اور صنعتی پالیسیوں میں بڑی تبدیلی کا اشارہ دیا ہے، اس لیے سرمایہ کار- علی الخصوص بیرونی سرمایہ کار- طویل مدتی حکمت عملی تشکیل دینے میں پس و پیش سے کام لیتے نظر آرہے ہیں۔

ان پیش رفتوں کے باعث بڑے پیمانے پر معاشی سرگرمیوں پر استحکام کے حصول کی غرض سے کیے گئے اقدامات میں شدت آنے کا خطرہ بڑھا ہے۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ حکومت نے مالیاتی شعبے میں اہم اصلاحات کی ہیں، جس سے آگے چل کر ساختی خسارہ کچھ کم ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایف بی آر سے پالیسی سازی کے اختیارات لے لیے گئے ہیں، جسے خود مختار اتھارٹی کو تفویض کیا جانا ہے۔ اب ایف بی آر صرف ٹیکسوں کے انتظام اور وصولی پر توجہ مرکوز رکھے گا۔ مزید برآں، تھرڈ پارٹی ڈیٹا کا حصول یقینی بنانے کی خاطر کوششیں جاری ہیں تاکہ ممکنہ طور پر بلند آمدنی والے افراد کی معلومات حاصل کی جاسکیں۔

مزید برآں، حکومت نے رئیل اسٹیٹ شعبے میں اصلاحات کا آغاز کرتے ہوئے ڈائریکٹوریٹ جنرل غیر منقولہ جائیداد قائم کردیا ہے، جس کا کام مارکیٹ سروے پر مبنی قدر پیمائی سے لے کر صوبائی محاصل اور ایکسائز اتھارٹیوں سے روابط قائم کرنا ہے۔ یہ ایک بڑا اقدام ہے جو ممکنہ طور پر بین الصوبائی رابطے بڑھانے کے ساتھ ساتھ معیشت کی مراعاتی ساخت میں موجود بگاڑ دور کرنے اور محاصل کی وصولی میں بھی مددگار ہوسکتا ہے (**خصوصی سیکشن 1**)۔ شعبہ توانائی کے حوالے سے حکومت نے گیس کی تقسیم کار فرموں کا مالی بوجھ ختم کرنے کی غرض سے گیس کی قیمتوں میں اضافے کی منظوری دی۔

لہٰذا، اگرچہ معاشی استحکام کے حصول کے لیے کوششیں کی جارہی ہیں تاہم اصلاحات کی جانب موجودہ پیش رفت خوش آئند ہے۔ اب مالیات اور توانائی کے شعبوں میں اصلاحات کی سرایت اور رفتار میں اضافہ کرتے ہوئے اس عمل کو معیشت کے تمام شعبوں تک وسعت دینا بھی اہم ہے۔ اس کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ معیشت کی مراعاتی ساخت کی اصلاح کی جائے، سادہ طریقے اور ٹیکنالوجی بروئے کار لاتے ہوئے کاروبار میں آسانیاں بڑھائی جائیں، سرکاری مالی انتظام اور طرزِ حکمرانی بہتر بنایا جائے۔ اگرچہ اس میں وقت ہی کیوں نہ لگے لیکن درست پالیسیوں کا استعمال اہم ہے، تاکہ معیشت پھیلاؤ اور سکڑاؤ کے چکر سے باہر آسکے۔ معاشی نمو کا تسلسل آگے بڑھانے کے لیے

پیداواری محاذ پر بھی فوائد کا حصول اہم ہے۔ اس موقع پر جبکہ ملک کی بڑھتی ہوئی افرادی قوت کو پیداواری عمل میں شریک ہونا چاہیے، ملک دوبارہ پست نمو اور بلند مہنگائی کے بھنور میں پھنسنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

**1.2 خلاصہ**

**حقیقی شعبہ**

مالی سال18ء میں 13 برس کی بلند ترین نمو یعنی 5.8 فیصد حاصل کرنے کے بعد پاکستانی معیشت میں اعتدال کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں۔ مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گذشتہ برس کے اسی عرصے کی بہ نسبت زرعی اور صنعتی دونوں شعبوں کی کارکردگی توقع سے کم رہی۔ زرعی شعبے کے ابتدائی تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ خریف کی تمام بڑی فصلوں کی پیداوار گذشتہ سیزن کے مقابلے میں پست رہی۔ اس کمی کو خصوصاً سندھ میں پانی کی دستیابی کی تشویشناک صورتِ حال سے منسوب کیا جاسکتا ہے جس کے نتیجے میں مجموعی زیر کاشتِ رقبہ 7.7 فیصد کم ہو گیا۔ مزید برآں، فصلوں کی یافت بھی کھاد کے کم استعمال اور یوریا اور ڈی اے پی دونوں کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے متاثر ہوئی ہے۔

مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے میں 1.7 فیصد کمی ہوئی جبکہ مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس میں 9.9 فیصد کا صحت مند اضافہ ہوا تھا۔ یہ امر قابل غور ہے کہ تعمیرات سے منسلک اور پائیدار صارفی اشیاسازی کے شعبے–جو گذشتہ برس نمو بڑھانے میں کارفرما رہے تھے– میں سال بسال بنیاد پر تخفیف ہوئی۔ مجموعی طور پر رسد اور طلب کے مابین ربط کی حرکیات نے اس شعبے میں نمو کی رفتار پر منفی اثرات مرتب کیے۔ رسد کو توانائی اور خام مال کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے متاثر کیا جبکہ طلب میں سست رفتاری کا سبب سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے اخراجات میں کمی اور نان فائلرز کے لیے گاڑیوں کی خریداری پر پابندی کا نفاذ تھا۔

اجناس پیدا کرنے والے شعبے کی توقع سے کم کارکردگی اور اس کے ساتھ ساتھ درآمدی حجم میں سُست روی کے اثرات شعبہ خدمات پر پڑنے کے امکانات ہیں۔ بالخصوص، مایوس کن صنعتی کارکردگی اور درآمدات کے باعث تھوک اور خردہ تجارت میں بھی سُست روی آسکتی ہے۔ اسی طرح ٹرانسپورٹ سرگرمیاں بھی قدرے سست ہو سکتی ہیں جیسا کہ کمرشل گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں کمی سے ظاہر ہوتا ہے۔

## مہنگائی اور زری پالیسی

مہنگائی کا بنیادی دباؤ مضبوط اور جڑواں خساروں کے بلند سطح پر رہنے سے زری پالیسی میں ردوبدل کا رجحان جاری رہا۔ سہ ماہی میں زری پالیسی کمیٹیوں کے دونوں اجلاسوں کے دوران پالیسی ریٹ میں 100 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کیا گیا۔

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اوسط مہنگائی 5.6 فیصد بڑھی، جو مالی سال 15 کی پہلی سہ ماہی کے بعد بلند ترین اضافہ ہے۔ اگرچہ مہنگائی کا مضمر دباؤ مضبوط رہا مگر ایندھن کی بلند قیمتوں کے دورِ ثانی اثرات اور شرح مبادلہ کی تخفیف نے صارف اشاریہ قیمت کے غیر غذائی غیر توانائی جز کو مزید بڑھایا۔ سہ ماہی کے دوران غذائی مہنگائی قدرے مستحکم رہی لیکن مہنگائی کے مجموعی اضافے میں بھی اس کا حصہ رہا کیونکہ اہم اجزا جیسے گندم کا آٹا، ٹماٹر اور تازہ سبزیوں کی قیمتیں معمول پر رہیں جبکہ گذشتہ برس ان کی قیمتوں میں کمی آئی تھی۔

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں بھرپور توسیع دیکھی گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی میں خالص واپسی میں اضافہ ہوا تھا۔ بین البینک منڈی میں اچھے رسدی حالات کے باعث ایسا ہوا۔ خصوصاً اس سہ ماہی کے دوران بینکوں کی حکومتی تمسکات میں خطیر سرمایہ کاری کی عرصیت مکمل ہونی تھی، اور شرح سود میں مزید اضافے کے امکان پر بینک اس رقم کے اجرائے ثانی کے خواہاں نہیں تھے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی طور پر حکومت نے کمرشل بینکوں کو 1.4 ٹریلین روپے واپس کیے۔ یہاں تک کہ بازار زرِ کے سودوں میں انجذاب کو ملحوظ رکھنے کے بعد بھی خالص سیالیت کے حالات ایسے تھے کہ بینکوں نے شبینہ ریٹس پر کسی دباؤ کے بغیر سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں اور نجی شعبوں کی قرضوں کی طلب بآسانی پوری کردی۔ درحقیقت سہ ماہی کے دوران شبینہ اور پالیسی ریٹ کے مابین 8 بی پی ایس کا منفی فرق قائم رہا۔

اس کے برخلاف قرض گیری کی لاگت میں اضافے کے ساتھ ساتھ اقتصادی سرگرمی میں مجموعی سست روی کی وجہ سے سہ ماہی کے دوران قرضے کی طلب نسبتاً پست رہی۔ دورانِ سہ ماہی بینکوں کو موصول ہونے والی قرضے کی درخواستوں میں تیزی سے کمی سے بھی یہ ظاہر تھا۔ ان حالات میں معتبر منصوبوں کے حصول میں بینکوں کی باہمی مسابقت شدید ہوگئی، جس نے خردہ قرض گاری کے ریٹس پر پالیسی ریٹ میں تبدیلیوں کے اثر کی مضبوط منتقلی کو روک دیا، اس لیے سہ ماہی کے دوران مؤخر الذکر میں 75 بی پی ایس کا اضافہ ہوگیا۔

مالکاری زمروں کے لحاظ سے، جاری سرمائے کے قرضوں میں سرگرمی زیادہ نمایاں تھی کیونکہ بڑھتی ہوئی اجناسی قیمتوں اور خام مال کی لاگتوں سے کارپوریٹ شعبے کی ضروریات میں اضافہ ہوا جس کا مضبوط ترین اثر پیٹرولیم ریفائنریوں اور تھرمل بجلی کے پیداکنندگان کی جانب سے لیے گئے قرضوں میں دیکھا گیا۔ اس کے برعکس معین سرمایہ کاری کے زمرے میں قرضوں کا سست تر استعمال نظر آیا۔ سی

پیک کے تحت کئی جلد مکمل ہو جانے والے منصوبوں کی تکمیل کی بنا پر رفتار میں کچھ کمی متوقع تھی۔ تاہم، منقولی شواہد بھی بتاتے ہیں کہ کارپوریٹ سیکٹر نے شرحِ مبادلہ، ایندھن کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور شرح سود کی راہ کے ساتھ اپنی کاروباری حکمتِ عملی کو ہم آہنگ کرنے سے پہلے سرمایہ کاری اور تجارت کے لحاظ سے پالیسی میں متوقع تبدیلی کا انتظار کیا۔ اسی طرح، صارفی ماکاری میں بھی سست روی آئی، کیونکہ میزانیہ اقدامات، جیسے نئی گاڑیوں کی خریداری کے لیے نان فائلرز پر پابندی کے نفاذ اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے سبب کاروں کی قیمتوں میں اضافے سے گاڑیوں کے قرضوں کی طلب میں کمی آگئی۔

گذشتہ برس کے برخلاف، نجی اور سرکاری دونوں شعبوں میں قرض گیری نے بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں (این ڈی اے) کو بڑھانے میں حصہ لیا۔ تاہم بڑھتے ہوئے این ڈی اے کا زرِ وسیع –جس میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 26.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا –پر اثر کمزور رہا جس کا سبب ملک کی مجموعی بیرونی صورت حال میں بگاڑ کے ساتھ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں خالص کمی تھی۔

**مالیاتی خسارہ اور قرضہ**

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مالیاتی خسارہ بڑھ کر 541.7 ارب روپے ہو گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 440.8 ارب روپے تھا۔ اس اضافے کی وجہ جاری اخراجات (خصوصاً قرضے کی واپسی اور دفاع) میں تیز اضافہ تھا جس نے محاصل کی وصولیوں کے معمولی فوائد کو زائل کر دیا۔

دورانِ سہ ماہی مجموعی محاصل میں 7.5 فیصد نمو ہوئی؛ تاہم یہ رفتار مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 18.9 فیصد کے اضافے سے پست تھی۔ محاصل کی نمو میں سست روی کی وجوہات یہ تھیں: (i) جولائی 2018ء میں پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی کی شرح میں تیزی سے کمی؛ (ii) 19-2018ء کے بجٹ میں حکومت کی جانب سے اعلان کردہ انکم ٹیکس ترغیبات کا اثر؛ (iii) سرکاری شعبے میں ترقیاتی اخراجات (پی ایس ڈی پی) سے متعلق معاہدوں کے لیے ودہولڈنگ ٹیکس کی پست وصولی؛ اور (iv) معیشت میں مجموعی سست روی، بالخصوص تعمیرات سے منسلک شعبوں میں جو سیمنٹ اور فولاد کی فروخت میں پست وصولیوں پر منتج ہوئی۔ دوسری جانب، نان ٹیکس محاصل میں نمایاں طور پر 11.6 فیصد کی نمو ہوئی۔

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے، ترقیاتی اخراجات میں تیزی سے کمی آئی جس کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی نمو سست ہو کر 11.0 فیصد ہو گئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یہ 13.5 فیصد تھی۔ بلند سودی ادائیگیوں اور دفاع سے متعلق

اخراجات کے باعث جاری اخراجات میں 18.1 فیصد اضافے سے اس بہتری کا اثر زائل ہو گیا۔ صوبائی جاری اخراجات میں بھی 21.9 فیصد اضافہ ہوا، کیونکہ عمومی سرکاری خدمات، نظمِ عامہ اور تعلیمی معاملات پر اخراجات میں اضافہ ہو گیا۔

نتیجتاً بلند مالیاتی خسارے کی مالکاری ملکی اور بیرونی دونوں ذرائع سے حکومتی قرضوں میں اضافے کے ذریعے کی گئی۔ جہاں تک ملکی ذرائع کا تعلق ہے تو حکومت نے اپنے کمرشل بینکوں کے قرضے واپس کرنے کے لیے بیشتر قرضے اسٹیٹ بینک سے لیے، جبکہ غیر بینک ذرائع (بازارِ زر کی رقوم، پنشن فنڈز اور کارپوریٹس) پر انحصار بھی گذشتہ برس کی مقابلے میں بلند رہا۔ سرکاری بیرونی قرضے میں اہم حصہ بلند دو طرفہ قرضوں کا تھا۔ مجموعی طور پر پاکستان کا مجموعی سرکاری قرضہ ستمبر 2018ء کے اختتام پر 25.8 ٹریلین روپے ہو گیا جبکہ اختتام جون 2018ء پر یہ 25.0 ٹریلین روپے تھا۔

## بیرونی شعبہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی لگاتار آٹھویں سہ ماہی تھی جس میں ملک کی برآمدات میں اضافہ درج کیا گیا۔ کارکنان کی ترسیلاتِ زر میں اضافے کے ساتھ اس پیش رفت کی وجہ سے جاری کھاتے کے خسارے میں معمولی سی کمی آئی۔ تاہم، خسارے کی سطح پریشان کن رہی کیونکہ تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے نتیجے میں درآمدی بل نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی سے اب تک پہلی بار 4.0 ارب ڈالر کا نشان عبور کر لیا۔ بیرونی سرمایہ کاریوں میں سال بسال کمی اور نجی شعبے کے بیرونی قرض کے پست رہنے سے رقوم کی آمد ناکافی ثابت ہوئی۔ نتیجتاً، دورانِ سہ ماہی زرِ مبادلہ کے ذخائر میں 1.4 ارب ڈالر کمی اور پاکستانی روپے کی قدر میں 2.2 فیصد کمی کی بنا پر ادائیگیوں کے توازن پر دباؤ بڑھتا رہا۔

برآمدات میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نمو کی شرح دو ہندسی سے گھٹ کر 3.8 فیصد ہو گئی۔ اس کی بڑی وجہ ٹیکسٹائل برآمدات کا تیزی سے گھٹنا تھا کیونکہ بیشتر مصنوعات کی اکائی قیمتوں میں کمی نے بلند مقدار میں برآمدات کے اثر کو زائل کر دیا۔ تاہم، خاص طور پر گندم اور چینی کی وجہ سے غذائی برآمدات میں 29.2 فیصد اضافہ ہوا۔

دوسری جانب، دورانِ سہ ماہی درآمدی بل میں نمو جامد رہی، کیونکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں غیر توانائی درآمدات میں 18.7 فیصد کمی آئی۔ گذشتہ چار سہ ماہیوں میں پہلی بار ایسی کمی آئی۔ اس کی بنیادی وجہ مشینری کی درآمدات میں کمی تھی کیونکہ سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات سست ہو گئے تھے اور سی پیک کے جلد مکمل ہو جانے والے منصوبے بھی تکمیل کے قریب تھے۔ تاہم، توانائی کی درآمدات نے اس کمی کے اثر کو مکمل طور پر زائل کر دیا کیونکہ تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافہ درآمدی ادائیگیوں میں 20.9 فیصد اضافے کا

سبب بنا۔ اس کے نتیجے میں تجارتی خسارے میں سال بسال بنیادوں پر 7.3 فیصد اضافہ ہوا تاہم یہ توسیع مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں ہونے والی 38.6 فیصد توسیع کے مقابلے میں خاصی کم ہے۔

خلیج تعاون کونسل اور نان جی سی سی دونوں مقامات سے رقوم کی آمد کے باعث کارکنان کی ترسیلاتِ زر میں 13.2 فیصد کی بھرپور نمو دیکھی گئی۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں امریکہ اور برطانیہ میں معاشی حالات میں بہتری کے علاوہ رقوم کی موسمی آمد سے بھی ترسیلات زر کو تقویت ملی۔

جہاں تک مالکاری کا تعلق ہے، جاری کھاتے کے خسارے کو روکنے میں ایک اہم دشواری سی پیک کے تحت جلد مکمل ہو جانے والے کئی منصوبوں کی عنقریب تکمیل تھی جس کے نتیجے میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں 42.6 فیصد کی سال بسال کمی اور نجی شعبے، خاص طور پر بجلی کے شعبے میں فرموں کی جانب سے قرض گیری میں جزوی کمی آگئی۔ چین سے آنے والی سی پیک سے متعلق رقوم کے علاوہ، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں کوئی اور سرگرمی نہیں ہوئی۔ جُزدانی سرمایہ کاری کے لحاظ سے مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں رقوم کے انخلا میں تیزی آئی، کیونکہ مقامی بازارِ حصص میں بیرونی فروخت گذشتہ برس کے مقابلے میں دوگنا تھی۔ یہ کارکردگی دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کے رجحانات سے خاصی ہم آہنگ تھی، جو امریکی فیڈرل ریزرو کی جانب سے زری سختی اور اس کے نتیجے میں عالمی فنڈ منیجرز کی طرف سے جزدان کی تنظیمِ نو کی وجہ سے فروخت میں دباؤ کا سامنا کر رہی ہیں۔ ان حالات میں ادائیگیوں کے توازن کی مالکاری کا بھاری بوجھ سرکاری ذرائع پر پڑا۔ اس میں بھی عالمی مالی اداروں کی متوقع رقوم حاصل نہ ہو سکیں چنانچہ ملک کو ادائیگیوں کا فرق پورا کرنے کے لیے حکومت سے حکومت کی سطح پر فنڈنگ کے انتظامات کے ساتھ ساتھ زرمبادلہ کے ذخائر کو بھی استعمال میں لانا پڑا۔

### 1.3 معاشی منظر نامہ

امکان ہے کہ باقی ماندہ سال کے دوران کلی معاشی استحکام کے حصول میں پالیسی ماحول مرکزی کردار ادا کرے گا۔ مہنگائی کے دباؤ اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کی توقعات کو قابو میں رکھنے کے لیے اسٹیٹ بینک پہلے ہی نومبر 2018ء میں پالیسی ریٹ میں مزید 150 بی پی ایس اضافہ کر چکا ہے۔ اسٹیٹ بینک کی پورے سال کے لیے مہنگائی کی توقعات کی پیش گوئی 6.5 تا7.5 فیصد ہے (**جدول 1.2**)، جس میں گیس

کے نرخوں میں اضافے اور شرحِ مبادلہ کی کمی کے دوسرے مرحلے کا اثر شامل ہے۔ اسی طرح، نئ حکومت کے قیام کے بعد مالیاتی پالیسی کی تشکیل اس طرح کی گئ کہ وہ استحکام کے ہدف سے ہم آہنگ ہو۔ بالخصوص حکومت نے مالی سال 19ء کے لیے میزانیہ ترقیاتی اخراجات میں کمی کی ہے اور اس سے پہلے اعلان کردہ ٹیکسوں میں سہولت کے اقدامات کو جزواًواپس لے لیا-جیسا کہ پہلے بتایا گیا ان اقدامات نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں محاصل کی پست وصولی میں کردار ادا کیا۔

**جدول 1.2: کلیدی معاشی اہداف اور تخمینے**

| | م س18ء | م س19ء ہدف[1] | م س19ء اسٹیٹ بینک کے تخمینے |
|---|---|---|---|
| | | فیصد نمو | |
| حقیقی جی ڈی پی | 5.8 | 6.2 | 4.0 – 4.5 |
| صارف اشاریہ قیمت (اوسط) | 3.9 | 6.0 | 6.5 – 7.5 |
| | | ارب امریکی ڈالر | |
| ترسیلاتِ زر | 19.6 | 21.2 | 20.5 – 21.5 |
| برآمدات (ایف او بی) | 24.8 | 27.9 | 27.0 – 28.0 |
| درآمدات (ایف او بی) | 55.8 | 58.5 | 56.0 – 57.0 |
| | | جی ڈی پی کا فیصدی | |
| مالیاتی خسارہ | 6.6 | 4.9 | 5.5 – 6.5 |
| جاری کھاتے کا سرمایہ | 6.1 | 4.0 | 4.5 – 5.5 |

اعدادوشمار کا ماخذ: [1] وزارتِ خزانہ اور منصوبہ بندی کمیشن

چنانچہ، پالیسی کا جھکاؤ کلی معاشی استحکام کی جانب ہونے سے حقیقی جی ڈی پی نمو کے 6.2 فیصد کا ہدف ناقابلِ حصول لگتا ہے۔ خریف کی فصلوں کی کارکردگی پہلے ہی پست ہے اور ملک بھر میں پانی کی مسلسل قلت کی وجہ سے باقی ماندہ سال میں فصلوں کے شعبے میں مجموعی طور پر نمو کا امکان نہیں ہے۔ چنانچہ، جی ڈی پی کی نمو میں زرعی شعبے کے مجموعی حصے کا انحصار گلہ بانی کے ذیلی شعبے کی کارکردگی پر ہوگا۔ اسی طرح، بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے ضمن میں تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی کارکردگی پست رہے گی کیونکہ حکومت کی جانب سے ترقیاتی اخراجات کو محدود رکھے جانے کا امکان ہے۔ صارفی صنعتوں کو بھی پست طلب کا سامنا ہوگا، کیونکہ قوتِ خرید کو بڑھتی ہوئی مہنگائی، شرحِ سود میں اضافے اور کرنسی میں مضر تبدیلیوں سے ضرب پہنچی ہے۔

بیرونی شعبے میں سب سے اہم پیش رفت خام تیل کے عالمی بازار میں مندی ہے جو اکتوبر کے اوائل میں شروع ہوئی تھی اور مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری رہی۔ اس مدت کے دوران تیل کی قیمتیں ایک چوتھائی کم ہو کر 54 ڈالر فی بیرل کی ایک سال کی پست ترین سطح پر آگئیں۔ اس سے سال کی کم از کم دوسری سہ ماہی تک پاکستان کے تیل کے درآمدی بل پر دباؤ کم رہے گا۔

غیر توانائی درآمدات کے معاملے میں کمزور ملکی معاشی سرگرمیوں، شرحِ مبادلہ میں کمی اور درآمدی ڈیوٹیوں میں اضافے کے باعث موجودہ سست رفتاری کا تسلسل آگے چل کر بھی برقرار رہ سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شرحِ مبادلہ میں کمی اور ترقی یافتہ معیشتوں میں صارفی اخراجات میں اضافے سے برآمدات کو فائدہ ہو سکتا ہے لیکن لاگت کے بڑھتے دباؤ کی وجہ سے ان کی رفتار ممکنہ طور پر کم ہو سکتی

ہے۔ تاہم اب بھی مجموعی زرِ مبادلہ آمدنیوں کے تخمینے بلند سطح پر ہیں کیونکہ کارکنان کی ترسیلاتِ زر میں پائیدار نمو کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ نتیجتاً جاری کھاتے کا مجموعی خسارہ کم ہو کر جی ڈی پی کے 4.5 تا 5.5 فیصد پر آسکتا ہے جو مالی سال 18ء میں 6.1 فیصد تھا۔

مستقبل میں جاری کھاتے کی مالکاری میں بہتری آسکتی ہے کیونکہ مالی سال 19ء کی دوسری ششماہی کے دوران نجی اور سرکاری دونوں ذرائع سے بلند غیر ملکی رقوم موصول ہونے کی توقع ہے۔ خاص طور پر، جنوری 2019ء سے حالیہ دو طرفہ انتظامات، بشمول تیل کی مؤخر ادائیگیوں کی سہولت کے دستیاب ہونے کا امکان ہے۔ صرف یہی نہیں کہ اس سے ملک کے زرِ مبادلہ کے ذخائر کو سہارا ملے گا بلکہ ملکی بازارِ مبادلہ پر دباؤ بھی کم ہو گا۔ چنانچہ، پالیسیوں اور مناسب توازنِ ادائیگی کے درست امتزاج سے توقع ہے کہ وسط مدت میں ملک مستحکم کلی معاشی ماحول کی جانب لوٹ جائے گا۔

# 2 حقیقی شعبہ

## 2.1 عمومی جائزہ

مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے اہم اظہاریوں سے پتا چلتا ہے کہ مالی سال18ء میں 13 سالہ بلند سطح کے بعد اقتصادی سرگرمی میں نمو کی رفتار کم ہورہی ہے۔ بنیادی طور پر مالیاتی اور بیرونی شعبوں میں بڑھتے ہوئے کُلی معاشی عدم توازن نے اقتصادی نمو کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ معیشت میں نمایاں اوور ہیٹنگ کے آثار نظر آنا شروع ہوچکے تھے اور اسے قابو میں رکھنے کے لیے ضوابطی اقدامات، شرحِ مبادلہ میں کمی نیز پالیسی ریٹ میں اضافے جیسے پالیسی اقدامات لاگو کیے گئے تھے۔ نتیجتاً، ملکی طلب میں کسی قدر اعتدال دیکھا گیا جس نے معیشت کے اجناس پیدا کرنے والے شعبے میں سرگرمیوں کو متاثر کیا۔ درآمدات کی نمو میں کمی کے ساتھ اجناس پیدا کرنے والے شعبے کی اس کمزور کارکردگی نے خدمات کے شعبے کی کارکردگی کو بھی محدود کردیا ہے۔

مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) میں بھی 1.7 فیصد کی وسیع البنیاد تخفیف دیکھی گئی جبکہ مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں 9.9 فیصد کی متاثر کن نمو ہوئی تھی۔ بالخصوص ان عوامل نے ملکی طلب پر منفی اثر ڈالا: (i) ضوابطی اقدامات جیسے نان فائلرز کے لیے نئی گاڑیوں کی خریداری پر پابندی؛ (ii) سگریٹ پر عائد سیلز ٹیکس کی ساخت میں تبدیلیاں؛ (iii) بجلی کی پیداوار میں ملک میں تیار ہونے والے فرنس آئل کی جگہ درآمد شدہ آر ایل این جی اور کوئلے کا بڑھتا ہوا حصہ؛ اور (iv) پاکستانی روپے کی قدر میں کمی۔ بیرونی شعبے میں اجناس کی بڑھتی ہوئی قیمتیں معیشت کے لیے سخت دھچکا ثابت ہوئیں (**باکس 2.1**)۔

زرعی شعبے میں مالی سال19ء کے دوران زیرِ کاشت رقبے میں کمی، پانی کی پست دستیابی اور کھاد کے استعمال میں کمی کے نتیجے میں خریف کی فصل میں مجموعی کارکردگی توقع سے کم رہی۔ گو کہ (کپاس کے سوا) خریف کی تمام اہم فصلوں نے اپنے اہداف حاصل کیے، تاہم گذشتہ برس کی ریکارڈ کاشت کے مقابلے میں ان کی پیداوار خاصی کم رہی۔[1]

**باکس 2.1: بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور اجناس کی عالمی قیمتیں**

عالمی اجناسی قیمتوں میں اضافہ ان اہم عوامل میں سے ایک تھا جن کے نتیجے میں مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو میں کمی آئی۔ گذشتہ چند برسوں میں قیمتوں کے مستحکم ہونے کے باعث ایل ایس ایم کی نمو میں اضافے کا رجحان تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ شرحِ مبادلہ کے استحکام کی وجہ سے نجی شعبے کی سرمایہ کاری کو مہمیز ملی جس کے نتیجے میں بہت سے شعبوں میں توسیع کی گئی۔ شرحِ مبادلہ میں حالیہ کمی کے دور اور عالمی اجناسی قیمتوں میں اضافے نے صورتِ حال

---

[1] وزارت برائے قومی تحفظِ خوراک و تحقیق (ایم این ایف ایس آر) کے مطابق ہر فصل کے ہدف کا تعین اور اسے صوبائی حکومت کو مختص کرنے کا فیصلہ اس کے خام مال (پانی، کھاد، بیجوں اور کیڑے مار ادویات کی دستیابی) اور ملک میں موسم کی پیش گوئی کو مدِ نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ مالی سال19ء میں خریف کی تمام فصلوں کے لیے متعین کردہ اہداف مالی سال18ء کے اہداف سے معمولی سے مختلف ہیں۔

تبدیل کر دی۔ قیمتوں میں تبدیلی کا مجموعی اثر اگلی سہ ماہیوں میں بھی بڑے پیمانے کی اشیاسازی پر اپنے اثرات جاری رکھ سکتا ہے۔ اسٹیٹ بینک کی جانب سے کیے گئے جدید ترین صارف اور کاروباری اعتماد سروے میں بالعموم معاشی سرگرمی کی آئندہ کیفیت کے بارے میں ان جذبات کی کسی قدر عکاسی ہوتی ہے۔

جنوری 2016ء سے عالمی منڈی میں خام مال کی قیمتیں بڑھ رہی تھیں،[2] تاہم ملکی معیشت اس کے کچھ ابتدائی اثرات برداشت کرنے کی اہل تھی، کیونکہ اس ضمن میں شرحِ مبادلہ میں استحکام نے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے کو قیمتوں میں تغیر سے محفوظ رکھا۔ توانائی کی درآمدی اشیا کی قیمتوں میں کسی نمایاں تبدیلی کے نہ ہونے سے ملکی اشیاسازوں کو کسی قدر تحفظ ملا۔

تاہم جیسے ہی جڑواں خسارہ بڑھا، شرحِ مبادلہ کم ہونا شروع ہوگئی اور بیرونی اجناسی دھچکے سے صنعت کا تحفظ بھی ختم ہونا شروع ہوگیا۔ شرحِ مبادلہ کی ملکی قیمتوں کو ترسیل مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اور زیادہ واضح ہوگئی۔ تھوک اشاریہ قیمت میں بھی گذشتہ چار مہینوں میں سے تین میں دوہندسی اضافہ ہوا۔ یہ ساڑھے پانچ برسوں میں بلند ترین سہ ماہی نمو تھی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے قیمت کے دھچکے نے اشیاسازوں کی پیداواری سرگرمیوں کو روک دیا (شکل 2.1.1 اور 2.1.2)۔

طلب میں مجموعی سست روی کے پیشِ نظر مستقبل میں اشیاسازوں کے لیے تیاری کی بڑھتی ہوئی لاگت کو صارفین تک آسانی سے منتقل کرنا آسان نہیں ہوگا۔[3] چنانچہ، امکان ہے کہ اگلی سہ ماہیوں میں بھی بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے کی کارکردگی ان ہی مشکلات کا سامنا کرے گی۔

**شکل 2.1.1: بیرونی اجناسی قیمتوں کا دھچکا اور بڑے پیمانے کی اشیاسازی**

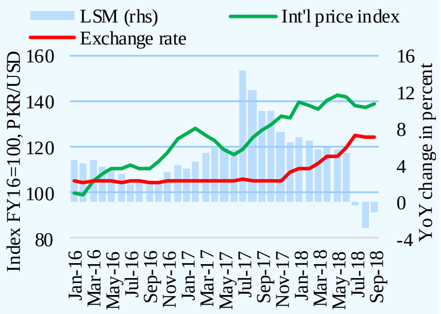


Data source: Pakistan Bureau of Statistics, State Bank of Pakistan, World Bank

**شکل 2.1.2: تھوک اشاریہ قیمت اور بڑے پیمانے کی اشیاسازی**

(سال بسال تبدیلی)

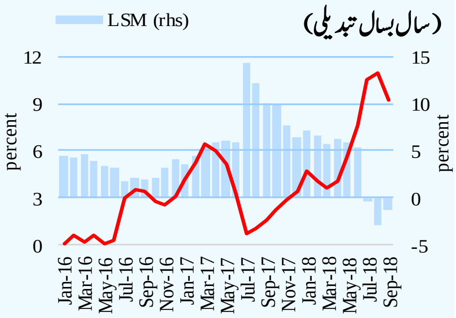


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

## 2.2 زراعت

خریف کی اہم فصلوں جیسے کپاس، چاول، گنا اور مکئی کے ابتدائی تخمینے شعبے کی پست کارکردگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ زیرِکاشت رقبے میں نمایاں کمی تھی بالخصوص سندھ میں جہاں پانی کی کمی کے نتیجے میں خشک سالی جیسی صورتِ حال ہوگئی تھی۔ مالی سال 19ء میں خریف کی فصلوں کے تحت زیرِکاشت مجموعی رقبہ 7.54 ہیکٹر تھا، مالی سال 18ء سے 7.7 فیصد کم۔ پانی کی کمی اور کھاد کے پست استعمال نے

[2] عالمی بینک کے قیمتوں کے اشاریوں کا پاکستان کی درآمدات میں ان کے متعلقہ حصے کے وزن کو استعمال کرتے ہوئے عالمی اجناسی اشاریہ قیمت کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔ اس اشاریے کو اخذ کرنے کے مقصد سے جو اوزان استعمال کیے جاتے ہیں، وہ یہ ہیں: مشینری 38 فیصد، توانائی 26 فیصد، زرعی خام مال 16 فیصد، غذا 11 فیصد، اور ٹیکسٹائل 9 فیصد۔

[3] یہ اس کے پست ہوتے منافع سے ظاہر ہے جیسا کہ کارپوریٹ شعبے کی سہ ماہی رپورٹوں میں بتایا گیا ہے۔

بھی فصل کی پیداوار پر منفی اثرات مرتب کیے۔ چنانچہ، مجموعی لحاظ سے، زرعی شعبے کی مجموعی اضافۂ قدر (جی وی اے) میں خریف کی فصلوں کا حصہ مالی سال 18ء کی سطح سے نمایاں طور پر کم ہو سکتا ہے۔

### خام مال کی صورتِ حال

خام مال کے لحاظ سے بھی صورتِ حال حوصلہ افزا نہیں تھی۔ خریف کی فصلوں (اپریل تا ستمبر 2018ء) کے لیے پانی کی مجموعی دستیابی گذشتہ برس کے مقابلے میں خاصی پست رہی، کیونکہ نہری پانی (آب پاشی کا ایک اہم آبی ذریعہ) کی دستیابی گذشتہ برس کے مقابلے میں پنجاب اور سندھ کے لیے بالترتیب 17.8 فیصد اور 11.6 فیصد کم رہی۔ پنجاب میں پانی کی اس کمی کو کسی حد تک زمینی پانی لے کر پورا کر لیا گیا۔ تاہم، کھارے اور نمکین زمینی پانی جیسی دشواریوں کی وجہ سے سندھ کو زیرِ کاشت رقبے میں کمی کا سامنا ہوا (**باکس 2.2**)۔

**باکس 2.2: پانی کی صورتِ حال: غیر مستقل رسد کے انتظام کی ضرورت**

2018ء کے موسمِ خریف کو ملک میں بارشوں کے بدلتے ہوئے انداز کے ساتھ ساتھ نہری پانی کی پریشان کُن کمی کا بھی سامنا رہا۔ اگر گذشتہ پانچ برسوں (اپریل تا ستمبر) کی اوسط سے موازنہ کیا جائے تو سندھ اور پنجاب میں آب پاشی کے پانی کا استعمال بالترتیب 15.9 اور 6.6 فیصد کم رہا۔ مزید برآں، معمول سے کم مون سون کی بارشوں کے باعث زمینی پانی کی ذخیرہ کاری بھی پست رہی۔ پانی کی دستیابی میں یہ کمی، بالخصوص سندھ میں کپاس، گنا اور چاول کی فصلوں کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی کی اہم وجہ تھی۔ مستقبل قریب میں، خاص طور پر آب و ہوا میں تبدیلی کے باعث، اس صورتِ حال میں مزید تغیر متوقع ہے، یہی وجہ ہے کہ ان موسموں کے دوران اور مابین پانی کے بہاؤ کا انتظام فوری طور پر کیے جانے کی ضرورت ہے۔

سندھ میں مون سون کے دوران بارش کی یہ قلت –5 سالہ مدت میں 89 فیصد کم اوسط– اس صورتِ حال کی سنگینی کو مزید بڑھا رہی ہے۔ پنجاب میں مالی سال 18ء کے جولائی تا ستمبر کے تین مہینوں میں ریکارڈ کی گئی بارش بھی گذشتہ پانچ برسوں کی اوسط (اپریل تا ستمبر، 2013ء تا 2017ء) سے 33 فیصد کم تھی (**شکل 2.2.1** اور **2.2.2**)۔ چونکہ موسم کے انداز میں تبدیلی آ رہی ہے اس لیے آب و ہوا میں تبدیلیوں کے نتیجے میں بارش اور آب پاشی کے بہاؤ میں تبدیلیاں آئی ہیں۔[4] یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اس مظہر کی وجہ سے بعض فصلیں زیادہ متاثر ہوں گی۔[5]

[4] گذشتہ 20 برسوں کے دوران برسات کے موسم کا آغاز فی عشرہ 30 دن تک مؤخر ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ سے بہت سی فصلوں کی بوائی میں تاخیر ہوتی ہے۔ ماخذ: آب و ہوا کے خطرات اور غذائی تحفظ کا تجزیہ: پاکستان کے حوالے سے خصوصی رپورٹ۔ ورلڈ فوڈ پروگرام اور ایس ڈی پی آئی۔ http://vam.wfp.org.pk/publications.aspx

[5] بارش میں اضافہ چاول کی فصل کے لیے نقصان دہ نہیں لیکن کپاس کی فصل کے لیے نقصان دہ ہے۔ ماخذ: آر صدیقی، جی صمد، ایم ناصر اور ایچ جلیل (2012ء)، اہم زرعی فصلوں پر آب وہوا میں تبدیلی کا اثر۔ شواہد از پنجاب، پاکستان۔ پاکستان ڈویلپمنٹ ریویو 54:276-261۔

**شکل 2.2.1: خریف کے لیے نہری پانی کا اخراج**

**(اپریل تا ستمبر 2018ء)**

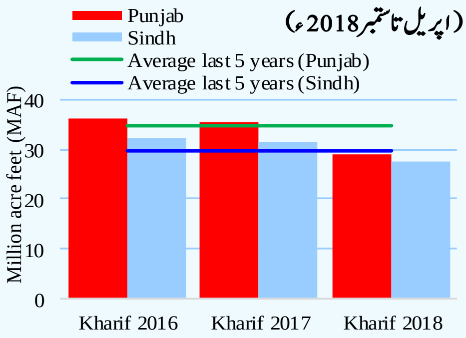


Data source: Indus River System Authority

**شکل 2.2.2: مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں مون سون بارشیں**

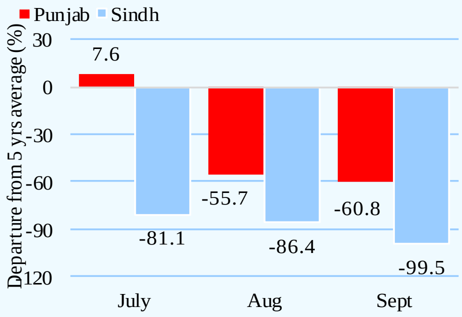


Data source: Pakistan Meteorological Department

مستقبل میں، ربیع کے موسم کے دوران نہری پانی کی مقدار میں اس کے حقیقی طور پر مختص کردہ 37.0 ملین ایکڑ فٹ (ایم اے ایف) کے مقابلے میں 35 سے 40 فیصد کمی متوقع ہے۔ دریائی پانی کی مقدار اور مون سون کی بارش کی غیر مستقل نوعیت کے باعث فصلی پانی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے صوبائی سطح پر مناسب انتظام ضروری ہے۔ صوبائی سطح پر ذیل کے اقدامات فوری طور پر درکار ہیں:

- ندی/نہری سطح پر پانی کے چھوٹے ذخیروں کی تیاری: فصل کے ایک دور میں طلب اور رسد کے درمیان دورانیے کے مسائل کے انتظام کے لیے ندیوں اور نہروں کی سطح پر ذخیرے ضروری ہیں۔ بارش کے پانی کو ذخیرہ کرنے کے لیے بھی یہ ذخیرے ضروری ہیں۔
- بلند استعداد کے حامل آب پاشی کے نظام (اچ ای آئی ایس): ڈرپ/اسپرنکلر سے آب پاشی پر رعایت اور لیزر سے زمین کو ہموار کرنے کے عمل کے لیے رعایت دے کے اچ ای آئی ایس کی حوصلہ افزائی بھی ضروری ہے۔ ٹیکنالوجی پر مبنی ان اقدامات سے کاشت کاروں کو پانی محفوظ کرنے، فی ہیکٹر پیداوار بڑھانے اور پانی پمپ کرنے کے لیے بجلی/ایندھن کی لاگتیں بچانے میں مدد ملے گی۔ ان نظاموں میں مزید توسیع کی بھی ضرورت ہے کیونکہ وہ 50 سے 60 فیصد پانی بچانے اور 40 سے 50 فیصد تک کھاد کی بچت میں مدد دیتے ہیں۔[6]
- نہری انفراسٹرکچر میں کاشت کاروں کی شرکت نظام میں جواب دہی کے عنصر کو بڑھائے گی جس سے نظام برقرار رکھنے میں بہتری آئے گی۔ کاشت کار تنظیموں اور علاقے کے واٹر بورڈز کامیاب ماڈل رہے ہیں کیونکہ کاشت کار کو نظام کی ملکیت حاصل ہوتی ہے جس کے نتیجے میں ضیاع میں کمی آتی ہے۔ اس سے ہر موسم کے لیے پانی کی مناسب مقدار مختص کرنا بھی یقینی ہو جائے گا۔
- پانی کی قیمت بندی: پانی کی قدر کی مطابقت سے پانی کے ٹیرف میں اضافہ کاشت کاروں کے رویے پر اثرانداز ہو گا۔ مزید یہ کہ پانی کے نرخوں کو رسد کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی بھی ضرورت ہے، جیسے گنے پر زیادہ پانی استعمال کرنے کی وجہ سے فی ہیکٹر زیادہ نرخ عائد کیے جاسکتے ہیں۔ ندی کی سطحوں پر جگہ/مقام کے تعین کی بنیاد پر ایک درجہ بندی کے نظام سے بھی موثر نتائج حاصل ہوں گے۔

[6] ماخذ: شعبۂ زراعت، حکومتِ پنجاب

پانی کی پست دستیابی کے ساتھ زیرِ کاشت رقبے میں کمی نیز یوریا اور ڈی اے پی کی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں خریف کے موسم کے دوران کھاد کے استعمال میں کمی آئی۔ خاص طور پر، یوریا کے استعمال میں 10.7 فیصد اور ڈائی امونیم فاسفیٹ–(ڈی اے پی)[7] میں 9.3 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ برس خریف کے موسم میں بالترتیب 19.6 فیصد اور 43.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔[8] اس کی ایک ممکنہ وجہ ایجنٹوں کی جانب سے کھادوں کے ذخیرے جمع کرنا بھی ہوسکتی تھی، جنھیں بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کے دوران رعایتیں ختم ہونے کے امکان کے باعث قیمتوں میں اضافے کی توقع تھی۔[9] منقولی شواہد بھی ظاہر کرتے ہیں کہ ریٹیلر / ایجنٹ موسم کے آغاز سے پہلے ہی ذخائر اکٹھے کرسکتے ہیں تاکہ بعد میں قیمت میں متوقع اضافے کے بعد فائدہ اٹھاسکیں۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ خریف کے موسم (اپریل تا ستمبر 2018ء) میں زرعی شعبے کو قرضے کی تقسیم میں گذشتہ برس کے مقابلے میں 33.9 فیصد اضافہ ہوا۔ خریف کی اہم فصل کی حوصلہ شکن صورتِ حال کے دوران زرعی شعبے کے بلند قرضے بتاتے ہیں کہ دیگر مقاصد بالخصوص مویشی / ڈیری مصنوعات اور مرغبانی کے لیے غیر فارمی ضروریات میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ مالی سال 18ء میں دیکھے گئے رجحان کا تسلسل ہے جب مجموعی قرضوں میں فارمی جُز کے مقابلے میں غیر فارمی جُز کا حصہ نمایاں طور پر بلند تھا (**جدول 2.1**)۔

**جدول 2.1: زرعی قرضوں کی تقسیم (جولائی تا ستمبر)**

| | ارب روپے | | | نمو فیصد میں | |
|---|---|---|---|---|---|
| | م س17ء | م س18ء | م س19ء | م س18ء | م س19ء |
| **فارمی شعبہ** | | | | | |
| الف۔ پیداوار | 41.5 | 57.5 | 82.4 | 38.8 | 43.3 |
| تمام فصلیں | 31.0 | 38.5 | 40.1 | 24.3 | 4.2 |
| ب۔ ترقیات | 3.2 | 3.3 | 6.0 | 2.8 | 81.5 |
| ٹریکٹر | 0.7 | 1.1 | 1.0 | 52.7 | -8.0 |
| ج۔ مجموعی فارمی شعبہ (الف+ب) | 44.7 | 60.8 | 88.4 | 36.2 | 45.3 |
| **غیر فارمی شعبہ** | | | | | |
| مویشی / ڈیری | 29.0 | 41.2 | 61.5 | 42.1 | 49.2 |
| مرغبانی | 15.8 | 24.7 | 26.6 | 56.1 | 7.5 |
| دیگر | 14.3 | 29.1 | 35.7 | 102.9 | 22.5 |
| د۔ مجموعی غیر فارمی شعبہ | 59.2 | 95.0 | 123.7 | 60.6 | 30.2 |
| مجموعی زرعی شعبہ (ج+د) | 103.9 | 155.9 | 212.1 | 50.1 | 36.1 |

ڈیٹا کا ماخذ: اے سی اینڈ ایم ایف ڈی، بینک دولت پاکستان

## کپاس:

کپاس کی فصل کے تازہ ترین تخمینے ایک پریشان کُن تصویر پیش کرتے ہیں، کیونکہ مالی سال 19ء کی مجموعی پیداوار کا تخمینہ 10.8 ملین گانٹھیں لگایا گیا ہے[10] جو گذشتہ برس کی پیداواری سطح سے 9.2 فیصد کم، اور سال کے لیے 14.4 ملین گانٹھوں کے ہدف سے 24.3 فیصد

[7] مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں یوریا کی اوسط قیمتیں 23.8 فیصد بڑھ گئیں۔ جولائی اور اگست میں یوریا کی قیمتوں میں اوسطاً 24 فیصد جبکہ ڈی اے پی کی قیمتوں میں 28 فیصد اضافہ ہوا۔

[8] ماخذ: کھاد کا جائزہ، وسط اکتوبر 2018ء، نیشنل فرٹیلائزڈ ویلپمنٹ کارپوریشن (این ایف ڈی سی)

[9] جولائی تا مارچ 2018ء میں گذشتہ خریف کے موسم میں استعمال 43.7 فیصد سال بسال بنیاد پر بڑھ گیا۔

[10] 12 ستمبر 2018ء کو منعقد ہونے والی کپاس جائزہ کمیٹی (سی سی اے سی) کے پہلے جائزے میں پیداواری تخمینے پیش کیے گئے۔

پیچھے ہے (**جدول 2.2**)۔ کپاس کی فصل کی اس توقع سے کم کارکردگی کی بڑی وجہ زیرِ کاشت رقبے میں کمی تھی۔ یہاں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ گذشتہ سات برسوں میں سب سے کم تھا؛[11] اس کی اہم وجہ نہری پانی کی اوسط سے کم دستیابی اور زمینی پانی کا ناقص معیار تھا۔

جدول 2.2: کپاس کی فصل کی کارکردگی

| | م س17ء | م س18ء | م س19ء | | نمو فیصد میں | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | ہدف | عبوری | م س18ء | م س19ء |
| **رقبہ (000 ہیکٹر)** | | | | | | |
| پنجاب | 1,815 | 2,053 | 2,300 | 1,947 | 13.1 | -5.2 |
| سندھ | 637 | 612 | 620 | 422 | -4.0 | -31.0 |
| پاکستان | 2,489 | 2,700 | 2,955 | 2,406 | 8.5 | -10.9 |
| **پیداوار (000 گانٹھیں)** | | | | | | |
| پنجاب | 6,980 | 8,077 | 10,000 | 8,077 | 15.7 | 0.0 |
| سندھ | 3,600 | 3,776 | 4,200 | 2,600 | 4.9 | -31.1 |
| پاکستان | 10,676 | 11,945 | 14,370 | 10,847 | 11.9 | -9.2 |
| **یافت (کلوگرام فی ہیکٹر)** | | | | | | |
| پنجاب | 654 | 669 | 739 | 705 | 2.3 | 5.4 |
| سندھ | 961 | 1,049 | 1,152 | 1,047 | 9.2 | -0.2 |
| پاکستان | 729 | 752 | | 766 | 3.1 | 1.9 |

ڈیٹا کا ماخذ: مرکزی کپاس جائزہ کمیٹی اور وفاقی کمیٹی برائے زراعت

**ملک میں پست پیداوار اور کپاس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں نے ملکی منڈی میں کپاس کے بیج کی قیمتوں پر دباؤ میں اضافہ کر دیا۔[12] کپاس کی قیمتوں میں استحکام آنے سے کاشت کاروں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے زرعی معاشیاتی طریقوں (کیڑے مار ادویات چھڑکنے اور زمین کے انتظام) کو بہتر بنائیں گے جس سے کپاس کی پیداوار اور آنے والے موسموں میں یافت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔**

**ملک بھر میں ملوں کی تقریباً 14 ملین گانٹھوں کی اوسط سالانہ کھپت[13] کو دیکھتے ہوئے پیداوار کا جزز کی اضافۂ قدر کے حوالے سے ان کی نصب شدہ استعداد** سے تقریباً 23 فیصد کم رہنے کا امکان ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں خام کپاس کی 218 ہزار گانٹھیں پہلے ہی درآمد کی جاچکی ہیں جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 113 ہزار گانٹھیں تھیں، نیز امکان ہے کہ یہ رجحان جاری رہے گا۔[14]

[11] یہ زوال سندھ میں نمایاں تھا جس میں زیرِ کاشت رقبے میں 31.3 فیصد کی سال بسال بنیاد پر کمی دیکھی گئی۔ اپریل تا جون 2018ء کے بوائی کے موسم میں نہری پانی کی دستیابی میں 32 فیصد کمی کے باعث پنجاب میں بھی کپاس کی کاشت میں 5.2 فیصد کمی آئی۔

[12] ستمبر 2018ء میں کوٹ لُک 'اے' کے ماہانہ قیمتوں کے اشاریے میں 1995.2 اڈالر فی ٹن کا اضافہ ہوا جبکہ ستمبر 2017ء میں یہ 1782.1 ڈالر فی ٹن تھا، جس کی وجہ بنیادی طور پر کپاس کی عالمی پیداوار میں کمی کی توقعات تھیں۔ کاٹن آوٹ لُک: آئی سی اے سی واشنگٹن ڈی سی۔ اسی دوران جولائی 2018ء میں کپاس کے بیجوں کی فی 40 کلو کی قیمتیں 4232 روپے تھیں جبکہ جولائی 2017ء میں یہ 3286 روپے فی 40 کلو تھے۔ کپاس کی قیمتوں کا ماہانہ جائزہ برائے اکتوبر 2018ء۔

[13] ماخذ: آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن (اے پی ٹی ایم اے)

[14] ماخذ: کپاس منڈی کی روزانہ رپورٹ، 29 اکتوبر 2018ء، پاکستان سینٹرل کاٹن کمیٹی

**گنا:**

تخمینوں کے مطابق گنے کی پیداوار 68.3 ملین ٹن ہے جو اس سال کے 68.2 ملین ٹن کے ہدف کے مساوی جبکہ گذشتہ برس حاصل کی گئی پیداواری سطح سے 16.9 فیصد کم ہے (**جدول 2.3**)۔ مختلف عوامل کی وجہ سے گنے کی پیداوار میں کمی متوقع تھی: i) آب پاشی کے پانی کی قلت؛ ii) گذشتہ برس کچل کاری کے موسم میں تاخیر اور کاشت کاروں کے لیے قیمت کے تنازعات کے بعد اس فصل کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی؛ اور iii) مالی سال 18ء میں گذشتہ موسم کی فصل کے لیے شوگر ملوں کی جانب سے کاشت کاروں کو ادائیگیوں میں تاخیر کے باعث نفع آوری کے خدشات۔

جدول 2.3: گنے کی فصل کی کارکردگی

| | | | م س19ء | | نمو فیصد میں | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | م س17ء | م س18ء | ہدف | عبوری | م س18ء | م س19ء |
| رقبہ (000 ہیکٹر) | | | | | | |
| پنجاب | 778 | 859 | 728 | 733 | 10.5 | -14.7 |
| سندھ | 321 | 333 | 322 | 270 | 4.0 | -19.0 |
| پاکستان | 1,218 | 1,342 | 1,161 | 1,115 | 10.2 | -16.9 |
| پیداوار (000 ٹن) | | | | | | |
| پنجاب | 49,613 | 55,068 | 44,000 | 47,186 | 11.0 | -14.3 |
| سندھ | 18,160 | 20,612 | 18,752 | 15,730 | 13.5 | -23.7 |
| پاکستان | 73,433 | 82,128 | 68,157 | 68,252 | 11.8 | -16.9 |
| یافت (کلوگرام فی ہیکٹر) | | | | | | |
| پنجاب | 63,786 | 64,099 | 60,406 | 64,385 | 0.5 | 0.4 |
| سندھ | 56,660 | 61,842 | 58,236 | 58,236 | 9.1 | -5.8 |
| پاکستان | 60,309 | 61,207 | | 61,198 | 1.5 | 0.0 |

ڈیٹا کا ماخذ: وزارت برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق اور وفاقی کمیٹی برائے زراعت

خاص طور پر پنجاب میں، گنے کی پیداوار کے اہم اضلاع، جیسے رحیم یار خان، فیصل آباد، جھنگ، چنیوٹ، سب کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی نظر آئی۔ ایسا چاول کے زیرِ کاشت رقبے میں اضافے کی وجہ سے ہوا، کیونکہ دوسرے سال میں بھی گنے کی فصل سے منسلک درج بالا دشواریوں کا سامنا کرنے سے بچنے کے لیے کاشت کار چاول کی کاشت پر منتقل ہوگئے۔ غیر معیاری بیجوں اور کھاد نیز کیڑے مار ادویات کے بے قاعدہ استعمال کے ساتھ یافتوں میں کمی بھی پیداوار پر دباؤ بڑھانے میں کردار ادا کر رہی ہے۔

اسی دوران، سندھ میں پانی کی دستیابی کے مسائل سے صرف زیرِ کاشت رقبے میں 22.7 فیصد کی کمی ہی نہیں آئی بلکہ پیداوار میں بھی خاصی کمی آگئی۔[15] مزید برآں، غیر معیاری بیجوں اور کھادوں نیز کیڑے مار ادویات کے بے قاعدہ استعمال نے بھی پیداوار پر دباؤ بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

[15] گنا 0.05 کیوبک میٹر فی ہیکٹر جبکہ کپاس 0.02 اور چاول کی فصل 0.03 استعمال کرتی ہے۔ ماخذ: سندھ طاس کے لیے دریائی طاس کے مربوط انتظام کی تشکیل: دشوریاں اور مواقع۔ سیمی کمال، ڈاکٹر پرویز عامر، خالد مہتد اللہ۔ ڈبلیو ڈبلیو ایف–پاکستان 2012ء

جیسا کہ سابقہ رپورٹوں میں بتایا گیا، حالیہ برسوں کے دوران علامتی قیمت بندی کی پالیسی کی وجہ سے مجموعی زرعی اجناسی منڈی میں خلل پیدا ہوا۔ خاص طور پر کپاس اور دیگر فصلوں، جیسے روغنی بیجوں، میں کمی کی قیمت پر گنے کی پیداوار مسلسل ملکی طلب سے بڑھتی رہی ہے (باکس 2.3)۔

**باکس 2.3: گنا–علامتی قیمت بندی کا خمیازہ**

گنے کے لیے علامتی قیمت بندی کی پالیسی کا مقصد گنے کے کاشت کاروں کو تحفظ دینا اور چینی کی ملکی طلب کو پورا کرنا ہے۔ پنجاب اور سندھ میں اس پالیسی نے شوگر ملوں کی نمو میں حصہ لیا۔ نتیجتاً مالی سال 18ء میں گنے کی پیداوار 82.1 ملین ٹن کی ریکارڈ سطح پر پہنچ گئی جو مالی سال 15ء کی 62.8 ملین ٹن پیداوار سے 31 فیصد زائد ہے۔ یہ توسیع خاصی حد تک رقبے میں 18 فیصد اضافے کے ساتھ محض تقریباً 11 فیصد پیداواری نمو پر مبنی تھی۔

اس کے نتیجے میں چینی کی پیداوار طلب کی حد سے زائد ہوگئی، کیونکہ چینی کی پیداوار میں نمو کی رفتار اس کی کھپت سے خاصی بلند رہی؛ مالی سال 18ء کے دوران چینی کی پیداوار 7.5 ملین ٹن ہوگئی جبکہ ملکی کھپت 5.5 ملین ٹن تھی۔ چینی کی قیمت اور اس کی علامتی قیمت کے مابین مطابقت کو یقینی بنانے کے لیے ملکی منڈی کو درآمدات کے 40 فیصد ٹیرف سے تحفظ دیا گیا ہے۔ تاہم، اس اشارتی قیمت بندی سے کئی مسائل نے جنم لیا:

- **خود کاشت کار اس سے استفادہ نہ کرسکے:** کاشت کار خود مشکلات کا شکار ہیں کیونکہ ملوں میں چینی کے ذخیرے کا مطلب ہے گنے کی مزید پست قیمتیں، جو صوبائی طور پر اعلان کردہ فی 40 کلو گرام کے ریٹس کے مقابلے میں پست ہیں۔ مالی سال 18ء میں کاشت کاروں کو کی گئی ادائیگی فی 40 کلو گرام پر 120 تا 140 روپے تھی جبکہ فی 40 کلو گرام پر پنجاب میں اعلان کردہ قیمت 180 روپے اور سندھ میں 182 روپے تھی۔ بہت زیادہ رسد کی وجہ سے مارکیٹ سیر ہوچکی تھی اس لیے اتنے کم ریٹس پر بھی گنے کو فروخت کرنا مشکل ہوگیا۔
- **ضخیم اعانتی لاگت:** اضافی ذخیروں کو کم کرنے کے لیے وفاقی سطح پر برآمدی اعانتوں کا اعلان کچل کاری کے آغاز سے پہلے کیا جاتا ہے۔ ملکی چینی کی اوسط ماہانہ قیمت فی ٹن 448.3 ڈالر تھی جبکہ مالی سال 18ء کے دوران عالمی قیمت فی ٹن 329.7 ڈالر تھی۔ تکنیکی اعتبار سے، نمایاں اخراجات کے باعث حکومت کے لیے اس کی برآمدات کی لاگت اس کے فوائد سے زیادہ ہے۔ مالی سال 18ء میں وفاقی حکومت کی جانب سے اعلان کردہ برآمدی اعانت 10.7 فی کلو گرام کے نتیجے میں مجموعی اخراجات 14 ارب روپے ہوگئے جو ابھی تک واجب الادا ہیں۔ موجودہ غیر معمولی مالیاتی صورتِ حال میں یہ اخراجات غیر ضروری ہیں۔
- **مسابقتی فصلوں کے لیے مسخ اشارے:** جنوبی پنجاب اور سندھ کے کپاس کی پیداوار کے اہم خطوں میں شوگر ملوں کی تیزی سے بڑھتی تعداد کی وجہ سے رقبے اور وسائل کے اعتبار سے کپاس کی فصل کو گنے سے براہ راست مسابقت کا سامنا ہے۔ تخمینوں کے مطابق، مالی سال 14ء میں پنجاب میں کپاس کے غالب اضلاع میں اس کا حصہ 11.1 فیصد تھا جو مالی سال 18ء میں بڑھ کر 14 فیصد ہوگیا۔ گنے کی فصل نے کپاس کی پیداوار کو خاصا نقصان پہنچایا جس کے نتیجے میں کپاس کی درآمدات اور زرِ مبادلہ کے ذخائر پر بوجھ میں اضافہ ہوا۔
- **فصل میں پانی کا کثرت سے استعمال:** ملک میں پانی کی دستیابی کی حالیہ صورتِ حال میں غذائی تحفظ اور اضافۂ قدر کے مطابق پانی کا کفایت شعاری سے استعمال ضروری ہے۔ گنے کی فصل کو پانی کی نسبتاً زائد مقدار درکار ہوتی ہے، جبکہ پیداوار مقامی کھپت سے بڑھ چکی ہے اور قیمت بندی کا موجودہ طریقہ کار برآمدی آمدن پیدا کرنے میں ناکام ہے۔

المختصر، اشارتی قیمت نے ملک میں زرعی اجناس کی منڈی کو منتشر کردیا ہے۔ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی خامیوں کی وجہ سے ضروری ہے کہ منڈی کو کشادہ کیا جائے اور ملکی قیمتوں کو عالمی قیمتوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔

## چاول:

ابتدائی تخمینے بتاتے ہیں کہ مالی سال 19ء میں چاول کی پیداوار 7.1 ملین ٹن تھی جو اپنے ہدف سے 6.9 ملین ٹن زائد لیکن مالی سال 18ء میں درج کی گئی ریکارڈ فصل سے 4.4 فیصد پست تھی۔ پنجاب میں باسمتی کی پیداوار قابلِ ستائش ہے، کیونکہ فصل کے تخمینے 4 ملین ٹن کے نشان سے بڑھ گئے ہیں، تاہم سندھ میں اس کی پیداوار میں 15.2 فیصد سال بسال کی بنیاد پر کمی آئی، جس کی بڑی وجہ زیرِ کاشت رقبے میں کمی تھی۔

بلحاظ معیار تقسیم بتاتی ہے کہ ذیل کے عوامل کی وجہ سے زیرِ کاشت رقبے میں اضافے سے پنجاب میں باسمتی کی پیداوار بڑھ گئی ہے: i) گذشتہ مدت میں گنے اور کپاس کے مقابلے میں باسمتی چاول کی نسبتاً بہتر نفع آوری؛[16] ii) عالمی منڈیوں میں چاول کی بڑھتی ہوئی طلب؛ اور iii) ملکی باسمتی کی قیمتوں میں عمومی استحکام۔

تاہم، پانی کی غیر معمولی قلت (زیر جائزہ مدت کے دوران 43 فیصد کمی) اور زمینی پانی کے ناقص معیار[17] کے باعث سندھ میں اری اور مخلوط اقسام کو مشکل پیش آئی، جس کے نتیجے میں مالی سال 18ء کے مقابلے میں مجموعی رقبے میں 17.1 فیصد کمی آئی۔ (**جدول 2.4**)۔

جدول 2.4: پنجاب اور سندھ میں چاول کی فصل بلحاظِ زیرِ کاشت رقبہ

| | | | م س19ء | | نمو فیصد میں | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | م س17ء | م س18ء | ہدف | پہلے تخمینے | م س18ء | م س19ء |
| **پنجاب میں زیرِ کاشت رقبہ (000 ہیکٹر)** | | | | | | |
| باسمتی | 1,352.8 | 1,416.4 | – | 1,494.1 | 4.7 | 5.5 |
| اری | 145.3 | 134.8 | – | 133.5 | -7.2 | -0.9 |
| دیگر | 238.4 | 289.8 | – | 296.2 | 21.6 | 2.2 |
| کُل | 1,736.5 | 1,840.9 | 1,800.0 | 1,923.9 | 6.0 | 4.5 |
| **سندھ میں زیرِ کاشت رقبہ (000 ہیکٹر)** | | | | | | |
| باسمتی | 51.0 | 55.2 | – | 56.1 | 8.2 | 1.6 |
| اری | 333.4 | 351.6 | – | 258.3 | 5.5 | -26.5 |
| مخلوط | 343.7 | 393.9 | – | 352.6 | 14.6 | -10.5 |
| دیگر | 22.4 | 27.2 | – | 19.5 | 21.4 | -28.1 |
| کُل | 750.5 | 827.9 | 770.0 | 686.5 | 10.3 | -17.1 |

ڈیٹا کا ماخذ: وزارت برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق اور وفاقی کمیٹی برائے زراعت

چونکہ ملکی چاول کی پیداوار 3 ملین ٹن[18] کی سالانہ ضرورت سے بڑھ گئی ہے لہٰذا پیداوار کا بڑا حصہ برآمدات کے لیے بچ جاتا ہے، جس میں غیر باسمتی قسم کا حصہ غالب ہے۔ چنانچہ چاول کی پیداوار اور ملکی قیمتوں کے تعین میں عالمی قیمتیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

[16] ماخذ: پنجاب کراپ رپورٹنگ سینٹر

[17] ماخذ: سندھ کراپ رپورٹنگ سینٹر

[18] کمشنر تحفظِ خوراک: وزارت برائے قومی تحفظِ خوراک و تحقیق

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جی ڈی پی میں فصل کے جُزکا مجموعی اضافۂ قدر بڑی حد تک گندم کی پیداوار پر انحصار کرے گا، جو سال کی سب سے بڑی فصل ہے۔ اُبھرتے ہوئے خطرات، جیسے کھاد کی قیمتوں میں اضافہ، قرضوں کی بلند لاگت اور اس سب پر مستزاد ربیع 2018-19ء کے دوران پانی کی دستیابی میں 35 تا 40 فیصد کمی اس حوالے سے مستقبل میں ممکنہ طور پر منفی اثر ڈال سکتی ہیں۔[19] مزید بر آں، بعض علاقوں میں گنے کی فصل کی کٹائی میں تاخیر آئندہ گندم کی فصل کی کارکردگی پر خاصی اثرانداز ہوگی کیونکہ وہ مقام بروقت خالی نہیں کیے جاسکیں گے۔

**جدول 2.5: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سال بسال نمو (پہلی سہ ماہی)**

نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجات میں

| | | سال بسال نمو | | نمو میں حصہ | |
|---|---|---|---|---|---|
| | وزن | م س18ء | م س19ء | م س18ء | م س19ء |
| بڑے پیمانے کی اشیاسازی | 70.3 | 9.9 | -1.7 | | |
| ٹیکسٹائل | 20.9 | 0.8 | -0.2 | 0.2 | 0.0 |
| سوتی دھاگہ | 13.0 | 0.1 | 0.0 | 0.0 | 0.0 |
| سوتی کپڑا | 7.2 | 0.0 | 0.1 | 0.0 | 0.0 |
| پٹ سن کی اشیا | 0.3 | 98.1 | -8.1 | 0.1 | 0.0 |
| غذا | 12.4 | 12.3 | -4.2 | 1.8 | -0.6 |
| چینی | 3.5 | 0.0 | 0.0 | 0.0 | 0.0 |
| سگریٹ | 2.1 | 92.0 | 4.4 | 1.1 | 0.1 |
| نباتی گھی | 1.1 | 11.1 | 2.4 | 0.2 | 0.0 |
| خوردنی تیل | 2.2 | 9.1 | -9.4 | 0.3 | -0.3 |
| سافٹ ڈرنکس | 0.9 | 2.6 | -8.3 | 0.1 | -0.3 |
| پیٹرولیم مصنوعات | 5.5 | 13.6 | -5.4 | 0.9 | -0.4 |
| فولاد | 5.4 | 47.0 | -2.9 | 1.8 | -0.2 |
| غیر دھاتی معدنیات | 5.4 | 12.3 | -1.5 | 1.4 | -0.2 |
| سیمنٹ | 5.3 | 12.4 | -1.4 | 1.4 | -0.2 |
| گاڑیاں | 4.6 | 29.1 | -1.5 | 2.0 | -0.1 |
| جیپ اور کاریں | 2.8 | 31.4 | 4.7 | 1.1 | 0.2 |
| کھاد | 4.4 | -5.8 | -4.8 | -0.4 | -0.3 |
| دواسازی | 3.6 | 1.9 | -3.7 | 0.2 | -0.3 |
| کاغذ | 2.3 | 9.6 | 4.2 | 0.4 | 0.2 |
| الیکٹرانکس | 2.0 | 76.9 | 7.8 | 1.4 | 0.2 |
| کیمیکل | 1.7 | 5.6 | -1.8 | 0.1 | 0.0 |
| کاسٹک سوڈا | 0.4 | 18.1 | 17.2 | 0.1 | 0.1 |
| چمڑے کی مصنوعات | 0.9 | -0.3 | 1.5 | 0.0 | 0.0 |

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

## 2.3 بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم)

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 1.7 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 9.9 فیصد کی غیر معمولی نمو ہوئی تھی (**جدول 2.5**)۔ اس پست کارکردگی کی بڑی وجہ تعمیرات سے منسلکہ صنعتوں اور پائیدار صارفی اشیا میں سست روی کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ گذشتہ چند برسوں کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو میں بڑی حد تک ان دو شعبوں نے حصہ لیا تھا۔ مخصوص صنعتوں کی نمو کو ان عوامل نے محدود کر دیا: (i) سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات میں کمی؛ (ii) شرحِ مبادلہ کی قدر میں کمی؛ (iii) خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت؛ (iv) بڑھتی ہوئی مہنگائی؛ (v) پالیسی اقدامات جیسے نان فائلرز کو بعض اثاثوں کی خریداری کے لیے محدود/پابند کرنا؛ اور (vi) ضوابطی رکاوٹیں جن کے نتیجے میں گردشی قرضہ بڑھ گیا۔

[19] ماخذ: انڈس ریور سسٹم اتھارٹی

## تعمیرات سے منسلکہ سرگرمیاں

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں متعدد عوامل نے تعمیراتی سرگرمیوں کی رفتار کم کر دی۔ عبوری حکومت، جو مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے تقریباً نصف تک قائم تھی، کے دوران، ترقیاتی اخراجات میں کمی سے حکومتی شعبے کی جانب سے طلب پست ہوگئی، جبکہ 5.0 ملین روپے سے زائد کی جائیداد کی منتقلی اور خریداری پر پابندی عائد کیے جانے سے نجی شعبے کی طلب گھٹ گئی۔

مالیاتی یکجائی کے اقدامات بھی مالی سال 19ء کے لیے نظر ثانی شدہ بجٹ میں ترقیاتی اخراجات میں کمی پر منتج ہوئے۔ نتیجتاً، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کم ہو کر 106.6 ارب روپے ہوگئے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 165.0 ارب روپے تھے۔[20] مہنگائی کا دباؤ دوبارہ بڑھنے اور بعض ضوابطی اقدامات سے مکانات کے منصوبوں پر نجی شعبے کے اخراجات بھی سست ہوگئے۔ صارف اشاریہ قیمت کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں تعمیرات کے شعبے میں قیمتیں تیزی سے بڑھ کر 9.6 فیصد ہوگئیں جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 4.1 فیصد تھیں۔ عالمی قیمتوں اور ملکی کرنسی کی قدر میں کمی کے بعد بھاری درآمدات کی حامل تعمیراتی اشیا، جیسے رنگ، سرامکس، سینیٹری اور اسٹیل مہنگی ہوگئیں۔

سیمنٹ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں سیمنٹ کے شعبے میں 1.4 فیصد کی تخفیف ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 12.4 فیصد کی نمایاں نمو ہوئی تھی۔ زیرِ جائزہ مدت کے دوران اس شعبے کی استعداد 49.4 ملین ٹن سے بڑھ کر 54.2 ملین ٹن ہو جانے کے باوجود یہ کمی آئی۔ استعداد میں بہتری کے درمیان سیمنٹ کی ترسیل میں سست روی کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اس کے استعمال میں ہونے والی کمی 4 فیصد گھٹ کر 80 فیصد ہوگئی۔

گذشتہ چند برسوں کے دوران مضبوط ملکی طلب کی وجہ سے سیمنٹ سازوں کو اپنی استعداد کا استعمال بڑھانے میں خاصی مدد ملی تھی جس کی وجہ سے سیمنٹ کی صنعت کو بھرپور منافع ملا۔ تاہم، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں ملکی فروخت میں 0.4 فیصد کی سال بسال کمی آئی جس نے استعمال کی سطح پر خاصا دباؤ ڈالا۔ لیکن حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ برآمدات نمایاں طور پر بڑھ گئیں، جیسا کہ سابقہ توسیعی مرحلے میں بھی ہوا تھا (**شکل 2.1**)۔ مقداری لحاظ سے، سیمنٹ سازوں نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 39.1 فیصد زائد سیمنٹ برآمد کیا جبکہ گذشتہ برس 16.7 فیصد کی کمی آئی تھی (**باب 5**)۔

[20] ماخذ: وزارتِ مالیات

**شکل 2.1: سیمنٹ میں نمو**

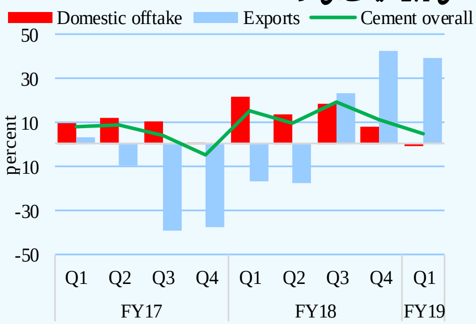


Data source: All Pakistan Cement Manufacturers' Association (APCMA)

فولاد

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں فولاد کی پیداوار 2.9 فیصد کم ہوگئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 47.0 فیصد کی نمایاں نمو ہوئی تھی۔ فولاد کی صنعت کا ملکی منڈی پر مکمل طور پر انحصار ہونے کی وجہ سے یہ سست روی ملک میں تعمیراتی سرگرمیوں میں مجموعی سست روی سے منسلک ہے۔ مزید بر آں، اس لیے گاڑیوں کے شعبے میں فولاد کی طلب بھی سست تھی جس کی وجہ زیرِ جائزہ مدت کے دوران اس شعبے میں آنے والا نمایاں اعتدال تھا۔

شرحِ مبادلہ میں ردوبدل کے نتیجے میں خام مال کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے نے بھی اس شعبے کی کارکردگی کو پست کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔[21] توانائی کی لاگت میں اضافے کے ساتھ درآمد شدہ اسکریپ اور خام لوہے کی مصنوعات، جو ملک میں فولاد کی صنعت کا اہم خام مال ہیں، کے مہنگے ہونے سے پیداواری لاگت مزید بڑھ گئی۔ مقامی طور پر تیار کردہ اور (بالخصوص چین کی) درآمد شدہ تیار مصنوعات کے درمیان بڑھتے قیمتوں کے فرق کی بنا پر ملکی طلب کا ایک بڑا حصہ درآمدات سے پورا کیا جاتا رہے گا۔

### گاڑیوں کی صنعت

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار میں 1.5 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 29.1 فیصد کی زبردست نمو ہوئی تھی۔ اس زوال میں ذیل کے بنیادی عوامل کارفرما ہیں: (الف) نان ٹیکس فائلرز کے لیے گاڑیوں کی رجسٹریشن پر پابندی؛ (ب) جنوری 2018ء سے شرح سود میں 275 بیسس پوائنٹس کا اضافہ جس نے قرض کی لاگت کو بڑھا دیا؛ اور (ج) پاکستانی روپے کی قدر میں کمی جس کے نتیجے میں گاڑیوں اور ایندھن کی قیمتوں میں خاصا اضافہ ہوگیا۔ یہ گاڑیوں کی فروخت میں گذشتہ پانچ سال کی پست ترین سہ ماہی نمو پر منتج ہوئی۔

ایک ضوابطی اقدام، جس کے تحت خریداروں کے لیے سرگرم ٹیکس فائلر بننا ضروری ہے، کے نفاذ سے گاڑیوں کی طلب پر منفی اثر پڑا۔ گو کہ کاروں کے جُز میں اب بھی کچھ نمو ہوئی ہے، تاہم کار کی بکنگ سے لے کر حوالگی کے وقت میں کمی اس ضابطے کے صنعت پر اثرات کی عکاس ہے۔ پہلے بعض مشہور متبادلات کی حوالگی کا وقت 6 تا 9 مہینے تھا؛ تاہم حال ہی میں یہ مدت کم ہو کر اب 2 تا 4 مہینے ہوگئی ہے۔ اہم

[21] پاکستان کے فولاد ساز اپنی مصنوعات کے لیے درآمد شدہ خام مال پر انحصار کرتے ہیں؛ چنانچہ یہ صنعت عالمی قیمتوں میں ہونے والی تبدیلیوں سے متاثر ہوتی ہے۔

بات یہ ہے کہ اس اقدام کا اہم اثر دیہی معیشت کے ممکنہ خریداروں پر پڑا ہے جو زیادہ تر غیر رسمی ہیں۔ صنعت کے ذرائع کے مطابق کار کے پُرزے جوڑنے والے (اسمبلر) جون 2018ء سے انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء میں ترمیم کے بعد سے نان فائلرز کے لیے کاروں کی بکنگ روک چکے ہیں۔

**شکل 2.2: شرحِ مبادلہ اور گاڑیوں کی قیمتیں**

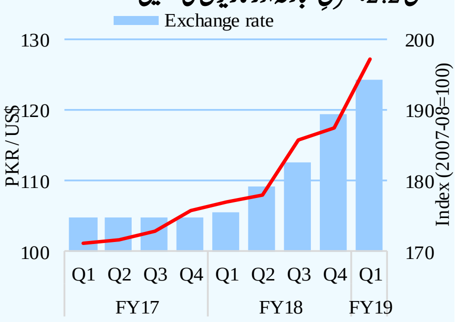


Data source: Pakistan Bureau of Statistics and State Bank of Pakistan

مزید برآں، مالکاری کی بلند لاگتوں کے ساتھ کار کی قیمتوں میں اضافہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں گاڑیوں کی طلب بھی محدود کر سکتا ہے۔ جیسا کہ **شکل 2.2** میں دکھایا گیا ہے شرحِ مبادلہ میں تبدیلیوں کا گاڑیوں کی قیمتوں پر مضبوط اثر ہوا کیونکہ تمام اہم اسمبلروں نے خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت کا اثر صارفین کی جانب منتقل کر دیا۔ اسی دوران، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کمرشل بینکوں سے لیے جانے والے کاروں کے قرضے میں بھی تیزی سے کمی ہوئی۔[22]

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں دو اور تین پہیہ گاڑیوں کی طلب میں 3.0 فیصد کمی ہوئی۔ مالی سال 15ء کی چوتھی سہ ماہی سے اب تک یہ پہلی سہ ماہی کمی ہے (**جدول 2.6**)۔ منقولی شواہد زرعی شعبے کی کارکردگی اور موٹر سائیکلوں کی طلب کے مابین مضبوط ربط کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ چونکہ زرعی جُزنے گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں خریف کے موسم میں پست کارکردگی کا مظاہرہ کیا، اس لیے موٹر سائیکلوں اور تین پہیہ گاڑیوں کی فروخت پر بھی اس کا منفی اثر پڑا۔

## کھاد

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کھاد کی صنعت میں تخفیف کا سلسلہ جاری رہا اور اس میں 4.8 فیصد کمی آئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 5.8 فیصد کمی ہوئی تھی۔ سہ ماہی کے دوران مالی سال 06 سے چھوٹے یوریا پلانٹس کی پست ترین پیداواری سطح اس تخفیف کی وجہ تھی۔ دیگر کھادوں، جیسے سی اے این، این پی، ایس ایس پی، اور ڈی اے پی میں نمایاں کمی نے بھی نمو کو محدود کر دیا۔[23] پیداوار میں مجموعی کمی کے پیچھے ایک اہم وجہ پاک عرب فرٹیلائزر کی پراسیسنگ سرگرمیوں کی مکمل بندش تھی، جو یوریا کے علاوہ، سی اے این اور این پی مصنوعات کی بھی خاصی مقدار پیدا کرتا ہے۔

[22] مزید تفصیلات کے لیے رجوع کیجیے **تیسرے باب** کا جُز نجی شعبے کو قرض

[23] سی اے این، این پی، ایس ایس پی اور ڈی اے پی بالترتیب کیلشیم امونیم نائٹریٹ، نائٹروجن فاسفورس، سنگل سپر فاسفیٹ اور ڈی امونیم فاسفیٹ ہیں۔

جدول 2.6: پہلی سہ ماہی میں گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار

| | اکائی تعداد | | | نمو (فیصد) | |
|---|---|---|---|---|---|
| | م س17ء | م س18ء | م س19ء | م س18ء | م س19ء |
| تمام کاریں | 38,601 | 49,298 | 53,258 | 27.7 | 8.0 |
| 800 سی سی سے کم کاریں | 9,083 | 11,851 | 12,854 | 30.5 | 8.5 |
| کاریں 800 سے 1000 سی سی کے درمیان | 7,957 | 13,007 | 13,515 | 63.5 | 3.9 |
| کاریں 1000 سی سی سے زائد | 21,561 | 24,440 | 26,889 | 13.4 | 10.0 |
| اسپورٹس یوٹیلیٹی کی حامل گاڑیاں | 219 | 2,769 | 2,147 | 1,164.4 | -22.5 |
| چھوٹی کمرشل گاڑیاں | 12,076 | 12,753 | 11,803 | 5.6 | -7.4 |
| ٹرک | 1,798 | 2,452 | 2,049 | 36.4 | -16.4 |
| بسیں | 372 | 294 | 281 | -21.0 | -4.4 |
| ٹریکٹرز | 7,237 | 15,618 | 13,939 | 115.8 | -10.8 |
| موٹر بائیکس | 364,536 | 468,681 | 454,502 | 28.6 | -3.0 |

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان آٹو موبائل مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشن (پی اے ایم اے)

ملکی قدرتی گیس کی سستے نرخوں پر عدم دستیابی کی وجہ سے چھوٹے یوریا یونٹس نے پیداوار بند کر دی۔ بڑے یونٹس کے لیے فیڈ اسٹاک گیس 123 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو کے نرخ پر چھوٹے یونٹس کو مہیا نہیں کی گئی۔[24] مزید برآں، قیمتوں میں اضافے کے اس منظر نامے میں درآمد شدہ آر ایل این جی کے ساتھ ان یونٹس کو چلانا مالی اعتبار سے مفید نہیں تھا۔ قدرتی گیس، جو ملکی یوریا پلانٹس کا بنیادی خام مال ہے، مجموعی پیداواری لاگت کے 60 فیصد سے زائد پر مشتمل ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملکی وسائل سے حاصل کردہ فیڈ اسٹاک گیس اور درآمد شدہ آر ایل این جی کے مابین فی ایم ایم بی ٹی یو 1440 روپے کا فرق تھا۔

شکل 2.3: پہلی سہ ماہی کے دوران کھاد کی پیداوار اور نمو

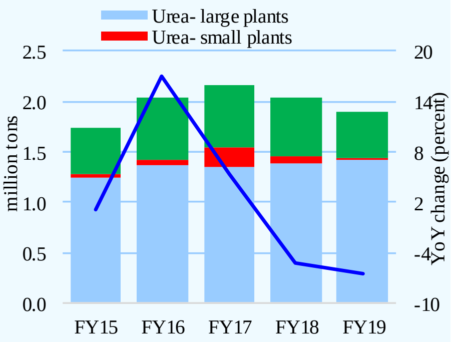


Data source: National Fertilizer Development Corporation (NFDC)

دوسری جانب، یوریا کے بڑے پیداکنندگان زیادہ متاثر نہیں ہوئے اور انھوں نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 2.3 فیصد نمو درج کی جبکہ گذشتہ برس ملکی گیس کی ہموار اور سستی رسد کی وجہ سے 3.1 فیصد نمو ہوئی تھی (**شکل 2.3**)۔ بڑے یونٹس کے اپنی تقریباً تمام تر استعداد کے ساتھ کام کرنے کے باوجود ان کمپنیوں کی کارکردگی چھوٹے پیداواری یونٹس کی جانب سے ہونے والے نقصان کا مداوا کرنے کے لیے ناکافی تھی۔

[24] ڈیٹا کا ماخذ: اوگرا، https://www.ogra.org.pk/consumer-gas-prices

مستقبل میں کھاد کے پلانٹس کے لیے اعلان کردہ گیس کی قیمتیں پیداواری سطح پر خاصا مثبت اثر ڈالیں گی، کیونکہ کھاد کی مصنوعات بالخصوص یوریا کے لیے، قدرتی گیس ایک اہم خام مال ہے۔ فصلوں کے شعبے کی غیر متاثر کن کارکردگی کے ساتھ کھادوں کی قیمتوں پر پڑنے والا دباؤان کی طلب کو کمزور کردے گا۔ کھاد کی بڑھتی ہوئی قیمتیں اور روپے کی قدر میں کمی کھاد سازوں کے لیے اس صورتِ حال کو مزید مشکل بنادے گی۔ ان خدشات کے پیشِ نظر حکومت نے درآمد شدہ آر ایل این جی اور ملکی گیس کے کچھ آمیزے کی نظر ثانی شدہ قیمتوں کے ساتھ فراہمی کی صورت میں چھوٹے یوریا پلانٹس کے لیے ایک حل تجویز کیا ہے تاکہ ان کے آپریشنز جاری رہیں۔

## برقی مصنوعات

اپنی مضبوط نمو کو جاری رکھتے ہوئے برقی مصنوعات کی صنعت نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 7.8 فیصد کی نمو درج کی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 76.9 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ برقی موٹروں اور بعض سرد کار (کولنگ) آلات کی پیداوار میں اضافہ تھا۔ موسم گرما کی مدت میں اضافے کے ساتھ بجلی کی ترسیل میں بہتری سے برقی مصنوعات کی طلب بڑھ گئی۔ جُز کی اس مستقل نمونے غیر ملکی سرمایہ کاروں کی توجہ بھی حاصل کی۔ مثلاً دنیا کے تیسرے بڑے ٹیلی وژن سیٹ بنانے والے ادارے ٹی سی ایل نے پاکستانی برقی مصنوعات کی منڈی میں اپنے قدم رکھنے کے منصوبوں کا اعلان کیا ہے۔

## ٹیکسٹائل

زیرِ جائزہ مدت میں ٹیکسٹائل کے شعبے کی کارکردگی پست رہی، کیونکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کی 0.8 فیصد کی معمولی نمو کے مقابلے میں 0.2 فیصد کی کمی درج کی گئی (**شکل 2.4**)۔

**شکل 2.4: ٹیکسٹائل شعبے کی نمو اور حصہ**

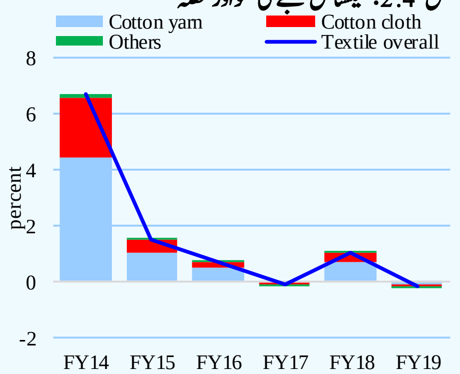


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اعداد و شمار کے برخلاف، جو ٹیکسٹائل شعبے میں کسی قدر جمود کی جانب اشارہ کرتے ہیں، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران برآمدات کے اعداد و شمار حوصلہ افزا نمو (بالخصوص مقدار میں) ظاہر کرتے ہیں۔ اس اختلاف کی بنیادی وجہ دو الگ ڈیٹا سیٹ کی کوریج میں فرق ہے: بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اعداد و شمار کے مقابلے میں برآمدی ڈیٹا وسیع تر ہوتا ہے، کیونکہ سوتی دھاگے اور ملبوسات کے علاوہ اس میں بلند اضافۂ قدر کی حامل اشیا، جیسے ہوزری، نٹ ویئر، تولیے اور تیار (ریڈی میڈ) ملبوسات بھی شامل ہیں۔ مزید برآں، یہ اعداد و شمار بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور ایس ایم ای دونوں اجزا کی برآمدی سرگرمیوں کے عکاس ہیں۔

## غذائی شعبہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غذائی شعبے میں بھی 4.2 فیصد کمی دکھائی دی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 12.3 فیصد نمو ہوئی تھی (**شکل 2.5**)۔ خاص طور پر خوردنی تیل کی پیداوار اور سافٹ ڈرنکس کے زمروں میں کمی نے سگریٹوں کی پیداوار میں نمو کو ماند کر دیا۔

**شکل 2.5: غذائی شعبے کا نمو میں حصہ (پہلی سہ ماہی)**

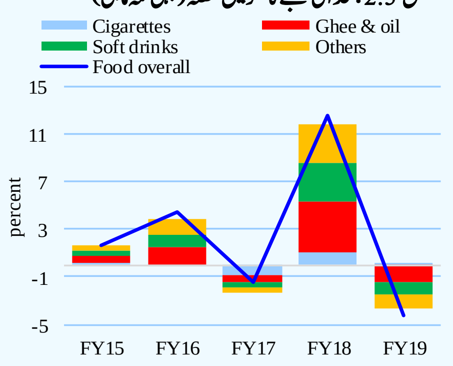


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سگریٹ کی پیداوار میں 4.4 فیصد کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 98.1 فیصد کی غیر معمولی نمو ہوئی تھی۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ مالی سال 18ء کے دوران ٹیکس کے تین سطحی ڈھانچے کو متعارف کروانا، غیر قانونی پیداواری اداروں کے خلاف سخت کارروائی اور غیر قانونی درآمدی مصنوعات کی روک تھام جیسے عوامل سے ملکی صنعت کو مضبوط تحریک ملی۔ مؤخرالذکر کا نمایاں اثر اس حقیقت سے عیاں ہے کہ صنعت نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں اضافے کے باوجود نمو درج کی ہے۔

## پیٹرولیم مصنوعات

فرنس آئل پر مبنی پاور پلانٹس سے پیدا ہونے والی بجلی پر انحصار کم کرنے کی حکومتی پالیسی کے باعث ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کا شعبہ ایک بڑی تبدیلی سے گذر رہا ہے (**شکل 2.6**)۔ نتیجتاً فرنس آئل کی طلب میں کمی نے اس کی پیداواری لاگت کو بڑھا دیا ہے، کیونکہ یہ مصنوعہ خام تیل کے کریکنگ پراسس کا ایک اہم آؤٹ پٹ ہے جس کے بعد فرنس آئل کے ذخائر اکٹھے ہونے سے ذخیرہ کاری کی صورتِ حال ابتر ہو چکی ہے۔ چنانچہ، ریفائنریوں کو اپنی پیداوار کم کرنا پڑی جس کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران شعبے کی پیداوار میں 5.4 فیصد کی آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 13.6 فیصد کی متاثر کن نمو ہوئی تھی۔

**شکل 2.6: فرنس آئل کی پیداوار میں نمو اور فرنس آئل سے بجلی کی تیاری (پہلی سہ ماہی)**

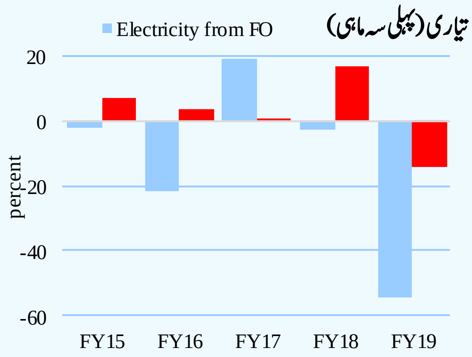


Data source: NEPRA and Pakistan Bureau of Statistics

فرنس آئل کی پیداوار، جس میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں میں 16.7 فیصد کی نمو درج کی گئی تھی، حالیہ برس اس میں 13.9 فیصد کمی آئی۔ اس کی وجہ فرنس آئل پر مبنی پاور پلانٹس سے پیدا ہونے والی بجلی پر انحصار میں کمی کو قرار دیا جاسکتا ہے جو مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 54.3 فیصد کم ہوگئی جبکہ گذشتہ برس 8650 گیگا واٹ آور کی پیداوار ہوئی تھی۔ صنعت کے نمایاں ادارے فرنس آئل کے بارے میں عارضی تبدیلیوں کی وجہ سے اس کی دیگر پیٹرلیم مصنوعات میں کریکنگ کے پراسیسنگ یونٹس پر سرمایہ کاری کرتے ہوئے متذبذب تھے۔ اسی دوران غیر ملکی سرمایہ کار ملک میں نئی میگا ریفائنریاں قائم کرنے میں دل چسپی لے رہے ہیں۔

یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ اس بدلتے ہوئے منظر نامے میں، جب بجلی کی پیداوار اور صنعتی استعمال کے مقاصد کے لیے آر ایل این جی اور کوئلہ اہم ایندھن کے طور پر ابھرے ہیں، پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت کے اظہاریے ملک میں معاشی سرگرمی کی پیمائش نہیں کرسکیں گے۔ تمام اجزا کے درست اوزان پر مبنی توانائی کا اشاریہ بہتر اظہاریہ ثابت ہوسکتا ہے۔

### 2.4 خدمات

پاکستان کے حقیقی جی ڈی پی میں خدمات کا شعبہ غالب حصے (یعنی 60 فیصد) کا حامل ہے۔ اسی طرح اس کی کارکردگی معیشت کی کیفیت پر اہم اثرات رکھتی ہے۔ گو کہ خدمات کے شعبے نے گذشتہ تین برس میں اپنے سالانہ اہداف حاصل یا عبور کیے، تاہم ابتدائی اظہاریے بتاتے ہیں کہ مالی سال 19ء کا 6.5 فیصد نمو کا ہدف حاصل کرنا دشوار ثابت ہوسکتا ہے (**جدول 2.7**)۔

**جدول 2.7: خدمات کے شعبے کے اظہاریے (پہلی سہ ماہی)**

| | م س 18ء | م س 19ء |
|---|---|---|
| **تھوک و خردہ تجارت (34.4%)** | | |
| قرضوں کا استعمال۔ بہاؤ (ارب روپے) | 6.2 | -4.9 |
| درآمدات (ارب ڈالر) | 14.2 | 14.2 |
| بڑے پیمانے کی اشیا سازی (سال بسال نمو) | 9.9 | -1.7 |
| زرعی قرضے (تقسیم۔ ارب روپے) | 155.9 | 212.1 |
| **ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات (20.0%)** | | |
| قرضوں کا استعمال۔ بہاؤ (ارب روپے) | 3.9 | 7.7 |
| ٹرانسپورٹ شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت (ملین میٹرک ٹن) | 4.1 | 3.6 |
| کمرشل گاڑیوں کی فروخت (اکائیاں) | 14,223 | 11,014 |
| موبائل فون کی گنجانیت (فیصد) | 71.8 | 73.2 |
| براڈبینڈ صارفین (ملین) | 48.1 | 61.6 |
| **مالیات و بیمہ (3.6%)** | | |
| * اثاثے (ارب روپے) | 17,560.0 | 18,118.0 |
| * ڈپازٹس (ارب روپے) | 12,609.0 | 13,603.3 |
| اثاثوں پر منافع (بعد از ٹیکس) | 21.9 | 34.8 |
| **عمومی حکومتی خدمات (14.2%)** | | |
| ** عمومی حکومت اور دفاع پر اخراجات (ارب روپے) | 783.7 | 932.8 |

نوٹ: قوسین میں دی گئی مالیت مالی سال 18ء میں خدمات کے شعبے میں حصے کو ظاہر کرتی ہیں۔ باقی ماندہ مکاناتی مالکاری (10.0 فیصد) اور دیگر نجی خدمات (18.8 فیصد) پر مشتمل ہے۔

* ستمبر 2018ء کے اختتام پر ذخائر

** صرف وفاقی حکومت۔

ڈیٹا کا ماخذ: ایس بی پی، پی بی ایس، او سی اے سی، پی اے ایم اے، پی ٹی اے اور وزارت خزانہ

خاص طور پر صنعتی سرگرمی میں کمی سے تھوک اور خردہ تجارت کے امکانات کسی حد تک پست ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں سیمنٹ، فولاد، اور گاڑیوں کے ذیلی شعبوں میں نمایاں کمی نظر آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں خاصی نمو ہوئی

تھی۔ دوم، سہ ماہی کے دوران عمومی درآمدات میں سست روی (0.42 فیصد) نظر آئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 21.4 فیصد نمو ہوئی تھی۔

سوم، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تھوک اور خردہ تجارت میں 4.9 ارب روپے کے خالص قرضے واپس کیے گئے تھے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 6.2 ارب روپے کے قرضے لیے گئے تھے۔ مزید برآں، گو کہ زیرِ جائزہ مدت کے دوران زرعی قرضوں کی تقسیم گذشتہ برس کے مقابلے میں بلند تھی تاہم فصلوں کے ابتدائی جائزے (جن پر پہلے بات ہوئی ہے) بتاتے ہیں کہ دیگر عوامل فصل کی پیداوار اور متعلقہ تجارتی سرگرمیوں کو بالآخر روک سکتے ہیں۔

مالیات اور بیمہ کے حوالے سے، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کمرشل بینک نجی شعبے سے قرض گاری میں سرگرم رہے-یہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے رجحان کے خلاف تھاجب میعادی واپسی دکھائی دی تھی۔ جزواً، اس کی وجہ یہ تھی کہ طویل مدتی پی آئی بیز کے اجرائے ثانی کے لحاظ سے شرحِ سود کے مزید بڑھ جانے کی بینکوں کی توقعات پوری نہیں ہوئی تھیں۔ جہاں تک طلب کا تعلق ہے، نجی شعبے کے کاروبار نے خاصے قرضے لیے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں خالص واپسی دیکھی گئی، اس کی وجہ ان عوامل کا امتزاج تھا: (1) پہلے سے زیرِ تکمیل منصوبوں پر کام تیز کیا گیا، (2) قیمت پر دباؤ جس کی وجہ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی اور اجناس کی عالمی قیمت میں اضافہ تھا، اور (3) بلند سرگرمی، جیسا کہ بعض شعبوں کی برآمدات سے عکاسی ہوتی ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے **باب 3**)۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں درج کیا گیا مجموعی بعد از ٹیکس منافع گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بلند تھا۔

جہاں تک ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کا تعلق ہے، اس کے نمایاں اظہاریے ایک مخلوط تصویر پیش کرتے ہیں۔ ایک طرف تو اس جُز کے قرضوں کا استعمال مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کی سطح کے مقابلے میں دوگنا تھا۔ دوسری جانب ٹرانسپورٹ شعبے کو کمرشل گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں بالترتیب 22.6 فیصد اور 12.2 فیصد کمی آئی۔ ٹیلی کام کے شعبے میں براڈ بینڈ صارفین کی تعداد میں اضافہ اور سیلولر ٹیلی گنجانیت میں جاری فوائد حوصلہ افزا ہیں۔ تاہم، یہ امر بعید از قیاس ہے کہ مواصلات کے ذیلی جُز کے فوائد ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کی مجموعی کارکردگی کو بڑھائیں گے کیونکہ ٹرانسپورٹ کا جُز ہی اس جُز کے مجموعی اضافۂ قدر میں غالب حصے کا حامل ہے۔[25]

[25] مالی سال 18ء کے دوران ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری، اور مواصلات کے جُز میں (اضافۂ قدر کے لحاظ سے، پی بی ایس کی جانب سے جاری کردہ عبوری اعدادوشمار پر مبنی) انفرادی حصے حسبِ ذیل تھے: ٹرانسپورٹ–(81.0 فیصد)؛ مواصلات–(16.4 فیصد)؛ اور ذخیرہ کاری–(2.6 فیصد)۔

بحیثیتِ مجموعی، شہری پبلک ٹرانسپورٹ میں نمایاں خامیوں کی وجہ سے گذشتہ چند برسوں میں نجی موٹر گاڑیوں کی طلب میں اضافہ ہوا ہے جو ناپائیدار ہو سکتا ہے (**باکس 2.4**)۔ بڑے پیمانے پر ترجیحات میں تبدیلی کا یہ انداز۔ مستعد پبلک ٹرانسپورٹ کی بجائے کم مستعد نجی ذرائع کی جانب رجوع کرنا۔ منفی خارجی عناصر سے منسلک ہے، اور ضروری ہے کہ اس کی بنیادی وجہ، یعنی پبلک ٹرانسپورٹ کی خامیاں، فوری طور پر دور کی جائیں۔

**باکس 2.4: شہری پبلک ٹرانسپورٹ کی خامیاں**

پاکستان میں شہر کاری زوروں پر ہے۔ جبکہ ملک کے مختلف حصوں میں اس شہر کاری کی مقدار میں فرق ہے، تاہم ہر صوبے میں ہی اس کی شہری آبادی میں اضافہ نظر آیا ہے۔ سماجی فلاح کو یقینی بنانے کے ضمن میں ان رجحانات نے جامع شہری منصوبہ بندی کے منصوبوں کو وضع کرنے اور ان کے نفاذ کے حوالے سے حکومت پر خاصا بوجھ ڈال دیا ہے۔

ٹرانسپورٹ کا انفراسٹرکچر وہ شعبہ ہے جہاں عوام کو سہولت دینے کے لیے حکومتیں بہت زیادہ سرمایہ کاری کرتی ہیں۔ اس لیے کہ مثبت خارجی عناصر (ماحولیاتی تحفظات سے متعلق) کے باوجود اگر اسے مارکیٹ کی قوتوں پر چھوڑ دیا جائے تو پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی میں کمی آسکتی ہے۔ چنانچہ، حکومتی مداخلت کی اکثر ضرورت پڑتی ہے، خواہ پبلک ٹرانسپورٹ کی بلاواسطہ فراہمی کی صورت، یا بالواسطہ طور پر یوں کہ حکومت نجی شعبے کے آپریٹرز کی نگرانی کرے یا انھیں رعایت دے۔ چونکہ پبلک ٹرانسپورٹ عموماً معاشرے کے کم آمدنی والے طبقات کے لیے فائدہ مند ہوتی ہے اس لیے رعایتی کرایوں کے ساتھ اس کی فراہمی رقم کی وہ منتقلی ہے جو آمدنی کو مراعات یافتہ ٹیکس گزاروں کی جانب سے آبادی کے پست آمدنی والے جُز کو تقسیم کی جاتی ہے۔

**شکل 2.4.1: شہری آبادی کا حصہ**

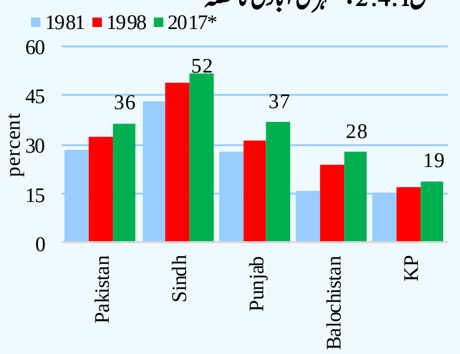


* Provisional results from sixth Population and Housing Census, Data source: Pakistan Bureau of Statistics

پاکستان میں بھی تیزی سے بڑھتی شہر کاری کی وجہ سے بڑے شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ کا مستحکم انفراسٹرکچر ضروری ہے (**شکل 2.4.1**)۔ تاہم، دیگر ایشیائی ممالک کے مقابلے میں یہاں سڑکیں کم ہیں اس لیے اس کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے (**جدول 2.4.1**)

**جدول 2.4.1: سڑکوں کی تخمینہ شدہ گنجائش**

| | سال | مجموعی سڑکیں (کلومیٹر) | زمینی رقبہ (مربع کلومیٹر) | سڑکوں کی گنجائش (کلومیٹر/100 مربع کلومیٹر) |
|---|---|---|---|---|
| جاپان | 2015ء | 1,218,772 | 364,485 | 334.4 |
| بھارت | 2015ء | 4,699,024 | 2,973,193 | 158.0 |
| فلپائن | 2014ء | 216,387 | 298,170 | 72.6 |
| چین | 2015ء | 4,577,300 | 9,326,410 | 49.1 |
| پاکستان | 2014ء | 263,942 | 770875 | 34.2 |

ڈیٹا کا ماخذ: ورلڈ فیکٹ بُک (سی آئی اے) ڈیٹا استعمال کرتے ہوئے مصنف کے اپنے تخمینے

اس کے علاوہ بھی ملک کے شہری علاقوں میں پبلک ٹرانسپورٹ کے موجودہ نظام میں نمایاں خامیاں موجود ہیں۔ پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی نہ معیار اور نہ ہی تعداد کے لحاظ سے کچھ خاص حوصلہ افزا ہے۔ تعداد کے حوالے سے گذشتہ چند برسوں میں ٹرانسپورٹ میں محدود اضافوں سے پبلک ٹرانسپورٹ پر سرمایہ کاری میں کمی کی عکاسی ہوتی ہے (**شکل 2.4.2**)۔

شکل 2.4.2: بسوں کی رجسٹریشن کی تعداد

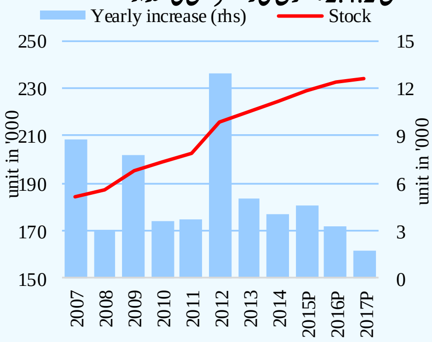


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مزید برآں، مسافروں کے نقطۂ نگاہ سے پبلک ٹرانسپورٹ کا معیار بھی شدید نوعیت کے تحفظات کا حامل ہے۔ کراچی سے تعلق رکھنے والے ایک تھنک ٹینک، سوشل پالیسی اینڈ ڈویلپمنٹ سینٹر (ایس پی ڈی سی) کی جانب سے کیے جانے والے ایک سروے میں رائے دینے والوں کی بڑی تعداد نے گاڑیوں کی حالت، ان کی پائیداری، غیر یقینی صورتِ حال، کرایوں، اور حتیٰ کہ بس چلانے والوں کے برتاؤ کے حوالے سے شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ کی خدمات کی صورتِ حال کی مذمت کی (جدول 2.4.2)۔

جدول 2.4.2: سرکاری ٹرانسپورٹ کا معیار (2015ء)

گھرانوں کا فیصد جنھوں نے سرکاری ٹرانسپورٹ کے معیار کو 'برا' یا 'بہت برا' قرار دیا

| | چلانے والوں کا رویہ | کرایہ | عدم یقینی* | پائیداری** | گاڑی کی حالت | سڑک کی صورتِ حال |
|---|---|---|---|---|---|---|
| **صوبے** | | | | | | |
| پنجاب | 38 | 39 | 38 | 38 | 30 | 28 |
| خیبر پختونخوا | 51 | 34 | 43 | 61 | 49 | 33 |
| بلوچستان | 54 | 77 | 25 | 75 | 64 | 70 |
| سندھ | 65 | 68 | 65 | 63 | 57 | 70 |
| **میٹروپولیٹن / میونسپل کارپوریشن** | | | | | | |
| ملتان | 26 | 39 | 34 | 25 | 15 | 11 |
| لاہور | 33 | 29 | 33 | 35 | 22 | 25 |
| سیالکوٹ | 36 | 43 | 35 | 40 | 37 | 26 |
| فیصل آباد | 37 | 40 | 47 | 45 | 36 | 22 |
| پشاور | 48 | 30 | 44 | 59 | 46 | 32 |
| راولپنڈی | 55 | 38 | 56 | 43 | 41 | 43 |
| کوئٹہ | 62 | 71 | 28 | 74 | 67 | 77 |
| سکھر | 64 | 74 | 71 | 72 | 66 | 88 |
| کراچی | 76 | 65 | 61 | 61 | 53 | 51 |

* آمد کا وقت؛ ** منزل پر پہنچنے کا وقت

ڈیٹا کا ماخذ: ایس پی ڈی سی شہر میں سرکاری خدمات کے بارے میں شہریوں کے خیالات، تحقیقی رپورٹ نمبر 97، مئی 2016ء

**کراچی کے پبلک ٹرانسپورٹ کا نظام تمام خامیوں کا خلاصہ پیش کرتا ہے**

گو کہ پبلک ٹرانسپورٹ کی خدمات سے عدم اطمینان ہر جگہ ہے تاہم کراچی سے متعلق تاثرات بہت سنگین تصویر پیش کرتے ہیں۔ عالمی بینک کی ایک حالیہ رپورٹ (2018ء) ذیل کے مشاہدات کے ساتھ بے شمار خامیوں پر روشنی ڈالتی ہے:[26]

- کراچی میں بسوں کی تعداد روبہ زوال ہے: فوری طلب پوری کرنے کے لیے بھی تقریباً 8000 مزید بسیں درکار ہیں۔ مزید برآں، شہر میں منی بسوں کی تعداد 2010ء تا 2011ء کے دوران 22000 سے گھٹ کر اب 9500 رہ گئی ہے۔
- 
- سڑکوں پر گاڑیوں کی تعداد کے لحاظ سے پبلک ٹرانسپورٹ کا حصہ 5 فیصد ہے جبکہ کاروں اور موٹر سائیکلوں کا حصہ 84 فیصد ہے۔ پھر بھی یہ پبلک ٹرانسپورٹ ہی ہے جو 42 فیصد مسافروں کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھاتی ہے جبکہ 40 فیصد مسافر کاروں اور موٹر سائیکلوں پر سفر کرتے ہیں۔
- موجودہ بسیں مسافروں سے بھری ہوتی ہیں۔ کراچی میں بس کی ایک سیٹ کے لیے مسافروں کا تناسب 45 ہے جبکہ ہانگ کانگ اور چین میں 8 مسافر اور بمبئی میں 12 مسافر ہے۔
- سڑکیں بھی پر ہجوم ہوتی ہیں۔ خاص طور پر، سڑکوں کی 110 فیصد مجموعی گنجائش استعمال کی جاتی ہے، جیسا کہ اوسط حجم تا سڑک کی ٹریفک کی گنجائش کی 1.1 کی شرح سے ظاہر ہے۔

**شکل 2.4.3: موٹر گاڑیوں کی فروخت**

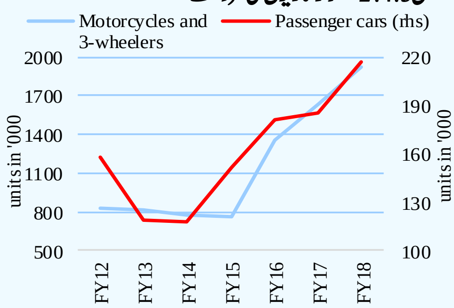


Data source: Pakistan Automotive Manufacturers Association (PAMA)

**ملک بھر میں اس خلا کو نجی گاڑیاں پُر کر رہی ہیں**

جب پبلک ٹرانسپورٹ توقعات پوری کرنے میں ناکام ہو جاتی ہے تو شہری بحیثیتِ مجموعی اس کی بجائے اپنی نجی گاڑی رکھنے اور اس سے سفر کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس خیال کو مسافر گاڑیوں، موٹر سائیکلوں اور تین پہیہ گاڑیوں کی فروخت کے اعداد و شمار سے تقویت ملتی ہے جن میں گذشتہ چند برسوں کے دوران اضافے کا سلسلہ جاری ہے (**شکل 2.4.3**)۔

اس پیش رفت کو کسی حد تک ایک طرف تو بڑھتی ہوئی حقیقی آمدنی اور دوسری طرف موٹر گاڑیوں کی نسبتاً کم قیمت سے مدد ملی ہے۔ خصوصاً شہری گھرانوں میں جو پست آمدنی والے حصے (یا پہلے پانچویں حصے) سے تعلق رکھتے ہیں، اور جو پبلک ٹرانسپورٹ کے بنیادی امیدوار ہیں، ان کی آمدنی میں گذشتہ چند برسوں کے دوران اضافہ ہوا ہے (**شکل 2.4.4 الف** اور **شکل 2.4.4 ب**)۔ ایک 800 سی سی کار خریدنا ان گھرانوں کے لیے اب بھی مشکل ہے؛ تاہم، بہتر تنخواہوں کے ساتھ موٹر سائیکلوں کی قیمت میں (حقیقی لحاظ سے) کمی سے دو پہیہ گاڑیاں، پست آمدنی کے جز کے لیے بھی، پبلک ٹرانسپورٹ کا سستا اور متاثر کن متبادل بن چکی ہیں۔

[26] عالمی بینک۔ 2018ء۔ کراچی کو ایک قابلِ سکونت اور مسابقتی بڑے شہر میں تبدیل کرنا: اے سٹی ڈائگناسٹک اینڈ ٹرانسفارمنگ اسٹرٹیجی۔ ترقی کے لیے ہدایات۔ واشنگٹن، ڈی سی: عالمی بینک۔ ڈی او آئی: 8-1211-4648-1-978/10.1596۔ لائسنس: کری ایٹو کامن ایٹریبیوشن سی سی بی وائے 3.0 آئی جی او

**شکل 2.4.4 الف: پست آمدنی والے شہری گھرانے، پہلا پانچواں حصہ بمقابلہ موٹر گاڑیاں***

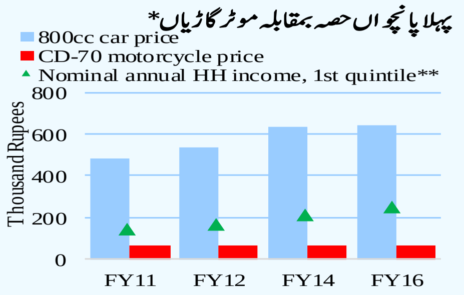


*Prices for Suzuki 800cc car and Honda CD-70 motorcycle, as measured by CPI
** Annualized from average monthly HH income
Data source: HIES, PBS, and SBP's calculations

**شکل 2.4.4ب: حقیقی شہری گھرانوں کی آمدنی بمقابلہ موٹر سائیکلوں کی قیمتیں**

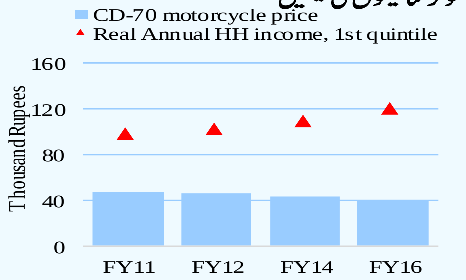


*HH income deflated by CPI index; vehicle prices deflated by motor vehicle index
Data source: HIES, PBS, and SBP's calculations

**شکل 2.4.5: ٹرانسپورٹ سے کاربن ڈائی آکسائیڈ کا اخراج**

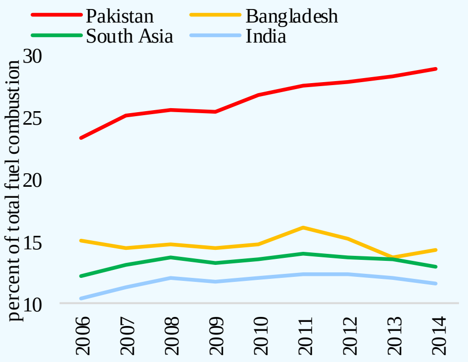


Data source: World Development Indicators

**لیکن اس کے ساتھ منفی خارجی عناصر در آئے ہیں**

کاروں اور موٹر سائیکلوں کی بڑھتی ہوئی تعداد (جو پبلک ٹرانسپورٹ میں خامیوں کی وجہ سے جُزواً بڑھی ہے) سے بحیثیتِ مجموعی ماحولیاتی تحفظات بڑھے ہیں۔ اس ضمن میں، ٹرانسپورٹ کے ذریعے کاربن ڈائی آکسائیڈ کا اخراج، جو علاقائی ہم عصروں کے مقابلے میں پہلے ہی پاکستان میں زیادہ تھا، 2009ء سے بدتر ہو چکا ہے (**شکل 2.4.5**)۔ بیشتر بڑے شہروں جیسے لاہور اور کراچی، میں ہوا کے معیار کی درجہ بندی حالیہ برسوں میں دنیا کے بدترین شہروں میں کی گئی ہے۔ یہ بات بھی اہم ہے، گو کہ ہوا کے معیار کے مجموعی مسئلے میں گاڑیوں کا دھواں صرف ایک جُز ہے تاہم ایسے شہر ہوا کے معیار میں مزید خرابی کے متحمل نہیں ہیں۔ خاص طور پر اکتوبر 2018ء کے دوران لاہور کی ہوا کے معیار کے پیمانے (مقیاسِ ہوا) (اے کیو آئی) کی مقداریں بار بار 300 کے نشان سے بڑھ چکی ہیں۔[27]

**اور توازنِ ادائیگی پر ایک بوجھ**

موٹر گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی طلب کے ساتھ درآمدات پر پڑنے والا دباؤ بھی یکساں اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان کے لیے یہ دباؤ نیا نہیں ہے۔ خاص طور پر گذشتہ 3 برسوں کے دوران ملک نے مسافر کاروں اور موٹر سائیکلوں کی درآمد پر 1.2 ارب ڈالر خرچ کیے۔ اس کا ذیلی اثر بھی مضبوط تھا کیونکہ مسافر گاڑیوں کا استعمال بڑھنے

[27] ماخذ: ایئروژول۔ برائے حوالہ، 201 تا 300 کی حد میں اے کیو آئی مقداروں کا مطلب ہے بہت غیر صحت بخش، جبکہ 301 تا 500 کی حد میں مقداریں خطرناک کے زمرے میں آتی ہیں (زمرہ بندی کا ماخذ: یونائیٹڈ اسٹیٹس انوائرمنٹل پروٹیکشن ایجنسی رپورٹ، 'فضائی معیار کا اشاریہ: فضائی معیار اور آپ کی صحت کی ایک رہنما کتاب'، فروری 2014ء)

کے نتیجے میں ٹرانسپورٹ فیولز کی کھپت میں اضافہ ہوگیا۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ مالی سال 18ء میں پیٹرولیم کی مجموعی فروخت کا 59.3 فیصد صرف ٹرانسپورٹ میں استعمال کیا گیا۔[28] ڈالر کے لحاظ سے، ملک نے سال میں 11.7 ارب ڈالر مالیت کی خام اور پیٹرولیم مصنوعات درآمد کیں، جس میں روڈ ٹرانسپورٹ کا حصہ اندازاً 7 ارب ڈالر تھا۔ یہ ملکی زرِ مبادلہ پر نمایاں اثرات کا ہی عکاس نہیں بلکہ یہ تیل کی عالمی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کے حوالے سے مجموعی زد پذیری کی بھی نمائندگی کرتا ہے۔

## پالیسی مضمرات

مستقبل میں، پبلک ٹرانسپورٹ کے نقائص دو کرنے کے لیے وسیع دورویہ حکمتِ عملی میں یہ اقدامات شامل ہوسکتے ہیں: (i) نجی طریقوں کے قابلِ عمل متبادل کے طور پر ملک بھر میں مؤثر پبلک ٹرانسپورٹ نظام کی تشکیل؛ (ii) پبلک ٹرانسپورٹ کے استعمال کی ترغیب دینا (ہدف کردہ رعایتوں کے ذریعے)، یا نجی طریقوں پر بتدریج ٹیکس عائد کرتے ہوئے، تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد پبلک ٹرانسپورٹ کی جانب منتقل ہوسکیں۔ پبلک ٹرانسپورٹ کے نظام کو بحال کرنے کے لیے مقدار اور معیار دونوں لحاظ سے مقامی طریقہ تشکیل دیا جائے۔ کراچی کا تجربہ بالخصوص کراچی سرکلر ریلوے (کے سی آر) اور بالعموم ناکافی اور بوجھ سے لدی بسوں کے بیڑے کے حوالے سے، بتاتا ہے کہ جب شہریوں کی بڑھتی ہوئے نقل و حرکت کو برقرار رکھنے کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ پر کی گئی سرمایہ کاری ناکام ہوجائے تو کیا ہوتا ہے۔ اصلاحی اقدامات کی عدم موجودگی میں عوام کے پاس نقل و حرکت کے مسائل حل کرنے کے لیے اپنے ذاتی طریقے وضع کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ یہ انفرادی طریقے۔جیسے نجی موٹر گاڑیاں خریدنے یا ان کے استعمال کے لیے بڑھتی ہوئی ترجیح۔بحیثیتِ مجموعی معیشت کے حوالے سے زیادہ سودمند نہیں ہوتے۔

[28] ماخذ: تیل کمپنیوں کی مشاورتی کونسل

# 3 مہنگائی اور زری پالیسی

## 3.1 عمومی جائزہ

مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 75 بی پی ایس اضافے کے بعد زری پالیسی ردوبدل کے راستے پر گامزن رہی۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دونوں پالیسی جائزوں میں زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے پالیسی ریٹ کو 100 بی پی ایس بڑھایا کیونکہ بیرونی کمزوریوں، بڑھتے ہوئے مہنگائی کے دباؤ اور مجموعی معاشی کشیدگی، سب کی وجہ سے استحکام کی کوششوں کو مجتمع کرنا ضروری ہو گیا تھا (**جدول 3.1**)۔

**جدول 3.1: معاشی اظہاریے**

| | یونٹ | م س18ء سہ1 | م س18ء سہ2 | م س18ء سہ3 | م س18ء سہ4 | م س19ء سہ1 |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت* | فیصد | 3.4 | 4.1 | 3.8 | 4.4 | 5.6 |
| قوزی مہنگائی- غیر غذائی غیر توانائی* | فیصد | 5.5 | 5.4 | 5.4 | 7.0 | 7.7 |
| شرح مبادلہ (ایم ٹو ایم)* | روپے/ڈالر | 105.4 | 106.5 | 111.2 | 116.8 | 124.4 |
| جاری کھاتے کا خسارہ | ارب ڈالر | 3.7 | 4.6 | 4.3 | 6.3 | 3.6 |
| تیل کی قیمتیں (سعودی لائٹ)* | ڈالر فی بیرل | 50.4 | 59.8 | 65.7 | 73.2 | 75.9 |
| درآمدی معاونت (اسٹیٹ بینک) (اختتامی عرصہ) | ماہانہ | 3.3 | 3.2 | 2.6 | 2.1 | 1.8 |
| مالیاتی خسارہ | جی ڈی پی کا فیصد | 1.2 | 1.0 | 2.0 | 2.3 | 1.4 |

*سہ ماہی اوسط

اعداد و شمار کے ماخذ: اسٹیٹ بینک، پاکستان دفتر شماریات، بلومبرگ

جولائی کی میٹنگ میں ایم پی سی نے خاص طور پر دوسری ششماہی میں مالیاتی رساؤ پر غور کیا کیونکہ اس سے اسٹیٹ بینک کی طلبی دباؤ سے نمٹنے کی کوششیں مجروح ہو سکتی تھیں۔ جولائی 2018ء میں ایم پی سی کے پہلے اجلاس تک یہ دباؤ اتنا بڑھ گیا تھا کہ پالیسی کے حوالے سے ہنگامی اقدام کا احساس پیدا ہو گیا کیونکہ جاری کھاتے کا خسارہ اس ناپائیدار سطح تک پہنچ گیا تھا کہ ذخائر میں کمی سے بچنے کا کوئی امکان مستقبل دیدہ میں نظر نہ آتا تھا۔ مزید یہ کہ مارچ 2018ء سے قوزی مہنگائی میں مسلسل اضافے، روپے کی قیمت میں کمی اور خام تیل کی عالمی قیمتوں سے پیدا ہونے والے بڑھتے ہوئے لاگتی دباؤ اور مہنگائی کی بلند توقعات نے مالی سال 19ء کے لیے عمومی مہنگائی کے 6 فیصد کے سالانہ ہدف سے متجاوز ہونے کا امکان بڑھا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مالی سال 19ء کے لیے اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے لیے اسٹیٹ بینک کی ماڈل پر مبنی حدود بڑھ کر 6.0 سے 7.0 فیصد ہو گئیں جو پچھلی پیش گوئی سے 50 بی پی ایس زیادہ تھا۔ اس طرح خطرے کا توازن مسلسل مزید سختی کے حق میں بدل رہا تھا چنانچہ ایم پی سی نے پالیسی ریٹ کو متفقہ ووٹ کے ساتھ بڑھا دیا۔

ستمبر کے پالیسی جائزے میں ایم پی سی کے فیصلے میں جو پہلو پیش نظر رکھے گئے وہ گذشتہ سے مختلف نہ تھے۔ تاہم نئے چیلنجز بھی ابھرے جو پچھلے پالیسی فیصلوں کو مزید تقویت دینے کے متقاضی تھے۔ مثال کے طور پر پیداواری فرق کے تخمینے مزید بڑھ گئے تھے اور غذائی اور غیر غذائی اشیا دونوں میں مہنگائی کا دباؤ عیاں تھا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 19ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی مہنگائی کی پیش گوئیاں مزید بڑھ کر 6.5 سے 7.5 فیصد کی حدود میں آ گئیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل عوامل نے کردار ادا کیا: (i) تیل کی عالمی قیمتوں میں توقع سے زیادہ اضافہ اور ایندھن کی ملکی قیمتوں کو ان کی منتقلی؛ (ii) گیس کی ملکی قیمتوں میں اضافہ؛ (iii) اوائل ستمبر 2018ء میں درآمدات پر ریگولیٹری ڈیوٹی میں مزید اضافہ؛ اور (iv) روپے کی قدر میں پچھلے کمی کے دور ثانی کے اثرات کا تسلسل۔

مزید بر آں، اگرچہ سی پیک کے تحت اوّلین منصوبوں کی تکمیل اور خوردنی تیل کی قیمتوں میں ٹھہراؤ کے ساتھ غیر توانائی درآمدات میں کمی آئی تاہم خام تیل کی بلند قیمتوں کی وجہ سے ادائیگی کا دباؤ بلند رہا۔ درآمدی بل میں اضافے سے مالی سال 19ء کے پہلے دو ماہ کے دوران کارکنوں کی ترسیلاتِ زر اور برآمدات میں بہتری زائل ہو گئی بلکہ منفی اثر ہوا۔ نتیجے کے طور پر جاری کھاتے کے خسارے پر دباؤ قائم رہا۔ ملکی صورت حال کے علاوہ ایم پی سی نے عالمی حالات کو بھی مد نظر رکھا خصوصاً بعض ترقی یافتہ معیشتوں کی تحفظ پسندانہ پالیسیوں اور ابھرتی ہوئی معیشتوں سے سرمائے کے اخراج کے تناظر میں۔ ان تمام حالات کے پیش نظر ایم پی سی نے پالیسی ریٹ میں مزید 100 بی پی ایس اضافے کا فیصلہ کیا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسٹیٹ بینک کی استحکام کی کوششوں کو مالیاتی پالیسی سے مسلسل تقویت مل رہی ہے جیسا کہ 19-2018ء کے بجٹ میں ترقیاتی اخراجات میں کٹوتیوں اور قبل ازیں ٹیکس رعایات کے اقدامات کی جزوی منسوخی سے عیاں ہے۔[1] مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بینکاری نظام سے میزانیہ قرض گیری کم رہی کیونکہ مالیاتی خسارے کا غالب حصہ ملکی نان بینک ذرائع نیز بیرونی قرضوں سے پورا کیا گیا۔ بینکاری نظام کے اندر حکومت نے اسٹیٹ بینک سے بھاری قرض لیا، جو بنیادی طور پر کمرشل بینکوں کی تحویل میں اس کے میعاد پوری کرنے والے قرضے کے بڑے حجم کی واپسی کے لیے تھا۔

مجموعی اعتبار سے حکومت نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کمرشل بینکوں کو 1.4 ٹریلین روپے واپس کیے۔ چونکہ اس بڑی رقم سے بین البینک انتظام سیالیت اور شبینہ ریٹس کی سطحوں میں خرابی کا خطرہ تھا اس لیے اسٹیٹ بینک کو اپنے پچھلے بازار زر کے سودوں کے ادخالات (1.5

---

[1] سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کا خرچ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے 165.0 ارب روپے سے کم ہو کر مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 106.6 ارب روپے ہو گیا۔

ٹریلین روپے تک) کو خاصا کم کرناپڑا۔ خالص سیالیت کی کیفیت سے دوران سہ ماہی بینک نجی شعبے نیز پی ایس ایز دونوں کی جانب سے قرضے کی بڑھی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے قابل ہوگئے اور شبینہ ریٹس پر کوئی ناروا بوجھ بھی نہ پڑا۔ تاہم شبینہ ریٹس اور پالیسی ریٹ کے درمیان اوسطاً 8 بی پی ایس کا منفی انحراف قائم رہا۔

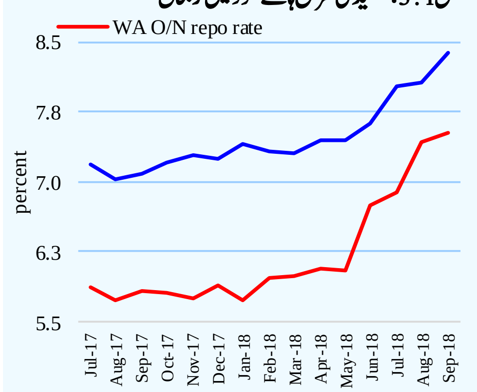

**شکل 3.1: کلیدی شرح ہائے سود میں رجحان**

Data source: State Bank of Pakistan

سیالیت کے آسان حالات اور پالیسی ریٹ میں اضافے کے بہ وزن اوسط شرح قرض گاری (جو دوران سہ ماہی صرف 75 بی پی ایس بڑھی) پر انفعالی اثر نے نجی شعبے کو مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اپنی قرض لینے کی رفتار قائم رکھنے میں مدد دی (**شکل 3.1**)۔ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں موسمی کمی کے برخلاف مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں نجی قرضے کے مجموعی استعمال میں 127.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا (**شکل 3.2**)۔ یہ اضافہ زیادہ تر جاری سرمائے کے قرضوں میں عیاں رہا کیونکہ سی پیک کے تحت ابتدائی منصوبوں کی تکمیل کے ساتھ معینہ سرمایہ کاری قرضے دوران سہ ماہی کم ہوگئے۔

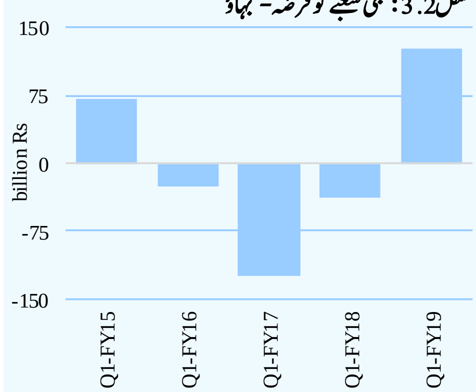

**شکل 3.2: نجی شعبے کو قرضہ - بہاؤ**

Data source: State Bank of Pakistan

جاری سرمائے کے قرضوں میں ٹیکسٹائل اور توانائی کے شعبے کے قرضوں نے چینی اور رائس پروسیسنگ فرموں کی جانب سے قرضوں کی بھاری واپسی کی تلافی کر دی بلکہ بڑھ گئے۔ ٹیکسٹائل کے شعبے کے قرضوں کو بلند برآمدی سرگرمی نیز کپاس کی قیمتوں میں یکدم اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے تاہم شعبہ توانائی کی طرف سے قرضوں کا استعمال زیادہ تر قیمت کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ خاص طور پر خام تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے پیٹرولیم ریفائنریز کی مالکاری کی ضروریات میں اضافہ کر دیا جبکہ فرنس آئل کی بلند قیمتوں نے حرارتی بجلی کی پیداوار کی لاگت بڑھا دی۔ ان دونوں شعبوں میں مجموعی سرگرمیاں پچھلے سال سے کم رہیں۔ خام تیل کے نرخوں کا اثر سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس

ایز) کے لیے ہوئے قرضوں میں بھی نظر آیا۔ بالخصوص ایندھن کی بڑھتی ہوئی لاگت نے شعبہ توانائی کی قدری زنجیر میں (گردشی قرضے کی وجہ سے آنے والے) نقد کے بہاؤ کی مشکلات کو شدید تر کر دیا۔

لہٰذا مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے برخلاف — جس کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں کی تمام تر نمو سرکاری شعبے کے بھاری قرضوں کی وجہ سے ہوئی تھی — مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کی نمو سرکاری اور نجی دونوں شعبوں کے قرضوں کی وجہ سے ہوئی۔ تاہم مجموعی رسدِ زر (ایم ٹو) پر خالص ملکی اثاثوں کی نمو کا اثر بینکاری نظام کے خالص بیرونی قرضوں میں خالص کمی کی وجہ سے جزواً زائل ہو گیا جس کی بنا پر مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایم ٹو میں 26.6 ارب روپے کی خالص توسیع درج کی گئی۔ یہ امر پچھلے سال کے برخلاف تھا جب مجموعی رسدِ زر پر خالص ملکی اثاثوں کی نمو کا اثر خالص بیرونی اثاثوں میں یکدم کمی وجہ سے مکمل طور زائل ہو گیا تھا۔

**جدول 3.2: زری مجموعے**

ارب روپے

| | بہاؤ | | ذخائر |
|---|---|---|---|
| | م س18ء سہ1 | م س19ء سہ1 | ستمبر18ء کے اختتام پر |
| **حکومتی قرض گیری** | 333.1 | 73.5 | 10,273.2 |
| میزانی قرض گیری | 369.9 | 84.9 | 9,477.6 |
| اسٹیٹ بینک سے | 201.2 | 1,518.3 | 5,131.7 |
| جدولی بینکوں سے | 168.7 | -1,433.7 | 4,345.8 |
| اجناس کے معاملات کے لیے | -36.3 | -10.8 | 808.9 |
| **غیر حکومتی اداروں کے قرضے** | -32.2 | 189.2 | 7,222.8 |
| نجی اداروں کے قرضے | -37.4 | 127.9 | 6,100.8 |
| سرکاری شعبے کے کاروباری ادارں کے قرضے | 5.1 | 60.7 | 1,104.7 |
| **دیگر اجزا (خالص)** | -130.6 | -91.8 | -1,119.5 |
| **خالص ملکی اثاثے** | 170.2 | 171.0 | 16,376.5 |
| **خالص بیرونی اثاثے** | -258.6 | -148.5 | -357.0 |
| اسٹیٹ بینک | -237.1 | -92.2 | -79.7 |
| جدولی بینک | -21.5 | -56.4 | -277.2 |
| **زری اثاثے (ایم ٹو)** | -88.4 | 22.4 | 16,019.6 |
| **زرِ بنیاد** | -134.7 | -31.0 | 5,453.7 |

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

## 3.2 زری مجموعے

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں زرِ وسیع (ایم ٹو) 22.4 ارب روپے بڑھ گیا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 88.4 ارب روپے کمی آئی تھی۔ تمام اضافہ بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں کے بڑھنے کی وجہ سے ہوا کیونکہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران خالص بیرونی اثاثے بدستور کم ہوتے رہے۔ بہاؤ کے لحاظ سے دیکھیں تو اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں پچھلے برس کی نسبت تھوڑی کمی آئی جس کا سبب سہ ماہی کے دوران حکومت کو دستیاب بیرونی رقوم ہیں۔ تاہم اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں کا واجب الادا اسٹاک فروری 2014ء کے بعد پہلی مرتبہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے آخر تک منفی ہو گیا جس سے ملک کے بیرونی شعبے میں مجموعی کمزوریوں کی عکاسی ہوتی ہے (**جدول 3.2**)۔

### پی ایس ایز کو قرضہ

پچھلے برس کی اسی مدت کے 5.1 ارب روپے کے مقابلے میں مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے میں 60.7 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ اہم بات یہ ہے کہ پی ایس ایز کے قرضوں کا بڑا حصہ شعبہ توانائی میں سیالیت کے مسائل سے نمٹنے کے لیے تھا، نہ کہ حقیقی سرگرمیوں کو تحریک دینے کے لیے ترقیاتی منصوبوں میں سرمایہ کاری کے لیے۔

مثال کے طور پر پی ایس ایز کے قرض کا کثیر حصہ پاکستان اسٹیٹ آئل (پی ایس او) نے لیا۔ اس ادارے نے اپنے ملکی اور بین الاقوامی قرض خواہوں کو ادائیگی کے لیے ان قرضوں کا استعمال کیا۔ توانائی کے مختلف اداروں جیسے جینکوز (خصوصاً حب کو اور کیپکو)، پی آئی اے اور ایس این جی پی ایل کی پھنسی ہوئی قابل وصولی رقوم کی وجہ سے یہ ادائیگیاں کچھ عرصے سے رکی ہوئی تھی۔ اسی طرح پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ (پی ایچ پی ایل) کی جانب سے اضافی قرضے نے بھی اس اضافے میں اپنا حصہ ڈالا۔

### اجناسی مالکاری

مالی سال18ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران خریداری ایجنسیوں خصوصاً گندم خریدنے والے اداروں نے بینک سے اپنے قرضوں کو پانچ سال کی بلند ترین سطح پر پہنچا دیا تھا۔ اس سے نہ صرف اجناس کی بھرپور خریداریوں کا اظہار ہوا بلکہ خریداری ایجنسیوں کو درپیش نقد کے بہاؤ کے مسائل بھی ظاہر ہوئے جو ان کے اپنے ذخائر کے خاصے حصے کو آف لوڈ کرنے میں ناکامی کی بنا پر پیدا ہوئے تھے۔ تاہم مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ ایجنسیاں مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں موعودہ اسٹاک کا خاصا بڑا حصہ آف لوڈ کرنے کے قابل ہو گئیں،[2] بنیادی طور پر اس لیے کہ عالمی قیمتوں کی بحالی کے ساتھ بھاری حکومتی زر اعانت کی دستیابی سے بر آمدی امکانات بہتر ہو گئے۔[3] تاہم جیسا کہ بعد میں ظاہر ہوا، مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں اجناسی مالکاری کے تحت کم موسمی واپسی ہوئی ہے۔

اس بے قاعدگی کی تشریح واجب الادا اصل رقوم پر خریداری ایجنسیوں کی جانب سے مؤخر سودی ادائیگیوں سے ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر پالیسی ریٹ کے اضافے کے رد عمل میں کمرشل بینکوں نے واجب الادا اجناسی قرضوں پر مارک اپ کی رقم بڑھا دی تھی جس نے خریداری ایجنسیوں

[2] مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران خریداری ایجنسیاں 518.9 ہزار میٹرک ٹن گندم آف لوڈ کرنے میں کامیاب رہیں۔ پچھلے سال وہ صرف 121.4 ہزار میٹرک ٹن آف لوڈ کر سکی تھیں۔

[3] جولائی تا ستمبر 2018ء کے دوران گندم کی عالمی قیمتیں جولائی تا ستمبر 2017ء کی نسبت اوسطاً 12.7 فیصد زیادہ تھیں۔

کی قرض واپسی کی صلاحیت کو مفلوج کر دیا۔ نتیجے کے طور پر ایجنسیوں نے اپنے نظام الاوقات کے مطابق واپسی کو کچھ عرصہ روکے رکھا اور بہتر نرخوں کے لیے بینکوں سے گفت و شنید کی۔ مزید یہ کہ حکومت کی زر اعانت میں تاخیر کی وجہ سے ایجنسیوں کے نقد کے بہاؤ میں متوقع بہتری بھی نہ آسکی۔

## میزانیہ قرض گیری

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بینکاری نظام سے مجموعی میزانیہ قرض گیری کئی سال کی پست ترین سطح پر آ گئی۔ اگرچہ مجموعی مالیاتی خسارہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں پچھلے سال کی اسی سہ ماہی سے بلند تھا تاہم اس کی مالکاری کا جھکاؤ نان بینک ملکی وسائل نیز بیرونی مالکاری کی طرف بہت زیادہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں بینکاری نظام نے مالیاتی خسارے کا 92.6 فیصد پورا کیا لیکن مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اس کا حصہ صرف 17.1 فیصد رہ گیا(**شکل 3.3**)۔

**شکل 3.3: میزانیہ مالکاری کی ہیئتِ ترکیبی**

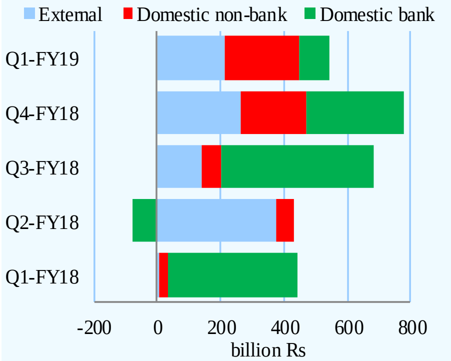


Data source: State Bank of Pakistan

بینکاری نظام کے اندر حکومت کا اسٹیٹ بینک کی مالکاری پر انحصار دوران سہ ماہی خاصا بڑھ گیا کیونکہ حکومتی تمسکات کے لیے جدولی بینکوں کی طلب شرح سود میں مزید اضافے کی توقعات کی بنا پر کم کم رہی۔ ان توقعات کی عکاسی ثانوی بازار میں 3 ماہ اور ایک ماہ کے بڑھتے ہوئے یافت کے تفاوت نیز 3 ماہ اور 6 ماہ کے یافت کے تفاوت میں ہوتی ہے (**شکل 3.4**)۔

**شکل 3.4: ثانوی بازار کی یافت میں تفاوت**

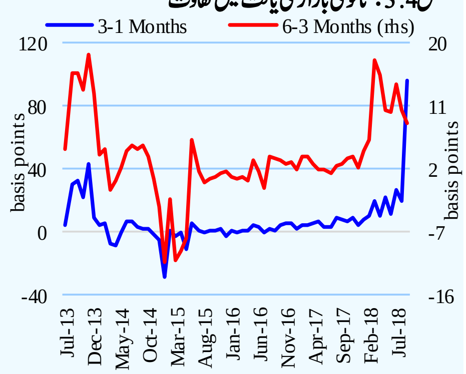


Data source: MUFAP

چنانچہ اس سہ ماہی کی بیشتر ٹی بل نیلامیوں میں (7 میں سے 5) بینکوں کی شرکت کم رہی۔ صرف دو نیلامیاں جن میں شرکت دیکھی جا سکتی تھی جولائی میں ریٹ کے اضافے کے فوری بعد ہوئی تھیں۔ ان دو نیلامیوں میں بینکوں نے مجموعی طور پر 4.4 ٹریلین روپے کی پیشکشیں رکھیں، جو تمام سہ ماہی وثیقہ جات کی تھیں، جبکہ عرصیتیں 2.0 ٹریلین روپے کی تھیں۔ نتیجتاً حکومت قبل از نیلامی اہداف پورے کرنے کے قابل ہو گئی۔

تاہم دیگر تمام نیلامیوں میں حکومت نہ صرف قبل از نیلامی اہداف حاصل نہ کر سکی بلکہ عرصیت منہا کر کے قبولیتیں بھی منفی رہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ سہ ماہی کے دوران کسی بھی نیلامی میں ششماہی اور بارہ ماہی ٹی بلز دونوں مجموعی طور پر ایک فیصد پیشکشیں اور قبولیتیں بھی حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

اسی طرح معینہ کوپن کے پی آئی بیز نے ایسے ہی رجحان کا مظاہرہ کیا جہاں زیر جائزہ مدت کے دوران تین میں سے ایک نیلامی منسوخ کر دی گئی۔ مزید برآں مجموعی قبولیتیں 19.4 ارب روپے تھیں جبکہ عرصیتیں 461.1 ارب روپے تھیں۔ اس کے برعکس طویل میعاد کے بانڈز میں رواں شرح کی پی آئی بیز مقبول ترین رہیں اور پیش کردہ رقم ہدف سے تجاوز کر گئی بہ نسبت معینہ شرحوں کے جن میں مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران معینہ ریٹس کی نسبت بینکوں نے ہدف کی رقم کے نصف سے کم پیشکشیں کیں (**جدول 3.3**)۔

**جدولی 3.3: حکومتی تمسکات کا خاکۂ نیلامی (عرفی مالیت)**

ارب روپے

| | ٹی بلز | | | پی آئی بی کی معین شرح | | | پی آئی بی کی تغیر پذیر شرح | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ہدف | پیشکش* | منظور شدہ | ہدف | پیشکش | منظور شدہ | ہدف | پیشکش | منظور شدہ |
| خالص زمرے میں | | | | | | | | | |
| م س18ء–پہلی سہ ماہی | 3,900.0 | 4,511.2 | 4,406.3 | 300.0 | 107.3 | 55.6 | – | – | – |
| م س19ء–پہلی سہ ماہی | 5,450.0 | 5,119.0 | 4,687.0 | 150.0 | 65.2 | 20.6 | 150.0 | 151.5 | 101.5 |
| عرصیت سے منہا | | | | | | | | | |
| م س18ء–پہلی سہ ماہی | 218.5 | 829.7 | 724.8 | -296.6 | -489.6 | -541.0 | – | – | – |
| م س19ء–پہلی سہ ماہی | -210.6 | -541.6 | -973.6 | -311.1 | -395.9 | -440.6 | 150.0 | 151.5 | 101.5 |

☆صرف ایم ٹی بی کی پیشکش کردہ رقم، علاوہ از غیر مسابقتی بولی

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

خلاصہ یہ ہے کہ حکومتی وثیقہ جات کی کافی عرصیتوں نیز اضافی حکومتی قرض کی ضروریات کا پورا بوجھ اسٹیٹ بینک نے برداشت کیا۔ نتیجے کے طور پر مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مرکزی بینک سے حکومتی قرضے بڑھ کر 1.5 ٹریلین روپے ہو گئے۔

## 3.3 بین البینک میں سیالیت کی کیفیات

عرصیت پوری کرنے والے حکومتی وثیقہ جات کا حجم اتنا کافی تھا کہ بینک ان ذرائع سے پیدا ہونے والی سیالیت کی طلب کو بآسانی پورا کر سکتے: (i)

نجی شعبے نیز پی ایس ایز کی جانب سے قرضے کا زیادہ استعمال؛(ii) حکومتی ایجنسیوں کی جانب سے کم واپسی؛(iii) زرمبادلہ کے ادخالات میں اضافہ ؛اور (iv) امانتوں کی نمو میں سست رفتاری۔[4]

**شکل 3.5: بین البینک سیالیت کے کلیدی اظہاریے**

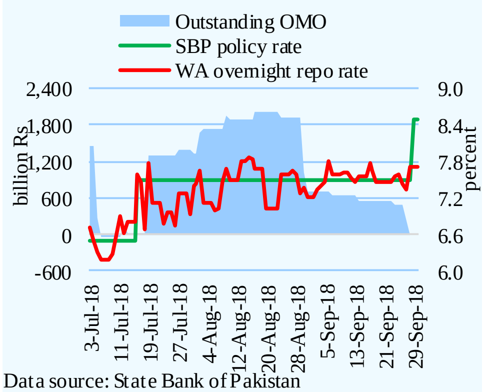

Data source: State Bank of Pakistan

چنانچہ اسٹیٹ بینک نے مارکیٹ سے اضافی سیالیت خارج کرنے کے لیے بازار زر کے سودوں کے واجب الادا ادخالات رول بیک کیے۔ بازار زر کے سودوں کے اوسط واجب الادا ادخالات مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کم ہو کر 1.0 ٹریلین روپے ہو گئے جبکہ گذشتہ سال 1.4 ٹریلین روپے تھے (**شکل 3.5**)۔ تاہم کوششوں کے باوجود بین البینک مارکیٹ میں اضافی سیالیت برقرار رہی جیسا کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ سے شبینہ ریٹس کے منفی 8 بیسس پوائنٹس کے انحراف سے ظاہر ہے، جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 5 بیسس پوائنٹس کا مثبت انحراف ہوا تھا۔

چنانچہ بینک حکومتی پیپرز میں سرمایہ کاری کرنے کی طرف مائل نہ تھے، اس لیے انہوں نے دستیاب سیالیت کو استعمال کرنے کے لیے صرف نجی قرضوں کے جزدانوں کو توسیع دینے پر توجہ مرکوز کی۔ اگرچہ قرضے کی طلب کے حالات اتنے خوشگوار نہ تھے جتنے پچھلی چند سہ ماہیوں میں رہے تھے—جس کا سبب بلند شرح سود اور معاشی غیر یقینی کیفیت تھی—تاہم بینکوں کے درمیان معتبر اور مالی اعتبار سے قابل عمل منصوبوں کے حصول کے لیے بھرپور مقابلہ برقرار رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ دوران سہ ماہی بینکوں کو قرضوں کی جو درخواستیں موصول ہوئیں ان میں کمی آئی (**شکل 3.6الف**)۔ تاہم بینکوں نے بیشتر درخواستیں قبول کرلیں۔ قبول کردہ درخواستوں میں قرض کی اوسط رقم بھی (خام مال کی بلند قیمتوں کے باعث) پچھلے تین برسوں کی نسبت کافی زیادہ تھی (**شکل 3.6ب**)۔ قرضے کے جزدان کو بڑھانے کی جانب توجہ کی عکاسی اس امر سے بھی

[4] پچھلے سال کے 0.37 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کمرشل بینکوں کی مجموعی امانتیں 0.01 فیصد بڑھیں۔

ہوتی ہے کہ بینکوں نے اپنے کچھ اہم صارفین کو کائبور پر قرضے دیے جس سے چھ ماہی کائبور اور مجموعی بہ وزن اوسط شرح قرض گاری کے درمیان پریمیم تقریباً ختم ہو گیا(**شکل 3.7**)۔

**شکل 3.6 الف: قرضوں کی درخواستوں اور بینک کی منظوریوں کی تعداد**

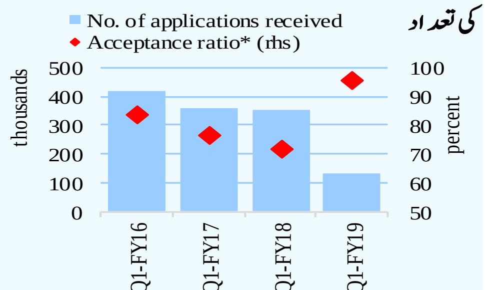


* No. of loan applications accepted by banks divided by no. of loan applications received

Source: State Bank of Pakistan

**شکل 3.6 ب: منظور کردہ درخواستوں کے لیے قرض کا اوسط حجم**

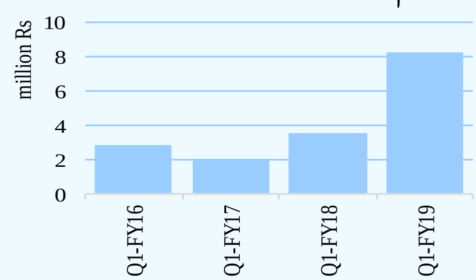


Source: State Bank of Pakistan

## 3.4 نجی شعبے کو قرض

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں نجی شعبے کو قرض 127.9 ارب روپے بڑھ گیا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 37.4 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی تھی۔ قرضے کے اس بھرپور استعمال سے مالی سال 19ء کی حوصلہ افزا ابتدا کی نشاندہی ہوتی ہے کیونکہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی عموماً نجی شعبے کے قرضوں کی موسمی واپسی ظاہر کرتی ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قرضے کے حوالے سے ہونے والی تبدیلیوں کی وضاحت ان عوامل کے ذریعے کی جاسکتی ہے (i) خام مال (خصوصاً کپاس اور پیٹرولیم) کی بڑھتی ہوئی لاگت جس نے جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب کو بڑھا دیا (ii) روپے کی قیمت میں یکدم کمی جس سے مشینری / آلات کی روپے میں لاگت میں اضافہ ہو گیا؛ اور (iii) سیمنٹ کی صنعت میں منصوبے کے مطابق سرمایہ کاریوں پر کام میں تیزی جس سے طویل مدت قرضوں کی طلب بڑھ گئی۔ اس اثنا میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نان فائلرز پر گاڑیوں اور مکانات کی خریداری / رجسٹریشن پر پابندی جیسے پالیسی اقدامات کے باعث صارفی مالکاری کی رفتار سست ہو گئی۔

**شکل 3.7: قرض گاری شرحوں میں رجحان**

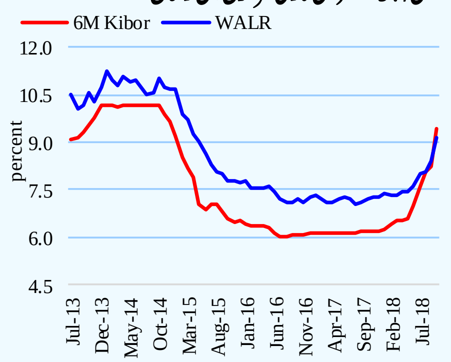


Data source: State Bank of Pakistan

## معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی نمو کم ہوئی

مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی نمو کی رفتار کم ہوگئی (**جدول 3.4**)۔ اشیاسازی کے شعبے میں قرضوں کا استعمال خاص طور پر کم رہا جس میں مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں قرضے نصف سے بھی کم ہوگئے۔ اشیا سازی کے اندر صرف دو شعبے سیمنٹ اور چینی ایسے تھے جن میں کوئی قابل ذکر سرگرمی دکھائی دی۔

**جدول3.4: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرض گاری (بہاؤ)**

| | مجموعی قرضے | | *جاری سرمایہ | | معین سرمایہ کاری | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ارب روپے | م س18ء | م س19ء | م س18ء | م س19ء | م س18ء | م س19ء |
| **نجی شعبے کے کاروباری ادارے** | **-24.5** | **99.0** | **-81.3** | **64.1** | **56.7** | **34.9** |
| اشیاسازی | -43.4 | 50.5 | -89.6 | 30.2 | 46.2 | 20.3 |
| سیمنٹ | 0.5 | 17.4 | -2.9 | 6.6 | 3.4 | 10.8 |
| ٹیکسٹائلز | 1.4 | 29.6 | -17.0 | 29.4 | 18.5 | 0.2 |
| قدرِ اضافی پیٹرولیم مصنوعات | -2.8 | 20.1 | -2.2 | 22.0 | -0.7 | -1.9 |
| لوہا اور فولاد | 6.4 | 15.3 | 6.0 | 12.9 | 0.3 | 2.4 |
| خوردنی تیل اور گھی | 17.7 | 12.1 | 14.5 | 11.8 | 3.2 | 0.2 |
| گاڑیاں | 1.3 | 9.9 | 1.1 | 8.7 | 0.2 | 1.3 |
| دھاتی مصنوعات سازی کا شعبہ | 1.1 | 5.1 | 0.0 | 4.3 | 1.1 | 0.8 |
| کاغذ | -2.9 | 4.1 | -4.5 | 5.1 | 1.6 | -1.0 |
| کھاد | -11.5 | -7.4 | -11.3 | -2.9 | -0.2 | -4.5 |
| چینی | -31.5 | -21.9 | -39.9 | -32.3 | 8.4 | 10.4 |
| چاول کی پراسیسنگ | -12.7 | -23.4 | -13.0 | -23.7 | 0.3 | 0.3 |
| بجلی گیس اور پانی کی فراہمی | 2.6 | 35.2 | 4.5 | 35.0 | -1.9 | 0.2 |
| بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم | 2.8 | 36.1 | 5.5 | 35.7 | -2.6 | 0.5 |
| گیس کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم | -0.3 | -0.9 | -1.0 | -0.7 | 0.7 | -0.2 |
| رئیل اسٹیٹ اور متعلقہ شعبے | 6.6 | 8.4 | 3.0 | 5.3 | 3.6 | 3.1 |
| ٹرانسپورٹ، ذخیرہ، مواصلات | 3.7 | 7.7 | 1.6 | 4.8 | 2.0 | 2.9 |
| تعمیرات | -1.1 | 5.7 | -4.5 | 3.6 | 3.4 | 2.1 |
| کان کنی | 2.6 | 2.0 | -0.3 | -2.4 | 2.9 | 4.3 |
| زراعت | 9.3 | -2.2 | 5.5 | 0.5 | 3.8 | -2.8 |
| تجارت و کاروبار | 5.1 | -4.6 | 3.7 | -5.5 | 1.4 | 0.9 |
| شپ بریکنگ | 3.5 | -10.4 | 3.5 | -10.2 | 0.1 | -0.2 |

*بشمول تجارتی مالکاری

اعداد و شمار کا ماخذ اسٹیٹ بینک

سیمنٹ میں طویل مدت قرضوں کی وجہ چند منصوبوں میں پہلے سے طے سرمایہ کاری پر کام کی رفتار تیز ہونے سے منسوب کی جاسکتی ہے۔ قواعد وضوابط کی دشواریوں کی بنا پر کچھ منصوبوں کو پچھلے سال سست رفتاری کا سامنا کرنا پڑا تھا تاہم اب ان منصوبوں پر کام پھر شروع ہوگیا ہے۔[5]

چینی کے شعبے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قرضے کے بلند استعمال سے سیالیت کے مسائل ظاہر ہوتے ہیں۔ اگرچہ فرمیں اس مدت میں کافی چینی برآمد کرنے میں

[5] مثال کے طور پر دسمبر 2017ء میں پنجاب ماحولیاتی تحفظ ایجنسی (ای پی اے) کے جاری کردہ ایک حکم کی وجہ سے میپل لیف سیمنٹ نے مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں اپنے 7300 ٹن یومیہ کے منصوبے پر کام عارضی طور پر معطل کر دیا۔ بعد ازاں جنوری 2018ء میں لاہور ہائیکورٹ نے ای پی اے کے حکم کو فرم کے حق میں منسوخ کر دیا۔ تب سے فرم نے اپنے توسیعی منصوبے پر کام پھر شروع کر دیا ہے اور مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بھی اس میں پیش رفت ہوئی۔ دیگر فرموں نے اپنے اپنے نظام الاوقات کے مطابق نئے پلانٹس پر کام کے آغاز کی جانب پیش رفت کے لیے قرضے لیے۔ مثال کے طور پر چیراٹ سیمنٹ نے لائن تھری کے لیے ویسٹ ہیٹ ریکوری کی تنصیب، کوہاٹ سیمنٹ نے گرے سیمنٹ لائن میں 7800 ٹن یومیہ کی استعداد کی توسیع، پانیر سیمنٹ نے 24 میگاواٹ کے بجلی گھر اور فلائنگ سیمنٹ نے ویسٹ ہیٹ ریکوری یونٹ کے لیے قرضے لیے۔

کامیاب رہیں تاہم ان کے نقد کا بہاؤ نمایاں طور پر بہتر نہ ہوا کیونکہ حکومت نے برآمدی زراعانت کی مکمل ادائیگی نہیں کی۔ چینی ساز سیالیت کے مسائل کا ذمہ دار ملکی منڈی میں موجودہ کم قیمتوں کو بھی ٹھہراتے ہیں۔ کئی فرمیں بینکوں کو ادائیگی میں نادہند ہو چکی ہیں اور اس شعبے کے واجب الادا غیر فعال قرضے مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں 41.6 فیصد بڑھ گئے ہیں۔[6] اس طرح بظاہر بینک فنڈنگ پر اس شعبے کے انحصار میں اضافہ ہو گیا ہے جس کی جزوی وجہ بینکوں کے واجبات کی ادائیگی ہے۔ کچھ فرمیں نادہند ہو گئیں جبکہ دیگر نے طویل مدت قرضے (معینہ سرمایہ کاری) لے کر اپنے قلیل مدت قرضے (جاری سرمایہ) ادا کیے۔ آگے چل کر غیر یقینی سیالیت کی صورت حال اور کچل کاری کے موسم کی آمد آمد کے پیش نظر ہو سکتا ہے کہ یہ فرمیں اپنے قرضوں کے خاکہ عرصیت کو طویل تر کرنا مناسب سمجھیں۔

خام مال کی زائد لاگت نے جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب بڑھا دی

مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضے 64.1 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 85.9 ارب روپے کے قرضے واپس کیے گئے تھے۔ عام طور پر پہلی سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضوں کی موسمی واپسی ہوتی ہے تاہم اس سال خام مال/اجناس کی قیمتوں میں اضافے کے باعث قرضوں کا استعمال زیادہ رہا۔

مثال کے طور پر پیٹرولیم ریفائنریز اور بجلی پیدا کرنے والے یونٹوں کے قرضے بڑھنے میں (عالمی نرخوں میں اضافے نیز روپے کی قدر میں کمی دونوں کے باعث) اہم خام مال کی بلند قیمتوں کا اثر کافی غالب معلوم ہوتا ہے۔ ان دونوں شعبوں نے مل کر مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں 57.7 ارب روپے قرض لیا جبکہ پچھلے سال صرف 1.3 ارب روپے لیا تھا۔ تاہم اگر ہم ان کی قرض گیری کی خام تیل اور حرارتی ایندھن (فرنس آئل، ہائی اسپیڈ ڈیزل اور کوئلے) کے نرخوں کے رجحان کے ساتھ تطبیق کریں تو مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافہ خاصا واجبی رہ جاتا ہے (**جدول 3.5**)۔[7] ان شعبوں کی قدرے کمزور سرگرمی میں بھی یہ اثر نمایاں ہے: اگرچہ مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں حرارتی بجلی کی پیداوار

**جدول 3.5: پہلی سہ ماہی میں پیٹرولیم مصنوعات اور بجلی کے شعبہ جات کی جاری سرمائے کے لیے قرض گیری (بہاؤ)**

| | پیٹرولیم مصنوعات | | بجلی | |
|---|---|---|---|---|
| ارب روپے | نامیہ | حقیقی* | نامیہ | حقیقی** |
| مالی سال18ء | -1.9 | -0.2 | 0.6 | 0.0 |
| مالی سال19ء | 22.0 | 0.2 | 35.7 | 0.2 |

* سعودی عربین لائٹ کی کم زور قیمتیں

** فرنس آئل، کوئلہ اور ایچ ایس ڈی کی تھوک اشاریہ قیمت میں قیمتوں کی کمی

اعدادوشمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

[6] اس شعبے کا مجموعی انفیکشن تناسب بھی آخر جون 2018ء میں 5.2 فیصد سے بڑھ کر ستمبر 2018ء میں 8.3 فیصد ہو چکا ہے۔

[7] جولائی تا ستمبر 2017ء کے مقابلے میں جولائی تا ستمبر 2018ء کے درمیان عرب لائٹ کی قیمتیں اوسطاً 50.5 فیصد زیادہ تھیں۔

کی رفتار کم ہوئی تاہم ریفائننگ کی سرگرمیوں میں پچھلے سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں 5.4 فیصد کمی دیکھی گئی۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شعبہ توانائی کا بینکاری نظام پر بحیثیت مجموعی انحصار گردشی قرضے کے مسئلے کی وجہ سے بڑھا ہوا ہے۔ پیٹرولیم ریفائنریز کے حوالے سے یہ بطور خاص درست ہے کیونکہ جب انہیں فروخت کردہ ایندھن کی رقوم باقاعدگی سے مل رہی ہوں تو یہ فرمیں اپنے طور پر کافی سیالیت پیدا کر لیتی ہیں۔

جہاں تک ٹیکسٹائل کا تعلق ہے، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کپاس کی ملکی قیمتوں میں 36.6 فیصد سال بسال اضافے کا اثر کافی نمایاں معلوم ہوتا ہے اس شعبے میں یہ سرگرمی (جس کی بلند برآمدی حجم سے عکاسی ہوتی ہے) جاری سرمائے کے قرضوں میں یکدم اضافے کی وضاحت کرتی ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹیکسٹائل فرموں کی جاری سرمائے کی قرض گیری 29.4 ارب روپے بڑھ گئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 18.0 ارب روپے کی خالص واپسی دیکھی گئی تھی۔ چونکہ اس شعبے میں بیشتر سرگرمیاں برآمدات کے گرد گھومتی ہیں اس لیے قرض کا لگ بھگ 39 فیصد اسٹیٹ بینک کی برآمدی نومالکاری اسکیموں سے پورا کیا گیا جو مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 3.0 فیصد کی رعایتی شرح پر دستیاب تھیں۔

دوسری جانب کھاد کے شعبے نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اپنے جاری سرمائے کے قرضے واپس کر دیے۔ یہ عمل زیر جائزہ مدت میں کھاد کے استعمال اور پیداوار دونوں میں کمی سے مطابقت رکھتا تھا۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کھاد کا استعمال 6.1 فیصد کم ہو گیا جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 1.2 فیصد سال بسال کا اضافہ ہوا تھا کیونکہ مختلف خریف فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں کمی رپورٹ کی گئی تھی۔ مزید یہ کہ تین میں سے دو یونٹ سستے فیڈ اسٹاک کی عدم دستیابی کی بنا پر پیداوار بحال نہ کر سکے۔ یہ صورت حال مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کھاد کے شعبے کی پیداوار میں 4.8 فیصد کمی کا ایک سبب تھی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 5.8 فیصد کمی ہوئی تھی۔[8]

کم قرضے پانے والے زمرے جیسے ایس ایم ایز کو بینکوں کی فوری توجہ کی ضرورت ہے

جزوار تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کارپوریٹ قرض گیر کو سب سے زیادہ فائدہ رہا جبکہ ایس ایم ایز کے قرضوں کا حصہ بدستور کم ہوتا رہا۔ گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بھی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایس ایم ای قرض گیروں کی تعداد میں کمی آئی (**جدول 3.6**)۔ بیشتر کمی پانچ بڑے بینکوں میں عیاں تھی کیونکہ دیگر بینکوں نے ان علاقوں میں جہاں ایس ایم ایز کا ارتکاز ہے

[8] اعداد و شمار کا ماخذ: نیشنل فرٹیلائزر ڈویلپمنٹ سینٹر اور پاکستان دفتر شماریات۔

اپنی خاص برانچیں قائم کرکے اپنے ایس ایم ای اکتشاف میں اضافہ کیا۔ تاہم ان کے کلائنٹس کی نمو بھی نہ بڑھ سکی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری صنعت کی توجہ کا مرکز درست نہیں۔ بڑی تعداد میں قرض گیروں کو چھوٹے چھوٹے قرضے دینے کے بجائے وہ اپنا مجموعی قرض جزدان بڑھانے پر توجہ دے رہے ہیں۔

خاص طور پر موجودہ ایس ایم ای جزدان کا جھکاؤ زیادہ تر بڑی مالیت کے قرضوں کی طرف ہے کیونکہ آخر ستمبر 2018ء میں ایک کروڑ روپے سے زائد کے قرضوں کا حصہ مجموعی ایس ایم ای قرضوں میں بڑھ کر 76.7 فیصد ہوگیا جبکہ آخر ستمبر 2017ء میں 74.1 فیصد تھا۔ مزید برآں مارچ 2016ء سے ایس ایم ای قرضوں میں مجموعی اضافے صرف بڑی مالیت کے قرضوں کی وجہ سے ہورہا ہے (**شکل 3.8**)۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ تبدیلی اسٹیٹ بینک کے محتاطیہ ضوابط میں ایس ایم ای کی تعریف میں نرمی کیے جانے کے بعد آئی۔[9] اسٹیٹ بینک مختلف شعبوں میں قرضے کی دستیابی کو بہتر بنانے کے لیے پہلے ہی کئی اقدامات کرچکا ہے۔ اس سلسلے میں بینکوں کو حالیہ ایس ایم ای پالیسی سے فائدہ اٹھانا چاہیے جس کا اعلان کم قرضے پانے والے اس شعبے کو قرض کی فراہمی ترجیحی بنیاد پر بہتر بنانے کے لیے مالی سال 18ء میں کیا گیا تھا۔

**جدول 3.6: پہلی سہ ماہی میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کے اہم اظہاریے**

بہاؤ ارب روپے میں

| | م س17ء | م س18ء | م س19ء |
|---|---|---|---|
| چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کی ماکاری | 27.4 | -10.8 | -4.8 |
| پانچ بڑے بینک | -3.9 | -1.0 | -6.8 |
| دیگر کمرشل بینک* | 31.1 | -9.6 | 2.0 |
| قرضوں میں حصہ (فیصد) | 6.3 | 6.0 | 5.4 |
| پانچ بڑے بینک | 4.5 | 4.9 | 4.3 |
| دیگر کمرشل بینک* | 7.9 | 6.9 | 6.3 |
| قرض گیروں کی تعداد | 164,585 | 173,785 | 172,899 |
| پانچ بڑے بینک | 31,425 | 43,848 | 46,494 |
| دیگر کمرشل بینک* | 95,140 | 91,986 | 88,561 |
| غیر فعال قرضوں کا تناسب (فیصد) | 25.9 | 21.1 | 18.5 |

* تخصیصی بینکوں کے علاوہ

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

**شکل 3.8: حجم کے اعتبار سے ایس ایم ای قرضوں کی ہیئتِ ترکیبی**

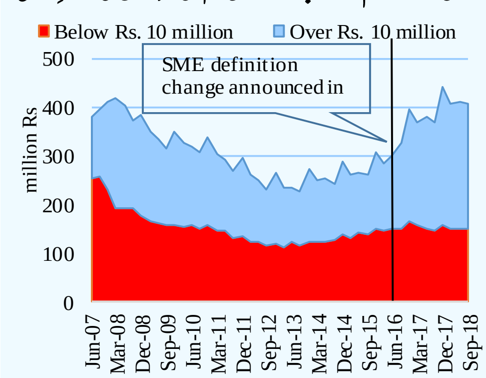


Data source: State Bank of Pakistan

[9] آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 02 برائے 2016ء بتاریخ 6 مئی 2016ء، یہ اس لنک پر دستیاب ہے:
http://www.sbp.org.pk/smefd/circulars/2016/C2.htm۔

میزانیہ اقدامات سے اہم صارفی زمروں کی رفتار کم ہوئی

صارفی مالکاری مسلسل چار سہ ماہیوں تک بڑھنے کے بعد مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کم ہو کر 15.3 ارب روپے ہو گئی (**جدول 3.7**)۔ بالخصوص مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کار کے لیے قرضوں کا استعمال گذشتہ سال کی اسی سہ ماہی کی نسبت آدھے سے بھی کم ہو گیا اور بینکوں کو پچھلے برس کی اس سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کار کے قرضوں کی کافی کم درخواستیں ملیں (**شکل 3.9**)۔[10] بنیادی طور پر حکومت کا نان فائلرز کے گاڑیاں خریدنے / رجسٹر کرانے پر پابندی کا فیصلہ اس سست رفتاری کا باعث بنا کیونکہ حکومت کی ہدایات کی تعمیل کرتے ہوئے سب سے بڑے تین آٹو اسمبلرز میں سے دو نے مئی 2018ء کے دوران ہی نان فائلرز کے لیے کاروں کی پیشگی بکنگ معطل کر دی تھی۔

**جدول 3.7: پہلی سہ ماہی میں صارفی مالکاری (بہاؤ)**

| ارب روپے | م س 18ء | م س 19ء |
|---|---|---|
| مجموعہ | 18.4 | 15.3 |
| 1) برائے ہاؤس بلڈنگ | 6.3 | 5.4 |
| 2) برائے ٹرانسپورٹ یعنی کار کی خریداری | 11.2 | 5.0 |
| 3) ذاتی قرضے | 0.8 | 3.5 |
| 4) کریڈٹ کارڈز | 1.6 | 1.1 |
| 5) پائیدار صارفی اشیا | -1.5 | 0.3 |

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

**شکل 3.9: گاڑیوں کے قرضوں کے لیے موصولہ اور منظور کردہ درخواستوں میں رجحان**

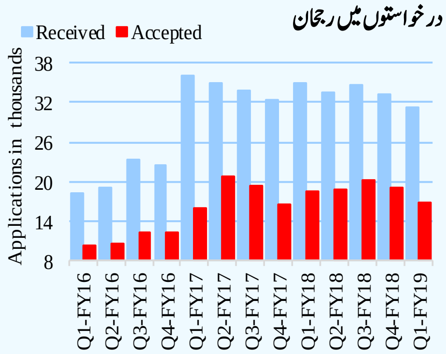


Data source: State Bank of Pakistan

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کار مالکاری میں سست رفتاری کے مجموعی صارفی مالکاری پر اثر کی تلافی بڑی حد تک ذاتی قرضوں میں 3.5 ارب روپے کے قرضوں میں اضافے سے ہو گئی۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ چند بینک جن کی برانچیں زیادہ ہیں اور تنخواہ دار طبقہ بھاری تعداد میں ان کے صارفین میں شامل ہے زیر جائزہ مدت کے دوران اس جز میں پیش رفت کرنے میں کامیاب رہے۔

## 3.5 مہنگائی

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اوسط عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 5.6 فیصد ہو گئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 3.4 فیصد تھی۔ یہ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی سے اب تک سہ ماہی مہنگائی کی بلند ترین سطح ہے، یعنی وہ مدت جب تیل کی عالمی قیمتیں کم ہونا شروع ہوئی تھیں (**شکل 3.10**)۔

[10] پچھلے برس کی اسی مدت کے صرف 0.5 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران روپے کی قیمت 2.2 فیصد کم ہوئی۔

بظاہر دوران سہ ماہی عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں سب سے زیادہ اضافہ غیر غذائی غیر توانائی جز کی بنا پر آیا جو عموماً معیشت میں مضمر طلبی دباؤ کو ظاہر کرتا ہے (**شکل 3.11**)۔ تاہم یہاں یہ اجاگر کرنا ضروری ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غیر غذائی غیر توانائی جز کے اضافے میں لاگتی دباؤ بھی شامل تھا خاص طور پر تیل کی بلند قیمتوں نیز روپے کی قدر میں کمی کے دور ثانی کے اثرات۔

غیر غذائی غیر توانائی میں ایسا ایک جُز ٹرانسپورٹ خدمات ہیں۔ اس میں پورا اثر ایندھن کی قیمتوں (پیٹرول، ڈیزل اور سی این جی) کے اضافے کی منتقلی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح گاڑیوں کی قیمتیں بھی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 10.7 فیصد بڑھ گئیں جس کا ملکی آٹو اسمبلرز نے یہ جواز بیان کیا کہ روپے کی قدر میں کمی ہوگئی اور اس کے نتیجے میں درآمد شدہ الگ الگ پرزوں رنیم ساختہ یونٹس اور دیگر آٹو پارٹس کی لاگت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ دیگر اشیا جیسے چپلیں جوتے اور گھریلو استعمال کے آلات بھی، جن میں مارکیٹ زیادہ تر درآمد شدہ اشیا فراہم کرتی ہے، مضبوط طلب کے علاوہ روپے کی قدر میں کمی کے کچھ اثر کی عکاسی کرتے ہیں۔

**شکل 3.10: اوسط عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی**

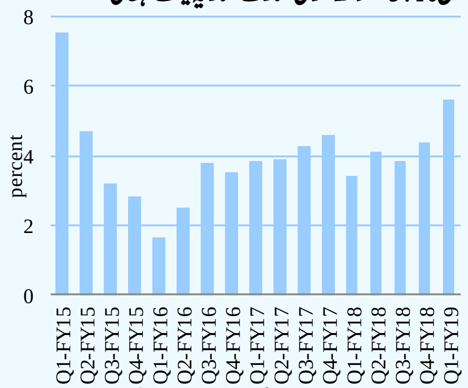


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

**شکل 3.11: اوسط عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کی ہیئتِ ترکیبی (پہلی سہ ماہی)**

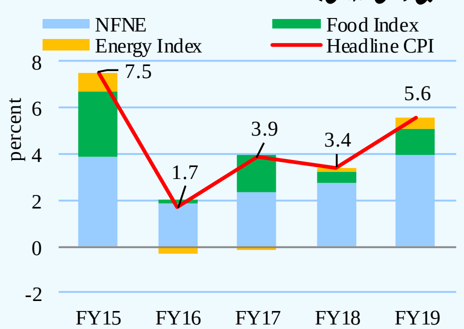


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت پر ایندھن کی قیمتوں کا براہ راست اثر بھی گہرا تھا۔ ان قیمتوں نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پچھلے سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں عمومی مہنگائی کے اضافے میں تقریباً 18 فیصد کا حصہ ڈالا۔ مزید یہ کہ غذائی مہنگائی بھی گذشتہ برس سے زیادہ رہی کیونکہ گندم اور چینی جیسی اہم اشیا کی قیمتیں اپنی نچلی سطح سے جو پورے مالی سال 18ء میں رہی تھی اوپر اٹھ آئیں۔ اس بحالی کی مالیاتی لاگت ہے کیونکہ فاضل مال کو آف لوڈ کرنے میں زراعانت یافتہ برآمدات نے اہم کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں بیشتر غذائی اشیا پر ایندھن کی

قیمتوں کا اثر بھی محسوس کیا گیا کیونکہ خردہ فروشوں نے نقل و حمل کی بلند لاگت کا اثر صارفین کو منتقل کر دیا۔ یہ اثر دودھ اور گوشت میں زیادہ نمایاں تھا۔

**شکل 3.12: ایندھن کی عالمی اور ملکی قیمتوں میں تبدیلیاں**

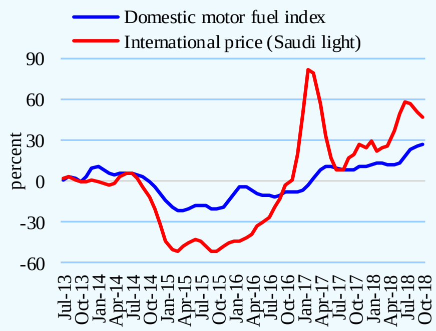


Data sources: PBS and Bloomberg

**شکل 3.13: پیٹرول کی خردہ قیمتیں (14 جنوری 2019ء کے مطابق)**

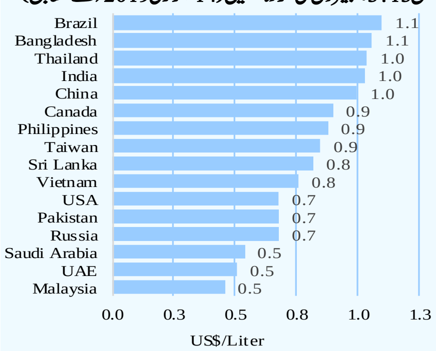


Data source: www.globalpetrolprices.com

## تیل کی بڑھتی ہوئی عالمی اور ملکی قیمتیں

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تیل کی بین الاقوامی قیمتوں نے اوپر کی جانب اپنا سفر جاری رکھا۔ مالی سال 18ء میں 64.5 فیصد اضافے کے بعد سعودی لائٹ کی قیمت مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں مزید 4.6 فیصد بڑھ گئی۔ اس پر حکومت نے پیٹرول کی قیمتیں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں صرف 1.5 فیصد (1.4 روپے فی لٹر) بڑھائی ہیں۔ اگر ہم مندرجہ ذیل عوامل پر غور کریں تو یہ اضافہ خاصا کم ہے: (i) حکومت نے مالی سال 18ء میں خام تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا اثر صرف جزواً منتقل کیا تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نرخوں میں قبل ازیں اضافوں کی موخر منتقلی کا وقت آ گیا تھا؛ اور (ii) مالی سال 18ء اور مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قیمت میں بالترتیب 13.7 فیصد اور 2.2 فیصد کمی ہوئی۔ پیٹرول کی ملکی قیمتوں پر اس کا اثر بھی متوقع تھا۔

جیسا کہ **شکل 3.12** میں دکھایا گیا ہے، ایندھن کی عالمی اور مقامی قیمتوں کے درمیان ایک کے مقابلے میں ایک کا تعلق نہیں ہوتا کیونکہ حکومتیں ایندھن کی ملکی منڈیوں میں اتار چڑھاؤ کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ اپنی جگہ لیکن حال ہی میں پیٹرول کی قیمتوں محدود اضافے کے کچھ سیاسی پہلو بھی ہوسکتے ہیں۔ چونکہ 2018ء انتخابات کا سال تھا اس لیے سبکدوش ہونے والی حکومت نیز نئی حکومت دونوں عوامی تنقید سے بچنے کے لیے قیمتوں میں زیادہ اضافہ کرنے سے گریزاں تھی۔ نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان میں پیٹرول کی قیمتوں کی موجودہ سطح بدستور اس سطح پر ہے جو تیل برآمد کرنے والے ممالک میں دیکھا جاتا ہے (**شکل 3.13**)۔ اس سے نہ صرف مالیاتی بوجھ پیدا ہوتا ہے بلکہ تیل کی ملکی طلب بلند سطح پر رہتی ہے۔

بہر کیف نقل و حمل کی خدمات کی قیمتوں میں 14.4 فیصد اضافہ ہوا جو چھ سال کے وقفے کے بعد دو ہندسی نمو تھی۔ نقل و حمل کی مہنگائی میں سب سے زیادہ حصہ ڈالنے والے عناصر میں مختصر فاصلوں (100 کلو میٹر سے کم) کے لیے ٹرین کے کرائے نیز بسوں اور فضائی سفر کے کرائے شامل تھے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں ایندھن اور ٹرانسپورٹ کی خدمات نے مل کر غیر غذائی مہنگائی میں لگ بھگ 20 فیصد اضافہ کیا جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں ان کا مشترکہ حصہ 3.4 فیصد تھا۔

**جدول 3.8: پہلی سہ ماہی کے دوران اوسط مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت اور مختلف اجزا کا حصہ**

نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجے میں

| | | نمو | | حصہ | |
|---|---|---|---|---|---|
| | وزن | م س18ء | م س19ء | م س18ء | م س19ء |
| **عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی** | **100.0** | **3.4** | **5.6** | **3.4** | **5.6** |
| **غذائی جس میں** | **37.5** | **1.2** | **2.7** | **0.5** | **1.1** |
| سگریٹ | 1.4 | −16.4 | 0.6 | −0.4 | 0.0 |
| گندم کا آٹا | 4.2 | −2.3 | 3.9 | −0.1 | 0.2 |
| تازہ سبزیاں | 1.7 | −5.7 | 4.0 | −0.1 | 0.1 |
| ٹماٹر | 0.4 | −12.9 | 22.9 | −0.1 | 0.1 |
| شکر | 1.0 | −17.5 | −3.3 | −0.2 | 0.0 |
| دالیں | 1.1 | −17.5 | −11.3 | −0.3 | −0.1 |
| گوشت | 2.4 | 7.0 | 10.8 | 0.2 | 0.3 |
| دودھ | 6.7 | 3.7 | 3.9 | 0.3 | 0.3 |
| **غیر غذائی جس میں** | **62.5** | **5.0** | **7.6** | **2.9** | **4.5** |
| ایندھن | 3.0 | 7.2 | 25.8 | 0.1 | 0.5 |
| ٹرانسپورٹ خدمات | 2.7 | 0.1 | 14.4 | 0.0 | 0.3 |
| کپڑے، جوتے | 7.6 | 3.9 | 6.5 | 0.3 | 0.5 |
| تعلیم | 3.9 | 10.1 | 13.7 | 0.4 | 0.6 |
| گھریلو سامان | 4.2 | 2.8 | 6.1 | 0.1 | 0.3 |
| مکان کا کرایہ | 21.8 | 7.2 | 7.6 | 1.3 | 1.5 |
| سیر و تفریح | 2.0 | 0.3 | 6.7 | 0.0 | 0.1 |
| اشاریہ تعمیرات | 0.9 | 4.1 | 9.4 | 0.0 | 0.1 |
| موٹر گاڑیاں | 0.7 | 4.1 | 10.7 | 0.0 | 0.1 |
| **غیر غذائی غیر توانائی** | **53.5** | **5.5** | **7.7** | **2.8** | **4.0** |

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

دوران سہ ماہی غذائی قیمتیں معمول پر آگئیں

غذائی اشاریے میں واجبی بلند نمو کی بنیادی وجہ سگریٹ کی قیمتوں کا اثر تھا۔ یاد رہے کہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں حکومت کی جانب سے ڈیوٹی کے ڈھانچے میں تبدیلی کی وجہ سے سگریٹ کی قیمتیں غیر معمولی طور پر 16.4 فیصد کم ہوگئی تھیں (**جدول 3.8**)۔[11] اس سال قیمتیں کم و بیش مستحکم رہیں۔ اسی طرح گندم کے آٹے، ٹماٹر اور تازہ سبزیوں کی قیمتیں بھی پچھلے سال کم ہونے کے بعد مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں معمول پر آگئیں۔

علاوہ ازیں چینی اور دالوں کی قیمتوں میں زیر جائزہ مدت کے دوران مسلسل منفی نمو درج ہوتی رہی اگرچہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کی نسبت کمی محدود تھی۔ جہاں تک اوّل الذکر کا تعلق ہے، گنے کی ریکارڈ پیداوار اور اضافی دستیابی نے پچھلے سال اس کی قیمت کم کر دی تھی۔ اس سال چینی کی بر آمدات نے ملکی منڈی میں نرخ کو مستحکم کرنے میں مدد دی۔

[11] تفصیلات کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ 18-2017ء۔

لاگتی دباؤ بڑھ رہا ہے

اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں یکدم کمی کی بنا پر اہم خام مال اور سرمایہ جاتی اشیا کے نرخ حالیہ مہینوں میں بڑھ گئے ہیں۔ یہ اشیا تھوک اشاریہ قیمت میں شامل ہیں جس میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دوہندسی نمو ریکارڈ کی گئی جو گذشتہ سات برسوں میں پہلا موقع تھا (**شکل 3.14**)۔

**شکل 3.14: تھوک اشاریہ قیمت میں سال بسال نمو**

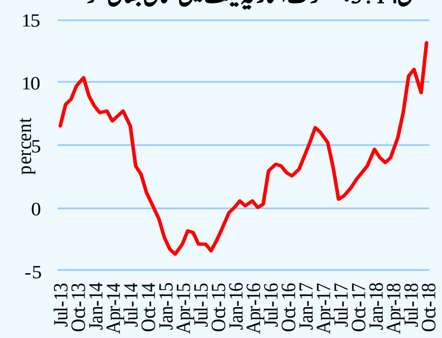


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

یہاں یہ بات اہم ہے کہ اگرچہ پیٹرولیم کی مصنوعات کی مہنگائی سب سے زیادہ تھی (خصوصاً مٹی کے تیل اور فرنس آئل میں) تاہم نان آئل مصنوعات میں بھی پچھلے برس کی نسبت بلند تر مہنگائی دیکھی گئی۔ ان میں مندرجہ ذیل شامل ہیں (i) تعمیرات سے متعلق اشیا جیسے سیمنٹ، فولاد، پائپ فٹنگز وغیرہ؛ (ii) زراعت میں مستعمل اشیا جیسے ٹریکٹر، کھاد اور کیڑے مار دوائیں؛ اور (iii) دیگر صنعتی سامان جیسے دھات اور پلاسٹک کی مصنوعات (**شکل 3.15**)۔

**شکل 3.15: لاگت کے سبب دباؤ میں اضافہ (پہلی سہ ماہی میں تھوک اشاریہ قیمت کے کلیدی اجزا کی مہنگائی)**

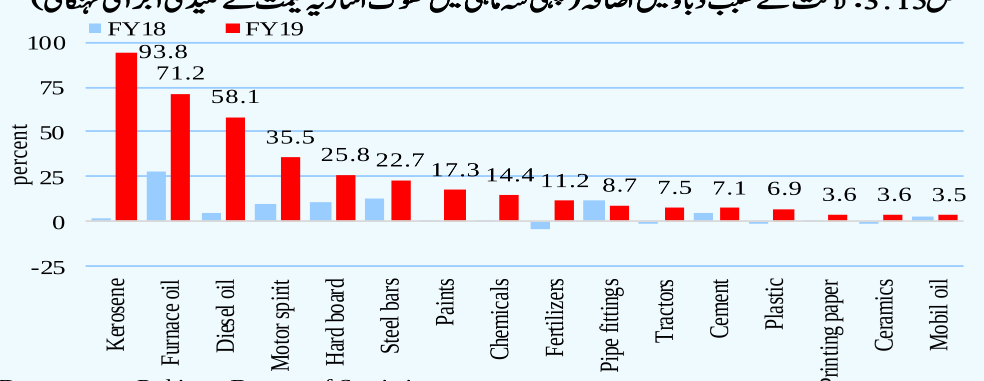


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

تعلیم

جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی پچھلی سہ ماہی اور سالانہ رپورٹوں میں کہا گیا، صارف اشاریہ قیمت کا تعلیمی اشاریہ گذشتہ چند برسوں میں اوسطاً 10 فیصد سے زائد بڑھ چکا ہے حالانکہ مجموعی مہنگائی کافی کم رہی ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بھی تعلیم میں 13.7 فیصد مہنگائی دیکھی گئی جبکہ مالی

سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ اشاریہ 10.1 فیصد بڑھا تھا۔ تعلیمی مہنگائی میں اضافے کے رجحان میں نجی اداروں خصوصاً اسکولوں کا بڑا کردار تھا۔ تاہم مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں سرکاری اداروں میں فیس کا ڈھانچہ بھی ایک بڑا عامل تھا۔

## مختلف شہروں میں مہنگائی کی مختلف شرح

مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں اوسط عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 40 شہروں میں جن کے اعداد و شمار مرتب کیے گئے مختلف رہی۔ سہ ماہی کے دوران اوسط مہنگائی 5.6 فیصد تھی جبکہ مختلف شہروں کے مابین مہنگائی کی حدود 7.8 فیصدی درجے تھیں۔ اس میں زیادہ سے زیادہ مٹھی میں 10.6 فیصد مہنگائی تھی جبکہ مظفر گڑھ میں سب سے کم یعنی 2.8 فیصد تھی۔ یہ حدود پچھلے سال سے مختلف نہیں۔ تاہم مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم حدود دونوں مالی سال18ء کی اسی مدت سے بلند تر ہیں۔

مٹھی اور ڈیرہ اسماعیل خان وہ شہر ہیں جو دو حوالوں سے مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ اوّل، مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صارف اشاریہ قیمت کے اندر 40 شہروں میں ان میں مہنگائی بلند ترین ہے (**شکل 3.16**)۔ دوم، یہ ان شہروں میں سرفہرست ہیں جن میں مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مہنگائی میں بلند ترین اضافہ درج کیا گیا۔ الگ الگ سطحوں پر دیکھیں تو ان شہروں کے تمام ذیلی اشاریوں میں بلند مہنگائی ریکارڈ کی گئی۔ یہ اجاگر کرنا ضروری ہے کہ تمام 40 شہروں میں صارف اشاریہ قیمت کے اوزان مساوی ہیں۔ چنانچہ مٹھی اور ڈیرہ اسماعیل خان جیسے چھوٹے شہروں میں مہنگائی، مجموعی مہنگائی کو اتنا ہی متاثر کرتی ہے جتنی کراچی اور لاہور جیسے گنجان آباد شہروں میں۔ یہ صورت رہی ہے کہ چھوٹے شہروں میں مہنگائی کافی تغیر پذیر (بعض اوقات بلند) رہی ہے (غالباً رسدی مسائل کی بنا پر) جو بالآخر عمومی طور پر بلند اور تغیر پذیر ملک گیر مہنگائی کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔

**شکل3.16: مہنگائی بلحاظِ شہر (پہلی سہ ماہی)**

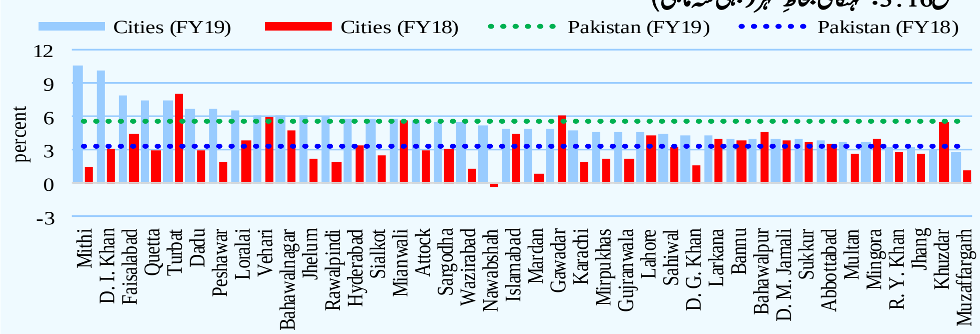


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

# 4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

## 4.1 عمومی جائزہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کے 1.4 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ مالی سال 18ء کی اسی مدت میں 1.2 فیصد درج کیا گیا تھا(**شکل 4.1**)۔ اگرچہ ترقیاتی اخراجات میں خاصی کمی کے باوجود اخراجات کی مجموعی نمو برقرار رہی، تاہم محاصل کی نمو میں ہونے والی سُست روی نے مالیاتی خسارے میں اضافہ کیا۔ فی الحقیقت محاصل کی نمو جاری اخراجات اور اس کے ساتھ ساتھ غیر سودی اخراجات کے اضافے سے کم رہی۔ اس سے حکومت کی آپریشنل اخراجات (جو محاصل کے بلند خسارے کا باعث بنے) کی مالکاری اور انتظامِ قرض (بنیادی خسارہ) کی استعداد کمزور ہوئی۔

**شکل 4.1 : مالیاتی اظہاریے (جی ڈی پی کا فیصد)**

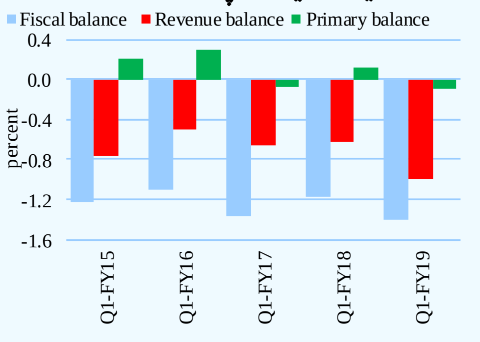


Data source: Ministry of Finance and SBP calculations

ٹیکس محاصل میں سست رفتاری کئی عوامل سے منسوب کی جاسکتی ہے:(i) جولائی 2018ء میں اہم پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی اطلاقی شرح میں خاصی کمی،(ii) مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں حکومتی اعلان کے مطابق کارپوریٹ اور ذاتی آمدن پر ٹیکسوں کی شرح میں کمی(iii) سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں میں ہونے والی کمی جس کے باعث ٹھیکوں سے ودہولڈنگ ٹیکس وصولی میں کمی آئی ؛ اور (iv) معیشت میں مجموعی سُست روی ،بالخصوص تعمیرات سے منسلکہ صنعتیں، سیمنٹ اور فولاد سازی کے شعبے پست وصولیوں کا موجب بنے۔

اخراجات کے محاذ پر بڑی مشکل قرضوں کی ادائیگیوں میں بلند اضافہ ہے، جس میں گذشتہ برس کے 7.5 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 19ء کے دوران 13.9 فیصد کی نمو ہوئی۔ سرکاری قرضے کے بڑے حجم کے ہمراہ بڑھتی ہوئی شرح سود اور اس کے ساتھ ساتھ روپے کی قدر میں کمی سے بھی، جس کے باعث بیرونی قرضے پر روپے میں مارک اپ کا حجم بڑھ گیا، بلند نمو کی وضاحت ہوتی ہے۔ وفاق (بالخصوص دفاع سے متعلق) اور صوبوں دونوں کے دیگر جاریہ اخراجات بھی خاصے بڑھے۔

**جدول 4.1 : مالیاتی کارروائیوں کا خلاصہ**

ارب روپے

| | حقیقی | | نمو (فیصد) | |
|---|---|---|---|---|
| | پہلی سہ ماہی م س18ء | پہلی سہ ماہی م س19ء | پہلی سہ ماہی م س18ء | پہلی سہ ماہی م س19ء |
| **الف۔ کُل محاصل** | **1,025.1** | **1,102.1** | **18.9** | **7.5** |
| ٹیکس محاصل | 911.4 | 975.2 | 21.4 | 7.0 |
| غیر ٹیکس محاصل | 113.7 | 126.9 | 1.9 | 11.6 |
| **ب۔ کُل اخراجات** | **1,465.9** | **1,643.8** | **12.8** | **12.1** |
| جاریہ | 1,240.5 | 1,479.9 | 15.9 | 19.3 |
| سودی ادائیگیاں | *445.4* | *507.1* | 7.5 | 13.9 |
| ترقیاتی | 189.9 | 109.2 | -0.6 | -42.5 |
| خالص قرض گاری | 0.9 | -0.3 | -454.4 | -127.3 |
| ج۔ شماریاتی فرق | 34.6 | 54.9 | -10.3 | 58.6 |
| **مالیاتی توازن (الف-ب-ج)** | **-440.8** | **-541.7** | | |
| محاصل کا توازن* | -215.4 | -377.8 | | |
| ابتدائی توازن** | 4.5 | -34.6 | | |
| مالکاری | 440.9 | 541.7 | | |
| بیرونی ذرائع | 7.9 | 210.8 | | |
| ملکی ذرائع | 432.9 | 330.9 | | |
| بینک | 408.0 | 92.5 | | |
| نان بینک | 24.5 | 238.4 | | |
| **جی ڈی پی کا فیصد** | | | | |
| کُل محاصل | 3.0 | 2.9 | | |
| ٹیکس محاصل | 2.6 | 2.5 | | |
| غیر ٹیکس محاصل | 0.3 | 0.3 | | |
| کُل اخراجات | 4.2 | 4.3 | | |
| جاریہ | 3.6 | 3.9 | | |
| ترقیاتی | 0.6 | 0.3 | | |

* محاصل کا توازن وہ کُل محاصل ہیں جس میں سے جاری اخراجات منہا کر دیے گئے ہیں۔ ** ابتدائی توازن وہ مالیاتی توازن ہے، جس میں سودی ادائیگیاں شامل نہیں۔

نوٹ: مالیاتی اظہاریوں کو نامیہ جی ڈی پی کی بنیاد پر مالی سال 19ء کے لیے حکومت کے جی ڈی پی نمو اور مہنگائی کی ہدفی سطح استعمال کرتے ہوئے مرتب کیا گیا ہے۔

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ

لٰہذا، اخراجات کی سختیوں اور محاصل کی وصولی میں سُست روی کا سامنا ہے، اس لیے مالیاتی خسارے کو قابو میں رکھنے کی غرض سے حکومت کو صوابدیدی ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی کرنا پڑی۔ مجموعی مالیاتی خسارے میں سال بسال بنیاد پر اب بھی 100 ارب روپے کا اضافہ ہوا، یعنی جی ڈی پی کا 0.2 فیصد۔

شکل 4.2: پانچ برسوں میں محاصل کی وصولی میں اوسط حصہ

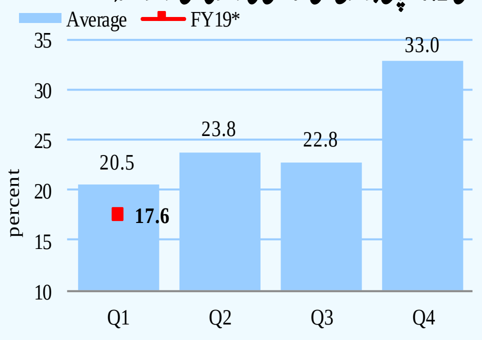


* This represents share in revenue target set in the budget presented in April 2018.
Data source: Ministry of Finance

اس خسارے کی مالکاری ملکی وبیرونی دونوں ذرائع سے بڑھتی ہوئی قرض گیری کے ذریعے ہوئی (**جدول 4.1**)۔ ملکی ذرائع سے مالکاری کے سلسلے میں حکومت نے بنیادی طور پر غیر بینک ذرائع اور اسٹیٹ بینک پر انحصار کیا، اور کمرشل بینکوں کو جزوی طور پر قرضے واپس کیے۔ دوطرفہ ذرائع سے حکومت کی بیرونی مالکاری کا بندوبست کیا گیا، جس کا بنیادی مقصد ملکی ادائیگیوں کے توازن کو سہارا دینا تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ باز قدرپیائی کے تناظر میں 436 ملین ڈالر کے فائدے کے باوجود مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران امریکی ڈالر میں مجتمع بیرونی قرضے کی سطح گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں بلند تھی۔ ان فوائد سے جاپانی ین اور ایس ڈی آر کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں اضافے کے اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔

حکومت کے لیے مجموعی سرکاری قرضے کا انتظام دشوار رہا۔ اوّل، بنیادی توازن خسارے میں رہنے کے سبب حکومت کو اپنی قرضوں کی ادائیگی کے لیے قرض گیری کرنا پڑی۔ دوم، حکومت کے ملکی قرضے کے خاکۂ عرصیت کا جھکاؤ قلیل مدتوں کی جانب مزید ہوگیا، شرح سود میں متوقع اضافے کے باعث بینک طویل مدتی قرض کے آلات میں سرمایہ کاری کے خواہاں نہیں تھے (باب 3)۔ خاکۂ عرصیت میں اس تبدیلی سے حکومت کو لاحق شرح سود میں اضافے کا خطرہ بڑھ گیا۔

**جدول 4.2: پہلی سہ ماہی میں ایف بی آر ٹیکس وصولی**

ارب روپے اور فیصد نمو

| | حقیقی | | نمو | |
|---|---|---|---|---|
| | مالی سال 18ء | مالی سال 19ء | مالی سال 18ء | مالی سال 19ء |
| بلاواسطہ ٹیکس | 282.9 | 298.5 | 21.0 | 5.5 |
| بلواسطہ ٹیکس | 482.1 | 533.8 | 22.5 | 10.7 |
| کسٹمز ڈیوٹی | 128.9 | 156.5 | 27.8 | 21.5 |
| سیلز ٹیکس | 314.4 | 335.1 | 20.2 | 6.6 |
| فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی | 38.8 | 42.1 | 25.0 | 8.5 |
| مجموعی ٹیکس | 765.0 | 832.3 | 22.0 | 8.8 |
| جی ڈی پی کا فیصد | 2.22 | 2.16 | | |

نوٹ: مالیاتی اظہاریوں کو نامیہ جی ڈی پی کی بنیاد پر مالی سال 19ء کے لیے حکومت کے جی ڈی پی نمو اور مہنگائی کی ہدفی سطح استعمال کرتے ہوئے مرتب کیا گیا ہے۔

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

## 4.2 محاصل

مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں محاصل کی وصولی کی رفتار کم ہو کر 7.5 فیصد ہو گئی جبکہ مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 18.9 فیصد کی خاطر خواہ نمو دیکھی گئی۔ یہ سست رفتاری وفاقی اور صوبائی ٹیکس وصولیوں دونوں میں عیاں تھی۔ تاہم نان ٹیکس محاصل پچھلے برس سے زیادہ رفتار سے بڑھے حالانکہ صوبائی وصولیوں کی نمو میں کمی آئی تھی۔ اہم بات یہ ہے کہ ہدف کے مقابلے میں محاصل کی وصولی مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پیچھے یعنی 17.6 فیصد رہی جبکہ گذشتہ پانچ برسوں کے دوران اوسط سہ ماہی کارکردگی 20.5 فیصد ہے (**شکل 4.2**)۔

**جدول 4.3: پہلی سہ ماہی کے دوران ٹیکسوں کی تفصیلات**

ارب روپے

| | م س18ء | م س19ء | نمو م س18ء | نمو م س19ء |
|---|---|---|---|---|
| عند الطلب وصولی | 11.4 | 11.3 | 39.4 | -0.8 |
| رضاکارانہ ادائیگیاں | 66.3 | 72.3 | 16.9 | 9.0 |
| ودہولڈنگ ٹیکسز | 224.6 | 214.2 | 18.0 | -4.6 |
| جس میں | | | | |
| تجارت | 57.3 | 64.7 | 14.8 | 12.9 |
| ٹھیکے | 57.0 | 49.2 | 25.7 | -13.7 |
| تنخواہ | 26.7 | 15.4 | 28.5 | -42.3 |
| سود اور تمسکات | 12.1 | 14.0 | 12.1 | 16.0 |
| نقد رقوم نکلوانا | 7.1 | 8.9 | 5.6 | 24.8 |
| منافع منقسمہ | 9.8 | 8.6 | 53.9 | -12.2 |
| الیکٹرک بلز | 5.9 | 9.3 | 9.4 | 57.1 |
| ٹیلی فون | 12.1 | 1.9 | -1.0 | -84.1 |
| دیگر | 36.5 | 42.1 | 11.8 | 15.2 |
| خالص انکم ٹیکس | 302.8 | 324.0 | 19.8 | 7.0 |
| خالص بلاواسطہ ٹیکس | 282.9 | 298.5 | 21.0 | 5.5 |

اعدادوشمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

### ایف بی آر ٹیکس

ایف بی آر ٹیکس جن کا حصہ مجموعی ٹیکس محاصل میں لگ بھگ 84.0 فیصد ہے مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں 8.8 فیصد بڑھے جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 22.0 فیصد اضافہ دیکھا گیا تھا (**جدول 4.2**)۔ اس سست رفتاری میں براہ راست اور بالواسطہ ٹیکس محاصل دونوں نے کردار ادا کیا۔

مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں براہ راست ٹیکس وصولی 5.5 فیصد بڑھ گئی جبکہ مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں 21.0 فیصد نمو دیکھی گئی تھی۔ اس سست رفتاری میں سب سے بڑا کردار ودہولڈنگ ٹیکس وصولیوں (جن کا براہ راست ٹیکسوں میں 72.0 فیصد حصہ ہے) میں 4.6 فیصد کمی کا تھا جبکہ پچھلے سال ان میں 18.0 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔

رضاکارانہ ادائیگیاں بھی 9.0 فیصد بڑھ گئیں لیکن یہ شرح گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً نصف رہی (**جدول 4.3**)۔ عند الطلب وصولی، جو اضافی وسائل کے حصول کا اہم ذریعہ ہے، 0.8 فیصد کم ہو گئی جبکہ مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں 39.4 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔

**شکل 4.3: پہلی سہ ماہی کے دوران سیلز ٹیکس وصولی کا رجحان**

Data source: Federal Board of Revenue

ودہولڈنگ ٹیکس وصولی میں کمی کا سبب زیادہ تر معاہدوں، تنخواہوں کی آمدنی، اور منافع منقسمہ کی آمدنی اور ٹیلی فون بل کے زمرے تھے۔ پی ایس ڈی پی میں کمی کا معاہدوں کی وصولیوں پر بہت اثر پڑا جبکہ موبائل فون ری چارج پر ٹیکس کی معطلی سے ٹیلی فون بلز کی وصولی میں کمی آئی۔ منافع منقسمہ کی آمدنی گھٹ جانے کی وجہ ریٹ (REITs) کے یونٹ ہولڈرز کو جاری کردہ منافع منقسمہ پر ٹیکس کی شرح میں کمی تھی۔[1]

ادھر مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بالواسطہ ٹیکس کم ہو کر 10.7 فیصد رہ گئے جو پچھلے سال کے اسی عرصے کا تقریباً نصف ہے۔ بالواسطہ ٹیکسوں کے تمام اجزا (یعنی سیلز ٹیکس، فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی اور کسٹم ڈیوٹی) نے اس سست رفتاری میں کردار ادا کیا۔

بالخصوص سیلز ٹیکس وصولی کی نمو، جو ٹیکس وصولی میں سب سے زیادہ حصہ رکھتی ہے، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کم ہو کر 6.6 فیصد رہ گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 20.2 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 4.3**)۔ یہ سست رفتاری زیادہ تر حکومت کی جانب سے پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس ریٹ میں کمی کے نتیجے میں آئی۔

**شکل 4.4: پہلی سہ ماہی میں ایف ای ڈی کا نمو میں حصہ**

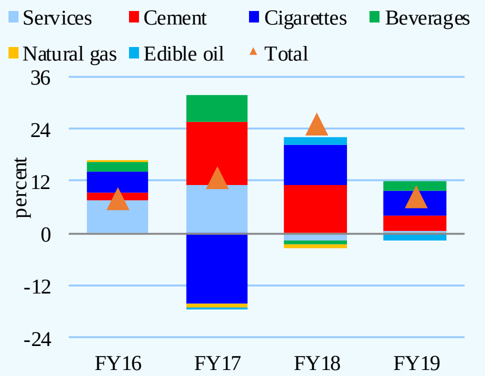


Data source: Federal Board of Revenue

ملکی سطح پر سیلز ٹیکس کی وصولی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 16.4 فیصد بڑھی، جس میں بڑا کردار برقی توانائی اور غذائی مصنوعات (خصوصاً سگریٹ) پر ٹیکسوں میں اضافے نے ادا کیا۔ تاہم ملکی سیلز ٹیکس وصولی میں کچھ اضافہ پیٹرولیم مصنوعات سے ہونے والی سیلز ٹیکس وصولی میں کمی کی بنا پر زائل ہو گیا۔ اگرچہ شرحوں میں اضافے کے نتیجے میں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی وصولی میں 8.5 فیصد نمو (بیشتر سگریٹ اور سیمنٹ کے اجزا کی بنا پر)

[1] ریٹ (REIT) کے یونٹ ہولڈرز کو جاری کردہ منافع منقسمہ پر ودہولڈنگ ٹیکس کی شرح، جو فنانس ایکٹ 2018ء میں 12.5 فیصد تھی، گھٹا کر 7.5 فیصد کر دی گئی۔

ہوئی(**شکل 4.4**)، تاہم متعدد اشیا پر کسٹم / ریگولیٹری ڈیوٹیوں میں اضافے کے باعث مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کسٹم ڈیوٹی کی وصولی بھی 21.5 فیصد بڑھ گئی (**شکل 4.5**)۔

**شکل 4.5: کسٹم ڈیوٹی کی وصولی کی ہیئتِ ترکیبی**

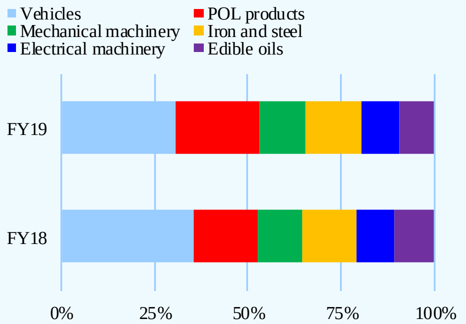


Data source: Federal Board of Revenue

<u>نان ٹیکس محاصل</u>

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نان ٹیکس محاصل پچھلے برس کی اسی مدت کے 1.9 فیصد کے معمولی اضافے کے مقابلے میں 11.6 فیصد بڑھے۔ یہ نمو وسیع البنیاد تھی اور نان ٹیکس وصولیوں کے تقریباً تمام اہم اجزا نے مثبت حصہ ڈالا، یہ نمو خصوصاً بلند شرح سود اور اجناس کی قیمتوں کی وجہ سے ہوئی (**جدول 4.4**)۔

**جدول 4.4: نان ٹیکس محاصل (پہلی سہ ماہی)**

ارب روپے

| | حقیقی | |
|---|---|---|
| | پہلی سہ ماہی م س19ء | پہلی سہ ماہی م س19ء |
| مارک اپ (سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے ودیگر) | 0.6 | 1.2 |
| منافع منقسمہ | 0.4 | 4.5 |
| اسٹیٹ بینک کا منافع | 45.0 | 50.7 |
| دفاع (بشمول اتحادی سپورٹ فنڈ) | 2.7 | 2.4 |
| پی ٹی اے / ڈاک خانوں کے منافعے | 5.4 | 6.1 |
| تیل اور گیس پر رائلٹیز | 13.0 | 23.6 |
| خام تیل پر برقرار بچت | 2.1 | 3.1 |
| خام تیل پر ونڈ فال لیوی | 0.4 | 2.1 |
| دیگر | 40.0 | 29.9 |
| مجموعی غیر ٹیکس محاصل | 113.7 | 126.9 |

اعدادوشمار کا ماخذ: وزارت خزانہ

## 4.3 اخراجات

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی مالیاتی اخراجات 11.0 فیصد بڑھ گئے جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 13.5 فیصد نمو ہوئی تھی۔ جاریہ اخراجات میں یکدم نمو کے باوجود مجموعی سست روی ترقیاتی مصارف میں نمایاں کٹوتی کے باعث ہوئی (**شکل 4.6 اور جدول 4.5**)۔

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران وفاقی جاریہ اخراجات 18.1 فیصد بڑھ گئے جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 11.7 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس میں اہم کردار بڑھتی ہوئی غیر صوابدیدی سودی ادائیگیوں نے ادا کیا۔ قرضے کی واپسی کی بلند نمو ان وجوہ کی بنا پر ہوئی: (i) سرکاری قرضے کے حجم میں اضافہ؛ (ii) بلند مارک اپ شرحیں (ملکی بازار اور لائبور دونوں کے تناسبات میں)؛ اور (iii) روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے بیرونی قرضے کی واپسی میں اضافہ۔ دوسری جانب صوبائی جاریہ اخراجات پچھلے سال کی 25.9 فیصد نمو کے مقابلے میں 22.0 فیصد بڑھے۔

**شکل 4.6 : مصارف کی نمو کے رجحانات**

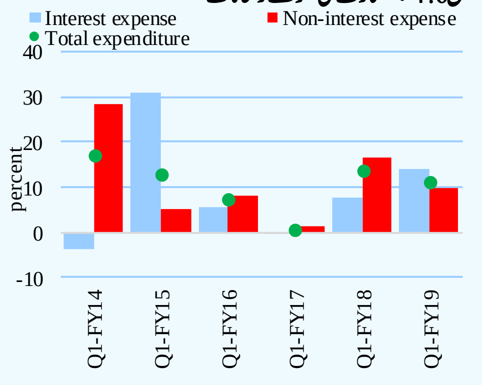


Data source: Ministry of Finance

اس کے برخلاف دوران سہ ماہی ترقیاتی اخراجات میں 42.5 فیصد کی بھاری کمی آئی جبکہ پچھلے برس کے اسی عرصے کے دوران 0.6 فیصد کمی دیکھی گئی تھی۔ یہ کمی وسیع البنیاد تھی کیونکہ وفاقی اور صوبائی سطح دونوں پر پی ایس ڈی پی کے اخراجات گھٹ گئے (**شکل 4.7** اور **شکل 4.8**)۔

## 4.4 صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی صوبائی فاضل 196.7 ارب روپے، ہدف کا تقریباً 68 فیصد، تک پہنچ گیا جس میں سب سے زیادہ حصہ پنجاب اور سندھ کا تھا (**شکل 4.9**)۔ سہ ماہی کے دوران درج کردہ بلند فاضل کی وجہ محاصل کی وصولی میں اضافہ (جو زیادہ تر صوبوں کے آئینی حصے کی وجہ سے آیا) اور اخراجات میں کمی تھی (**جدول 4.6**)۔

صوبائی محاصل

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی صوبائی محاصل 36.9 فیصد بڑھ گئے جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 15.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ زیرِ جائزہ مدت میں بلند نمو کا سبب وفاقی منتقلیوں میں اضافہ تھا؛ دوسری طرف صوبوں کے اپنے محاصل کی وصولی سال بسال بنیاد پر 9.6 فیصد گھٹ گئی۔[2]

صوبوں کے اپنے محاصل میں کمی خدمات پر جنرل سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی ایس) کی منجمد نمو، جائیداد کے ٹیکسوں میں کمی اور ٹیکس محاصل کے تقریباً تمام ذرائع میں سست رفتاری سے منسوب کی جاسکتی ہے (**شکل 4.10**)۔ محاصل کے ذرائع کا مجموعی صوبائی وصولی میں پہلے ہی برائے نام حصہ ہے اس لیے ان کی سست رفتاری کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ محاصل اکٹھا کرنے کے حوالے سے صوبائی کارکردگی بہتر بنائی جائے۔

[2] وفاقی منتقلیاں مختلف سہ ماہیوں میں مختلف ہوسکتی ہیں جس میں کوئی واضح رجحان دکھائی نہیں دیتا۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں درج کردہ اضافہ صوبوں میں جاری منصوبوں میں معاونت کے لیے ہوسکتا ہے۔

**جدول 4.5: مالیاتی اخراجات**

ارب روپے

| | پہلی سہ ماہی | | | نمو (فیصد) | |
|---|---|---|---|---|---|
| | م س18ء | م س19ء | مطلق تبدیلی | م س18ء | م س19ء |
| **جاری اخراجات** | **1,240.5** | **1,479.9** | **239.4** | **15.9** | **19.3** |
| وفاقی | 846.4 | 999.3 | 152.8 | 11.7 | 18.1 |
| جس میں | | | | | |
| شرح سود | 445.4 | 507.1 | 61.7 | 7.5 | 13.9 |
| دفاع | 181.9 | 219.4 | 37.5 | 20.1 | 20.6 |
| امن و امان اور عوامی تحفظ | 27.9 | 32.7 | 4.8 | 16.2 | 17.1 |
| دیگر | 191.2 | 240.1 | 48.9 | 13.8 | 25.5 |
| صوبائی | 394.1 | 480.7 | 86.6 | 25.9 | 22.0 |
| **ترقیاتی اخراجات** | **189.9** | **109.2** | **-80.7** | **-0.6** | **-42.5** |
| سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبے | 165.0 | 106.6 | -58.4 | -1.3 | -35.4 |
| وفاقی | 69.5 | 50.9 | -18.6 | 8.4 | -26.8 |
| صوبائی | 95.4 | 55.7 | -39.7 | -7.4 | -41.6 |
| دیگر (بشمول بینظیر انکم سپورٹ پروگرام) | 24.9 | 2.6 | -22.3 | 3.9 | -89.5 |
| خالص قرض گاری | 0.9 | -0.3 | -1.2 | -454.4 | -127.3 |
| **مجموعی اخراجات*** | **1,431.3** | **1,588.9** | **157.6** | **13.5** | **11.0** |

بشمول شماریاتی فرق*

اعدادو شمار کا ماخذ: وزارت خزانہ

صوبائی نان ٹیکس محاصل مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گھٹ کر 14.6 ارب روپے رہ گئے جو گذشتہ سال اسی مدت کا تقریباً نصف ہیں۔ محاصل کے اہم ذرائع جیسے پن بجلی اور آب پاشی کے منافع کا حصہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں برائے نام رہا۔

**شکل 4.7 : پہلی سہ ماہی میں پی ایس ڈی پی کے رجحانات (جی ڈی پی کا فیصد)**

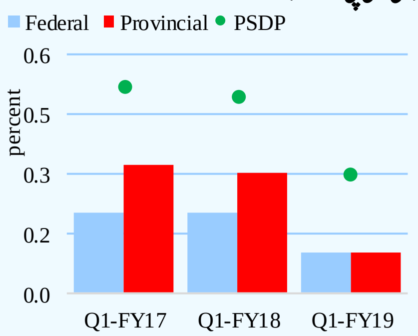


Data source: Ministry of Finance and SBP

**شکل 4.8 : اخراجات کے رجحان (جی ڈی پی کا فیصد)**

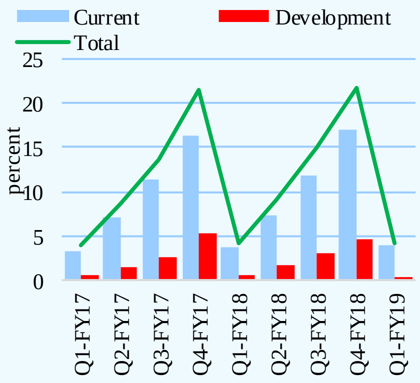


Data source: Ministry of Finance and SBP

صوبائی اخراجات کی نمو گذشتہ برس کی اسی مدت کی 17.6 فیصد نمو کے مقابلے میں 9.6 فیصد کم ہوگئی۔اس کی بنیادی وجہ ترقیاتی مصارف کی یکدم کمی کے ساتھ جاریہ اخراجات کی رفتار میں معمولی کمی تھی۔ جاریہ صوبائی اخراجات پچھلے سال کے اسی عرصے میں 25.7 فیصد کی نسبت 21.9 فیصد بڑھے۔ تاہم مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی ترقیاتی اخراجات 41.6 فیصد گھٹ گئے۔ یہ کمی گذشتہ سال میں درج کردہ 7.4 فیصد سے کہیں زیادہ تھی(**شکل 4.11**)۔

**شکل 4.9: پہلی سہ ماہی کے دوران صوبوں کی فاضل رقوم**

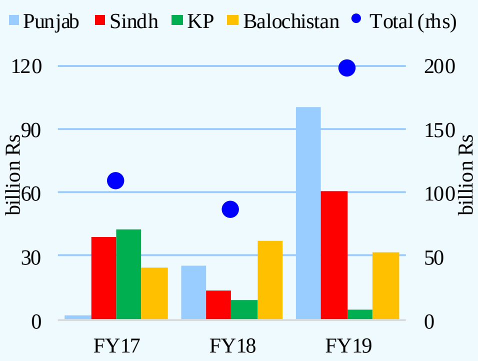


Data source: Ministry of Finance

صوبائی خرچ

انفرادی اعدادوشمار سے پتہ چلتا ہے کہ صوبائی جاریہ اخراجات زیادہ تر عمومی خدمات عامہ کے تھے جس کے بعد امن عامہ، تحفظ اور تعلیمی امور ہیں۔ عمومی خدمات (بشمول منتقلیاں، مالی، قانونی اور مالیاتی امور) کے لیے معمول کی رقوم مختص کیے جانے کے ساتھ تقریباً 78 فیصد اخراجات امن عامہ کے لیے مختص کیے گئے جس میں پولیس کے شعبے کو سب سے زیادہ حصہ ملا۔ اس دوران معاشی امور پر کیے گئے اخراجات زیادہ تر زراعت، تعمیر اور ٹرانسپورٹ کے اجزا میں مرتکز رہے(**شکل 4.12**)۔

**شکل 4.10 (الف): پہلی سہ ماہی میں صوبوں کے اپنے محاصل کی صورتِ حال**

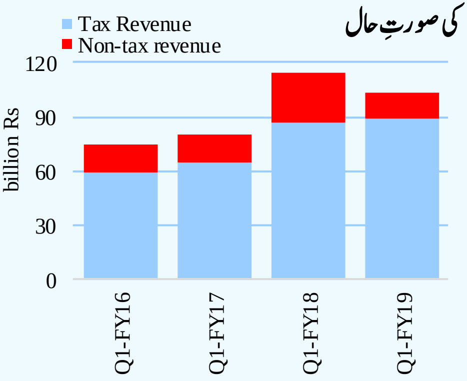


Data source: Ministry of Finance

**شکل 4.10 (ب): پہلی سہ ماہی میں صوبوں کے ٹیکس محاصل کی صورتِ حال**

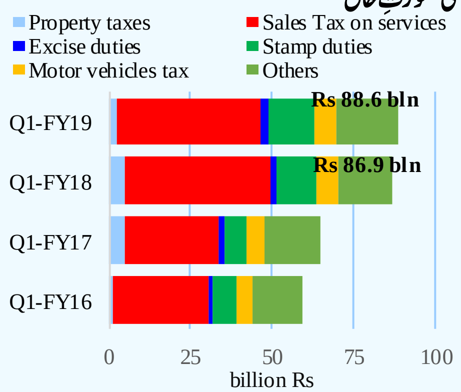

**جدول4.6: پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی مالیاتی کارروائیاں**

ارب روپے اور فیصدی نمو

| | پنجاب | سندھ | خیبر پختونخوا | بلوچستان | کُل | نمو |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مالی سال 19ء | | | | | | |
| الف۔ مجموعی محاصل | 390.6 | 209.4 | 116.0 | 71.2 | 787.2 | 36.9 |
| وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ | 325.8 | 163.4 | 107.7 | 65.9 | 662.9 | 54.6 |
| صوبوں کے محاصل (I+II) | 51.0 | 43.0 | 5.9 | 3.2 | 103.2 | -9.6 |
| I۔ ٹیکس | 42.6 | 39.9 | 4.1 | 2.0 | 88.6 | 2.0 |
| II۔ نان ٹیکس محاصل | 8.5 | 3.1 | 1.8 | 1.3 | 14.6 | -46.6 |
| وفاقی قرضے اور منتقلی | 13.7 | 3.0 | 2.3 | 2.1 | 21.1 | -34.6 |
| ب۔ مجموعی اخراجات | 264.1 | 145.3 | 86.6 | 44.6 | 540.6 | 9.6 |
| جاریہ** | 233.8 | 132.2 | 75.8 | 43.1 | 484.9 | 21.9 |
| ترقیاتی | 30.3 | 13.1 | 10.8 | 1.5 | 55.7 | -41.6 |
| فرق (الف-ب) | 126.5 | 64.1 | 29.4 | 26.7 | 246.6 | 200.5 |
| مالکاری (مجموعی بقایاجات)* | -100.0 | -60.5 | -4.9 | -31.4 | -196.7 | 128.3 |
| **مالی سال 18ء** | | | | | | |
| الف۔ مجموعی محاصل | 280.1 | 153.7 | 76.2 | 65.2 | 575.2 | 15.1 |
| وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ | 200.7 | 106.2 | 66.3 | 55.5 | 428.7 | 2.9 |
| صوبوں کے محاصل (I+II) | 58.0 | 41.8 | 6.5 | 7.9 | 114.2 | 43.6 |
| I۔ ٹیکس | 45.0 | 36.0 | 4.0 | 1.8 | 86.9 | 34.7 |
| II۔ نان ٹیکس محاصل | 13.0 | 5.8 | 2.5 | 6.1 | 27.4 | 81.8 |
| وفاقی قرضے اور منتقلی | 21.4 | 5.6 | 3.4 | 1.8 | 32.3 | 783.0 |
| ب۔ مجموعی اخراجات | 248.6 | 139.2 | 66.6 | 38.7 | 493.0 | 17.6 |
| جاریہ** | 182.9 | 119.9 | 56.8 | 38.0 | 397.6 | 25.8 |
| ترقیاتی | 65.7 | 19.3 | 9.8 | 0.7 | 95.4 | -7.4 |
| فرق (الف-ب) | 31.5 | 14.5 | 9.6 | 26.5 | 82.1 | 2.0 |
| مالکاری (مجموعی بقایاجات)* | -25.7 | -14.1 | -9.1 | -37.4 | -86.2 | -20.6 |

* مالکاری میں منفی علامت کا مطلب اضافی ہے۔ ** جاریہ اخراجات کے اعداد و شمار ہو سکتا ہے کہ جدول 4.5 سے میل نہ کھائیں، جیسا کہ یہاں درج اعداد و شمار میں وفاقی حکومت کو مارک اپ ادائیگیاں بھی شامل ہیں۔

## 4.5 سرکاری قرضہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملک کا سرکاری قرضہ 3.3 فیصد بڑھ گیا جو پچھلے سال کی اسی مدت کی 3.0 فیصد نمو سے تھوڑا زیادہ ہے۔ مطلق لحاظ سے سرکاری قرضے کا اسٹاک آخر ستمبر 2018ء میں 25.8 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا جبکہ آخر جون 2018ء میں 25.0 ٹریلین روپے تھا (**جدول 4.7**)۔ پچھلے سال کے برخلاف، جب لگ بھگ 80.0 فیصد اضافہ ملکی ذرائع سے ہوا تھا، مالی سال 19ء کی پہلی سہ

**شکل 4.11 : پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی مصارف میں نمو**

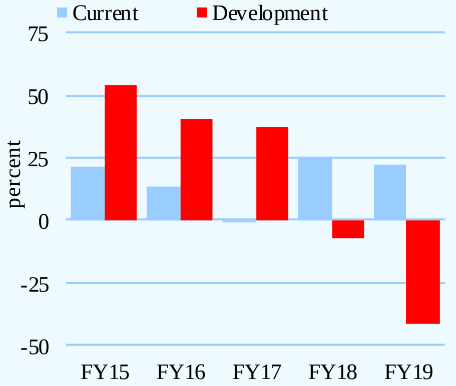


Data source: Ministry of Finance

ماہی کے دوران سال بسال بنیاد پر سرکاری قرضے میں صرف 60.6 فیصد حصہ ملکی قرضے کا تھا۔ بیرونی قرضوں کا حصہ بڑھنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ روپے کی قدر میں کمی نے شرح مبادلہ میں اس کی قدر کو بڑھا دیا تھا۔

## ملکی قرضہ

حکومت کا ملکی قرضہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کی 3.5 فیصد نمو کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 3.1 فیصد بڑھ گیا۔ اگرچہ زیر جائزہ مدت میں ملکی قرضے کی نمو کم رہی تاہم ملکی قرضے کی ہیئت ترکیبی کا جھکاؤ نان بینک ذرائع اور مرکزی بینک سے قرضوں کی طرف ہو گیا(**شکل 4.13**)۔

**شکل 4.12 : پہلی سہ ماہی مالی سال 19ء کے دوران صوبائی اخراجات کی ترجیحات (ارب روپے اور فیصدی حصص)**

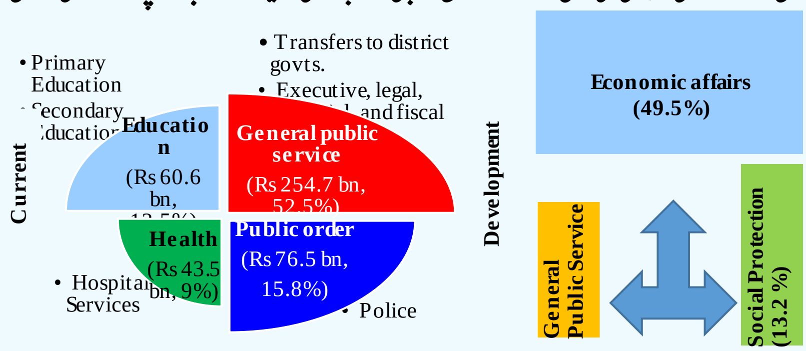


Data source: Ministry of Finance

نان بینک ذرائع پر حکومت کا انحصار پچھلے سال سے زیادہ رہا(**جدول 4.8**)۔ قابل تجارت تمسکات میں کارپوریٹس کے زیر تحویل ٹی بلز میں زیر جائزہ مدت کے دوران نمایاں اضافہ درج کیا گیا۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قومی بچت اسکیموں سے حکومت صرف 10.5 ارب روپے اکٹھا کر سکی جبکہ پرائز بانڈ اسکیم سے آنے والی رقم خاصی بڑھ کر 42.1 ارب روپے ہو گئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 26.6 ارب روپے تھی۔

**جدول 4.7: پاکستان کے سرکاری قرضے کا خاکہ**

ارب روپے

| | ذخیرہ | | | | بہاؤ | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | جون17ء | ستمبر17ء | جون18ء | ستمبر18ء | م س18ء | م س19ء |
| سرکاری قرضہ | 21,408.7 | 22,056.0 | 24,952.9 | 25,783.4 | 647.4 | 830.6 |
| ملکی قرضہ | 14,849.2 | 15,371.7 | 16,416.3 | 16,919.8 | 522.5 | 503.6 |
| حکومت کا بیرونی قرضہ | 5,918.7 | 6,029.8 | 7,795.8 | 8122.9 | 111.1 | 327.1 |
| آئی ایم ایف کا قرضہ | 640.8 | 654.5 | 740.8 | 740.7 | 13.8 | -0.1 |

اعدادوشمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک اور اقتصادی امور ڈویژن

حکومت نے زیادہ تر کمرشل بینکوں کا قرضہ لوٹانے کے لیے اسٹیٹ بینک سے قرض لیا۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں حکومت نے اسٹیٹ بینک سے 1749 ارب روپے قرض لیے اور کمرشل بینکوں کو 1488.0 ارب روپے واپس کیے۔

**شکل 4.13 : پہلی سہ ماہی کے دوران ملکی قرضے کی ہیئتِ ترکیبی (بہاؤ)**

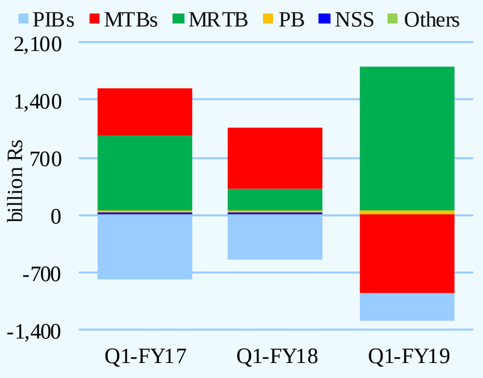


Data source: State Bank of Pakistan

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں حکومتی تمسکات پر بلند منافع کے باوجود کمرشل بینکوں کی بولی کا انداز زری پالیسی موقف کی سختی کے مطابق رہا۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کمرشل بینکوں کی دلچسپی زیادہ تر سہ ماہی ٹی بل میں مرکوز رہی، اور بارہ ماہی ٹی بل کو ایک بولی بھی نہ مل سکی (**جدول 4.9**)۔

**جدول 4.8: ملکی قرضوں کے نان بینک ہولڈنگ جز میں تبدیلی**

ارب روپے

| | م س18ء | پہلی سہ ماہی م س18ء | پہلی سہ ماہی م س19ء |
|---|---|---|---|
| ٹی بلز | 175.6 | 111.1 | 146.3 |
| دیگر تمسکات | -73.3 | -143.0 | 38.7 |
| نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ (بشمول انعامی بانڈز) | 206.7 | 45.7 | 57.0 |
| جس میں | | | |
| ڈی ایس سی | 10.7 | 0.9 | -0.1 |
| ایس ایس سی | -51.2 | -11.7 | 3.5 |
| بی ایس سی | 45.4 | 12.8 | 20.6 |
| ایس ایس اے | 59.9 | 18.5 | -34.9 |
| انعامی بانڈز | 103.9 | 26.6 | 42.1 |
| مجموعہ | 309.0 | 13.7 | 242.0 |

اعدادوشمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

ٹی بلز کی بہ نسبت معین شرح کے پی آئی بیز کو مجموعی بولیوں میں بہت تھوڑا حصہ ملا، اور رقوم کی پیشکش سہ ماہی کے دوران عرصیتوں کا محض 14.1 فیصد تھی۔ اس کے برعکس متغیر شرح پر دس سالہ پی آئی بیز (حکومت نے مئی 2018ء میں متعارف کرایا) کی نیلامی میں بینکوں کی

**جدول 4.9: حکومتی تمسکات کا خاکہ نیلامی (عرفی مالیت)**

ارب روپے

| | پہلی سہ ماہی م س18ء | | | | پہلی سہ ماہی م س19ء | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | (مسابقتی پیشکش) | عرصیت | منظور شدہ | عرصیت سے منہا منظور شدہ | (مسابقتی پیشکش) | عرصیت | منظور شدہ | عرصیت سے منہا منظور شدہ |
| ایم ٹی بیز | | | | | | | | |
| ایم-3 | 3,501.6 | 1,800.4 | 3,463.1 | 1,662.7 | 5,093.0 | 5,612.9 | 4,685.9 | (927.0) |
| ایم-6 | 942.8 | 1,391.0 | 895.5 | (495.5) | 26.0 | 0.0 | 1.1 | 1.1 |
| ایم-12 | 66.8 | 490.1 | 47.7 | (442.4) | 0.0 | 47.7 | 0.0 | (47.7) |
| کُل | 4,511.2 | 3,681.5 | 4,406.3 | 724.8 | 5119.0 | 5,660.6 | 4,687.0 | (973.6) |
| پی آئی بیز | | | | | | | | |
| 3سال | 60.4 | 376.3 | 23.4 | (353.0) | 22.9 | | 0.0 | |
| 5سال | 18.4 | 196.4 | 10.2 | (186.2) | 23.7 | 426.1 | 20.6 | (405.5) |
| 7سال | - | - | - | - | - | - | - | - |
| 10سال (معین) | 28.5 | 23.9 | 22.1 | (1.8) | 18.7 | 35.0 | - | -35.0 |
| 10سالہ (رواں) | | | | | 151.5 | 0 | 101.5 | 101.5 |
| کُل | 107.3 | 596.6 | 55.7 | (540.9) | 216.7 | 461.1 | 122.1 | (339.0) |

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

شرکت قدرے زیادہ تھی۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 150.0 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں بینکوں نے 151.5 ارب روپے کی پیشکشیں کیں؛ یہ دس سالہ معین شرح کے پی آئی بیز کی عرصیت سے پانچ گنا زیادہ تھا۔

**جدول 4.10: بیرونی سرکاری قرضہ**

ارب امریکی ڈالر

| | ذخیرہ | | | | بہاؤ | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | جون17ء | جون17ء | جون18ء | ستمبر18ء | پہلی سہ ماہی م س18ء | پہلی سہ ماہی م س19ء |
| الف۔ سرکاری قرضہ | 56.4 | 57.2 | 64.1 | 65.4 | 0.8 | 1.2 |
| جس میں | | | | | | |
| پیرس کلب | 12.0 | 12.1 | 11.6 | 11.5 | 0.1 | -0.1 |
| کثیر الفریقی | 27.6 | 27.9 | 28.1 | 27.6 | 0.3 | -0.5 |
| دیگر دوطرفہ | 6.3 | 6.8 | 8.7 | 10.8 | 0.4 | 2.2 |
| بانڈز | 4.8 | 4.9 | 7.3 | 7.3 | 0.0 | 0.0 |
| کمرشل قرضے | 4.8 | 4.9 | 7.5 | 7.2 | 0.1 | -0.2 |
| کثیر الفریقی (ایس ٹی) | 0.8 | 0.7 | 1.0 | 0.9 | -0.1 | -0.1 |
| ب۔ آئی ایم ایف کا قرضہ | 6.1 | 6.2 | 6.1 | 6.0 | 0.1 | -0.1 |
| کُل | 62.5 | 63.4 | 70.2 | 71.3 | 0.9 | 1.1 |

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

## سرکاری بیرونی قرضہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سرکاری بیرونی قرضے کا اسٹاک 1.1 ارب ڈالر بڑھ کر آخر ستمبر 2018ء میں 71.3 ارب تک پہنچ گیا (**جدول 4.10**)۔ قرضے کی بلند واپسی کے باوجود مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں سرکاری بیرونی قرضے میں اضافہ پچھلے برس کی پہلی سہ ماہی کی نسبت زیادہ ہوا۔ یہ اضافہ زیادہ تر دوطرفہ ذرائع سے حکومت کی قرض گیری کی وجہ سے ہوا۔

**جدول 4.11: جولائی تا ستمبر بیرونی سرکاری قرضے کی سودی ادائیگیاں**

ملین امریکی ڈالر

| | م س18ء | م س19ء | تبدیلی |
|---|---|---|---|
| اصل رقم | | | |
| سرکاری قرضہ (الف+ب) | 1,349.1 | 1,458.4 | 109.3 |
| الف۔ سرکاری قرضہ | 1349.2 | 1374.5 | 25.4 |
| پیرس کلب | 25.2 | 25.1 | -0.1 |
| کثیر الفریقی | 392.8 | 412.2 | 19.4 |
| دیگر دوطرفہ | 78.1 | 139.8 | 61.8 |
| کمرشل قرضے / قرضے (ایل ٹی) | 408.0 | 200.0 | -208.0 |
| قلیل مدتی | 445.1 | 597.5 | 152.4 |
| ب۔ آئی ایم ایف | 0.0 | 83.9 | 83.9 |
| سود | | | 0.0 |
| سرکاری قرضہ (الف+ب) | 291.1 | 395.9 | 104.8 |
| الف۔ سرکاری قرضہ | 260.2 | 360.2 | 100.0 |
| پیرس کلب | 8.0 | 6.3 | -1.6 |
| کثیر الفریقی | 89.7 | 113.9 | 24.1 |
| دیگر دوطرفہ | 79.4 | 98.9 | 19.5 |
| یوروصکوک بانڈز | 0.1 | 32.7 | 32.6 |
| کمرشل قرضے / قرضے (ایل ٹی) | 55.7 | 90.2 | 34.5 |
| کثیر الفریقی (ایس ٹی) | 27.3 | 13.6 | -13.8 |
| ب۔ آئی ایم ایف | 30.9 | 35.7 | 4.8 |
| کُل (اصل رقم + آئی ایم ایف کا قرضہ) | 1,640.2 | 1,854.3 | 214.1 |

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

مزید برآں، ڈالر کے مقابلے میں اہم کرنسیوں کی قدر میں کمی کی بنا پر ہونے والے نوقدرپیمائی فوائد نے ملک کے بیرونی قرضے کی ڈالر مالیت کو مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 436.7 ملین ڈالر گھٹادیا۔ ان فوائد کا تقریباً 77 فیصد زیر جائزہ مدت کے دوران جاپانی ین اور اسپیشل ڈرائنگ رائٹس کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں اضافے کی وجہ سے تھا۔[3]

[3] جاپانی ین اور ایس ڈی آر میں بیرونی قرضہ، مجموعی اسٹاک کا لگ بھگ 38 فیصد تھا اور ان کرنسیوں کی قدر ڈالر کے مقابلے میں بالترتیب 2.8 فیصد اور 0.8 فیصد کم ہوئی جس کے نتیجے میں آخر ستمبر 2018ء میں بیرونی قرضے کی ڈالر مالیت میں کمی آئی۔

### بیرونی قرضے کی واپسی بڑھ گئی

مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی کی نسبت مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کے بیرونی قرضے کی واپسی 214.1 ملین ڈالر بڑھ گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ زیر جائزہ مدت میں قرضوں کی واپسی اور سودی ادائیگیوں دونوں میں تقریباً ایک جیسا اضافہ دیکھا گیا(**جدول 4.11**)۔ قرضوں کی واپسی میں اضافہ کثیر فریقی، دوطرفہ اور قلیل مدت قرضے کی بلند قسطوں کی وجہ سے ہوا۔ دوسری جانب بلند سودی ادائیگی کا بنیادی سبب بینچ مارک ریٹ (یعنی لائبور) میں اضافہ تھا۔

# 5 بیرونی شعبہ

## 5.1 مختصر جائزہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن مشکلات کا شکار رہا کیونکہ تیل کی عالمی قیمتوں میں خاصے اضافے کی وجہ سے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد پہلی مرتبہ ملکی درآمدات کی ادائیگیاں چار ارب ڈالر کی حد عبور کر گئیں۔ اس کے باعث غیر توانائی درآمدات میں کمی، برآمدات میں مسلسل نمو اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں نمایاں اضافے کے فوائد بڑی حد تک زائل ہوگئے۔ اس کے نتیجے میں اگرچہ جاری حسابات کا خسارہ دو سال میں پہلی مرتبہ تھوڑا سا کم ہوا، پھر بھی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 3.6 ارب ڈالر کی اونچی سطح پر رہا (**جدول 5.1**)۔

**جدول 5.1: پاکستان کی ادائیگیوں کے توازن**

ملین امریکی ڈالر

| | پہلی سہ ماہی م س 18ء | پہلی سہ ماہی م س 19ء | مطلق تبدیلی |
|---|---|---|---|
| **جاری کھاتے کا توازن** | -3,761 | -3,622 | 139 |
| تجارتی توازن | -7,314 | -7,848 | -534 |
| برآمدات | 5,679 | 5,897 | 218 |
| درآمدات | 12,993 | 13,745 | 752 |
| تیل | 2,945 | 4,130 | 1,185 |
| غیر تیل | 10,048 | 9,615 | -433 |
| خدمات کا توازن | -1,276 | -904 | 372 |
| بنیادی آمدنی کا توازن | -1,057 | -1,098 | -41 |
| ضمنی آمدنی کا توازن | 5,886 | 6,228 | 342 |
| کارکنوں کی ترسیلات | 4,790 | 5,420 | 630 |
| **سرمایہ کھاتے کا توازن** | 107 | 103 | -4 |
| **مالی کھاتے کا توازن** | -1,870 | -2,391 | -521 |
| براہ راست سرمایہ کاری کی آمد | 765 | 439 | -326 |
| جزدانی سرمایہ کاری کی آمد | -126 | -185 | -59 |
| دیگر سرمایہ کاری | -1,205 | -2,086 | -881 |
| خالص واجبات | 817 | 1,700 | 883 |
| عام سرکاری | 126 | 1,561 | 1,435 |
| بینک | 333 | 73 | -260 |
| نجی (علاوہ از بینک) | 358 | 65 | -293 |
| **اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر** | | | |
| **(مدت کے اختتام پر)** | 13,857 | 8,409 | -5,449 |
| **زرمبادلہ کے مجموعی ذخائر (مدت کے اختتام پر)** | 19,775 | 14,921 | -4,854 |
| **پاکستانی روپے کی در میں اضافہ (+)/کمی (-) فیصد میں** | -0.53 | -2.21 | - |

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

دستیاب مالی رقوم کی آمد سے اس خسارے کی محض جزوی مالکاری کی جاسکتی تھی کیونکہ بیرونی سرمایہ کاری گذشتہ برس کی سطح پر نہ رہ سکی۔ حتیٰ کہ واجبات کے لحاظ سے صرف سرکاری قرض گیری نے تھوڑا سہارا دیا، کیونکہ بینکوں اور غیر مالی نجی شعبے کی بیرونی قرض گیری ختم ہوگئی تھی۔ لہٰذا مالی رقوم کی آمد میں کمی کی وجہ سے بقیہ خسارہ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر سے

پورا کیا جاتا تھا، جو سہ ماہی کے دوران 1.4 ارب ڈالر کم ہوئے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران شرح مبادلہ بھی دباؤ کا شکار رہی اور اس میں 2.2 فیصد کی تخفیف ہوئی۔

سہ ماہی کے دوران ادائیگیوں کے توازن پر جاری دباؤ سے قطع نظر چند ابھرتے ہوئے رجحانات کو مدِ نظر رکھنا اہم ہے کیونکہ معیشت اب استحکام کے مرحلے میں داخل ہو رہی ہے۔ اوّل، جیسا کہ حکومت نے ترقیاتی اخراجات میں کمی کر دی ہے اور چین پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) کے کچھ منصوبے پایۂ تکمیل تک پہنچ رہے ہیں، اس لیے بجلی پیدا کرنے والی اور برقی مشینری کی درآمدات دھیمی رہیں۔ درحقیقت مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں مشینری سے متعلق ادائیگیوں میں کمی نے غیر تیل درآمدی اخراجات کی تخفیف میں بڑا کردار ادا کیا۔ اسی طرح نان فائلرز کے کاریں خریدنے پر پابندی عائد ہونے کی وجہ سے ملک میں کاروں کی فروخت میں کمی کی طرح مکمل ساختہ یونٹ کی درآمدات میں بھی کمی آئی، الگ الگ پرزوں کی شکل میں ہونے والی درآمدات کی نمو بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی۔ مزید برآں، درآمدی حجم میں وسیع البنیاد کمی سے پتہ چلتا ہے کہ پالیسیوں میں حصولِ استحکام اور طلب میں کمی کی غرض سے کی گئی مجموعی تبدیلی سے مطلوبہ نتائج سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں، جس کی عکاسی شرح مبادلہ میں ردوبدل، پالیسی ریٹ میں 200 بی پی ایس اضافے، تیل کی قیمتوں کے اضافے کو ملکی قیمتوں میں شامل کرنے، ترقیاتی اخراجات میں کمی اور کسٹم ڈیوٹی میں اضافے اور صارفی درآمدات کی بڑی تعداد پر نقد مارجن عائد کیے جانے، وغیرہ سے ہوتی ہے۔

دوم، تناسباتِ تجارت میں بگاڑ سے ملک کے بیرونی کھاتے کو دھچکا لگا ہے۔ خصوصاً، پاکستان کی اہم درآمدات کی فی یونٹ قیمتیں، پیٹرولیم اور اس کی مصنوعات کی قیمتوں میں اس سال خاصا اضافہ ہو گیا ہے، جبکہ اہم برآمدات بالخصوص، گارمنٹس، گندم، باسمتی چاول، اور چینی کی قیمتوں میں کمی آ گئی ہے (**شکل 5.1**)۔ برآمدات کے سلسلے میں زرمبادلہ کی وصولیوں کی نمو گذشتہ برس کی 12.4 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں محض 3.8 فیصد رہ گئی، کیونکہ متعدد اجزا کی فی یونٹ قیمت میں کمی نے برآمدی حجم کی نمو کے ثمرات جزوی طور پر زائل کر دیے۔ دوسری جانب سہ ماہی کے دوران توانائی کی درآمدی ادائیگیاں گذشتہ چار برسوں میں بلند ترین سطح یعنی 4.1 ارب ڈالر تک جا پہنچیں۔ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تیل کی عالمی قیمتیں اوسطاً 50.9 فیصد بلند ہونے سے توانائی (علاوہ ایل این جی) کی خریداری کے پست حجم کے ساتھ ساتھ غیر توانائی درآمدات میں کمی سے ہونے والی بچت کے ثمرات مکمل طور پر زائل ہو گئے۔

سوم، ملک کے لیے نجی مالی رقوم کا حصول قدرے دشوار ہو چکا ہے، کیونکہ جلد تکمیل کو پہنچنے والے منصوبوں کے باعث خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (زیادہ تر چین سے) میں 42.6 فیصد تخفیف ہو چکی ہے، اس کے ساتھ ساتھ شعبہ بجلی کی نجی فرموں کی طرف سے

**شکل 5.1: پاکستان کے اہم درآمدی اور برآمدی اجزا کی تفصیلات**

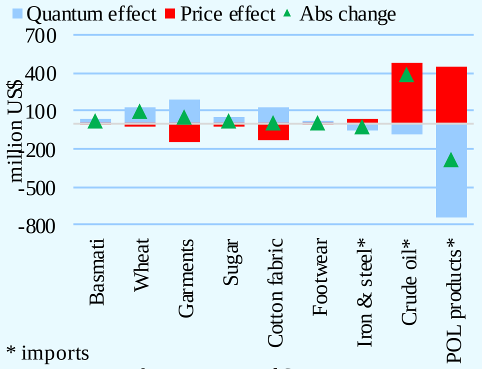


* imports
Data source: Pakistan Bureau of Statistics

بیرونی قرض گیری میں کمی واقع ہوئی۔[1] مزید برآں، اس برس جزدانی سرمایہ کاری سے رقوم کا انخلا بھی بڑھا۔ ایسے حالات میں ادائیگیوں کے توازن کی مالکاری کے انتظام کی ذمہ داری کا زیادہ بوجھ سرکاری وسائل پر پڑ رہا ہے ۔ یہاں بھی بین الاقوامی مالی اداروں کی فنڈنگ آتی نظر نہیں آرہی، چنانچہ پاکستان کا بیرونی حکومتوں سے فنڈنگ پر انحصار بڑھ رہا ہے۔

اس لیے، مختصراً، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں زرمبادلہ کے ذخائر میں تخفیف اور بیرونی قرض گیری تک محدود ملکی رسائی کے باعث بیرونی زدپذیری بڑھ گئی ہے۔ ستمبر کے اختتام تک اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر 8.4 ارب ڈالر کی سطح تک پہنچ گئے، جس سے درآمدات کی ادائیگی کی سکت دوماہ سے بھی کم رہ گئی تھی۔ یہ ایسے وقت میں ہوا ہے جب جغرافیائی سیاست اور امریکہ اور چین کے مابین تجارتی تناؤ اجناس کی قیمتوں پر اثرانداز ہورہا ہے اور پاکستانی برآمدات کے حوالے سے چند اہم مقامات کے طلبی تحرکات کو غیر یقینی صورتِ حال سے دوچار کررہا ہے (جیسا کہ **باکس 5.1** تذکرہ موجود ہے)۔ لہٰذا زرمبادلہ کے ذخائر کی مضبوطی اہمیت اختیار کرچکی ہے۔ مثبت امر یہ ہے کہ حکومت نے حالیہ دنوں میں سعودی عرب، چین، متحدہ عرب امارات اور ملائیشیا سے تجارت اور سرمایہ کاری کے معاہدے کیے ہیں، اور کچھ ممالک کی جانب سے پہلے ہی قلیل مدتی ادائیگیوں کے توازن کے لیے مالی اعانت مل چکی ہے۔ اس سے قطع نظر بیرونی شعبے کی وسط تا طویل مدتی پائیداری کے حصول کی خاطر کارکردگی اور مسابقت کو مہمیز دینے والی اصلاحات اور معیشت میں محض ذاتی فوائد پر مبنی اقدامات کی حوصلہ شکنی کی ضرورت ہے۔

**باکس 5.1: امریکہ اور چین کے مابین تجارتی تناؤ اور پاکستان کے لیے مواقع اور مشکلات**

امریکہ اور چین کے مابین حالیہ تناؤ اجناس کی قیمتوں میں بڑی حد تک ردوبدل کا موجب بنا اور اس کے باعث عالمی تجارت کے تحرکات میں غیر یقینی کی صورتِ حال بڑھ گئی ہے ۔[2] 2017ء کے دوران عالمی برآمدات میں امریکہ اور چین کا مجموعی حجم 21.8 فیصد اور درآمدات میں 23.5 فیصد تھا۔[3] 2017ء میں ان دو ممالک کے درمیان باہمی تجارت کا حجم 584.8 ارب ڈالر رہا، جو اس برس عالمی تجارت کا 3.3 فیصد حصہ تھا۔

[1] بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں سال بسال بنیاد پر یہ کمی (51.3 فیصد) بڑی حد تک چین سے ہوئی۔ یہ امر چین پاکستان اقتصادی راہداری سے متعلق جلد مکمل ہونے والے توانائی منصوبوں پر پیش رفت کے باعث سامنے آیا، ان منصوبوں میں سے زیادہ تر پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں یا تکمیل کے قریب ہیں۔

[2] مالی سال 19 کی پہلی سہ ماہی میں اب تک آئی ایم ایف، عالمی بینک اور عالمی تجارتی ادارے (ڈبلیو ٹی او) نے عالمی شرح نمو اور تجارتی حجم کی پیش گوئیوں میں کمی کر دی ہے۔

[3] ماخذ: بین الاقوامی تجارتی مرکز

جولائی 2018ء سے امریکہ اور چین کے مابین 360.0 ارب ڈالر کی اشیا کی تجارت پر اضافی ٹیرف عائد کر دیے گئے ہیں، یہ رقم گذشتہ برس دونوں ممالک کے مابین ہونے والی تجارت کا 61.6 فیصد تھی۔ چین کی 260.0 ارب ڈالر کی برآمدات کو امریکہ میں اب بلندتر ٹیرف کا سامنا ہے جس سے چین کو شدید دھچکا لگا ہے، دوسری جانب 100.0 ارب ڈالر کی امریکی برآمدات چین کے جوابی ٹیرف سے متاثر ہو رہی ہیں۔ یہ ٹیرف ان کے علاوہ ہیں جو امریکہ نے مئی 2018ء میں لوہے اور فولاد کی تمام مصنوعات پر عائد کیے تھے۔

اضافی ٹیرف عائد ہونا پاکستان کو چند دلچسپ مواقع کے ساتھ ساتھ کچھ مشکلات پیدا کرنے کا باعث بنا۔ مثبت امر یہ ہے کہ کلیدی غذائی اجزا– جیسے چاول، سمندری غذا اور سویابین (بیج اور تیل دونوں)–توجہ کا مرکز بن گئے ہیں، جو پاکستان کو اپنا تجارتی خسارہ کم کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ دوسری طرف امریکہ کی جانب سے حالیہ مہینوں میں ٹیرف عائد ہونے کے بعد لوہے اور فولاد کی قیمتوں کی تغیر پذیری پاکستانی نکتہ نظر سے مشکلات کا باعث ہے۔

## پاکستان کی برآمدات پر اثرات

ان دو ممالک کی جانب سے جن ہزاروں اجزا پر اضافی ٹیرف عائد کیے گئے ہیں، ان میں پاکستان کی برآمدات کے حوالے سے مصنوعات کی تین اقسام اہمیت کی حامل ہیں: یعنی سمندری غذا، چاول اور کپاس (خام کپاس، کپڑا اور دھاگہ)۔ بالخصوص، ٹیرف عائد ہونے کے بعد اب سمندری غذا کی امریکی برآمدات چین کے لیے خاصی مہنگی ہو گئی ہیں، بالکل اسی طرح کہ جیسے چاول اور کپاس کی چینی برآمدات امریکہ کے لیے مہنگی ہوئیں۔

**سمندری غذا:** چین سمندری غذائی اجزا کا ایک بڑا عالمی درآمد کنندہ ہے اور 2017ء میں اس نے امریکہ سے مجموعی طور پر اپنی سمندری غذائی ضروریات کا 16.3 فیصد (مالیت 1.3 ارب ڈالر) درآمد کیا۔ چین زیادہ تر لوبسٹر، اوئسٹر، فلیٹ فش اور سارڈینز درآمد کرتا ہے - اب ان سب پر اضافی ٹیرف لاگو ہیں، اور یہ سب پاکستان بھی برآمد کرتا ہے۔ مالی سال 18ء میں پاکستان کی جانب سے دنیا بھر میں ان مخصوص مصنوعات کی برآمدات کا حجم 338.9 ملین ڈالر رہا اور مالی سال 18ء میں سمندری غذائی اجزا کی مجموعی ملکی برآمدات میں ان کا حصہ 75.1 فیصد رہا۔ جیسا کہ سمندری غذائی اجزا کی امریکی برآمدات اب چین کے لیے خاصی مہنگی ہو چکی ہیں، اس لیے پاکستانی برآمد کنندگان چینی منڈی میں اپنا برآمدی حجم بڑھا سکتے ہیں۔

## پاکستان کی درآمدات پر اثرات

اگرچہ پاکستان سویابین کی قیمتوں میں منقسم رجحانات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے لیکن تجارتی تناؤ کے باعث اس کی لوہے اور فولاد کی درآمدات کو دباؤ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

سویابین: چین دنیا میں سویابین کا سب سے بڑا درآمد کنندہ ہے، اور امریکہ، برازیل کے بعد اس جنس کا دوسرا سب سے بڑا پیداکار اور برآمد کنندہ ہے۔ یہ امر اہم ہے کہ سویابین امریکہ کا چین کو برآمد کیا جانے والا سب سے بڑا واحد جز ہے، 2017ء میں امریکہ نے جتنا بھی سویابین برآمد کیا، اس کا 56.9 فیصد چین کو بھیجا اور امریکہ کی چین کو کل برآمدات میں سویابین کا حجم 9.4 فیصد تھا۔

ان تحرکات کے پیشِ نظر جولائی 2018ء میں جب کہ چین نے جوابی ٹیرف کا پہلا مرحلہ نافذ کیا تو سویابین اس کا ہدف بننے والے ابتدائی اجزا میں شامل تھا۔ پھر چین نے سویابین کی طلب برازیل اور ارجنٹائن سے پوری کرنا شروع کر دی۔ اس کے نتیجے میں برازیل اور ارجنٹائن کی سویابین کی برآمدی قیمتیں بڑھ گئیں، جبکہ ٹیرف

**شکل 5.1.1: سویابین کے برآمدی نرخوں کا فرق**

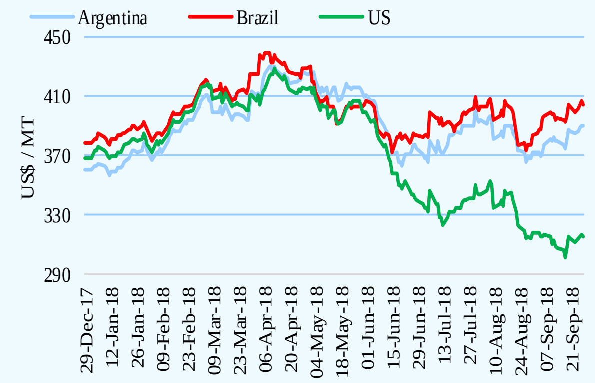

Data source: USDA

کے نافذ العمل ہونے کے بعد امریکی برآمدات کی قیمتیں کم ہوگئیں (**شکل 5.1.1**)۔ اس سے پاکستان میں خوردنی تیل کی ملوں کو یہ موقع ملا ہے کہ وہ امریکہ سے خریداری کرکے بلحاظِ مالیت سویا بین اور اس کے بیج کی درآمدات میں کمی لاسکیں، جہاں اس کی قیمتیں کم ہورہی ہیں۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ پہلے ہی سے اس تبدیلی کے وقوع پذیر ہونے کی علامات ظاہر ہورہی ہیں۔ سویا بین (بیج اور تیل دونوں) کے حوالے سے پاکستان کا برازیل سے مجموعی درآمدی حجم مالی سال 17ء کے 58.4 فیصد سے کم ہوکر مالی سال 18ء میں 49.5 فیصد رہ گیا، جبکہ امریکہ سے درآمدات کا حصہ 32.1 فیصد سے بڑھ کر 45.4 فیصد ہوگیا۔ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ 19-2018ء میں اس کا تخمینہ شدہ ذخیرہ ریکارڈ بلند سطح پر پہنچ جانے کی وجہ سے امریکہ میں اس کی قیمتیں کم سطح پر رہیں گی تو امریکہ سے سویابین کی درآمدات بڑھانے سے پاکستان کو زرمبادلہ کی مزید بچت ہوگی۔[4] مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس تحرک کے سبب پاکستان میں سویابین کی درآمد میں بھی مدد ملی، کیونکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں زیرِ جائزہ سہ ماہی کے دوران درآمدی یونٹ مالیت 20.3 فیصد کم تھی۔

**لوہا اور فولاد:** جب سے لوہے اور فولاد کی قیمتیں امریکی ٹیرف کی زد میں آئی ہیں تب سے ان کی قیمتیں تغیر پذیر ہوگئی ہیں۔ یہ ٹیرف دو مرحلوں میں لاگو ہوئے۔ پہلے مرحلے کے دوران مئی 2018ء میں امریکہ نے اپنی لوہے اور فولاد کی 44.0 فیصد درآمدی مصنوعات پر اضافی ٹیرف عائد کیے۔ اس ٹیرف سے چین کے بجائے خاص طور پر امریکہ کے پڑوسی اور اتحادی ممالک (بالخصوص کینیڈا، میکسیکو، جنوبی کوریا اور جاپان) متاثر ہوئے۔ تاہم برآمدی کوٹے پر متفق ہونے کے بعد ان میں سے چند ممالک کو ٹیرف سے استثنا مل گیا۔ اگرچہ چین مجموعی طور پر امریکہ کو لوہے اور فولاد کی مصنوعات برآمد کرنے والا سب سے بڑا برآمد کنندہ ہے، تاہم اس کا حصہ ان مصنوعات میں بہت کم ہے جنہیں اضافی ٹیرف کا سامنا ہے (**جدول 5.1.1**)۔

ستمبر 2018ء میں تجارت مخالف اقدامات پورے زور و شور سے جاری رہے، اس موقع پر امریکہ نے چین سے لوہے اور فولاد کی درآمدی مصنوعات کے بڑے حصے (49.1 فیصد) کو ہدف بنایا (جو پہلے کے ٹیرف میں شامل نہیں تھا)، اور اس پر اضافی ٹیرف عائد کیے۔ چین، امریکہ کو ان مصنوعات کا سب سے بڑا واحد برآمد کنندہ تھا اور جنوری تا ستمبر 2018ء کے دوران اس کا منڈی میں حصہ 27.0 فیصد رہا۔

چین میں فولاد کی قیمتیں بھی پیچیدہ صورتِ حال کی تصویر کشی کرتی ہیں۔ 2018ء کی پہلی ششماہی کے دوران قیمتیں گر رہی تھیں کیونکہ اس بابت غیر یقینی صورت

4 امریکی محکمہ زراعت کے مطابق امریکہ میں ستمبر 2019ء تک سویابین کے ذخائر دگنے سے زائد ہوکر 885.0 ملین بشل تک جا پہنچنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے، جبکہ ستمبر 2018ء میں اس کی پیداوار 438.0 ملین بشل رہی تھی۔ اس فصل میں بڑی حد تک اضافہ علاوہ از چین بڑھتی ہوئی عالمی طلب اور ذخائر میں تخمینے کے مطابق بڑھنے کے باعث ہوا۔

جدول 5.1.1: امریکہ کی لوہے اور فولاد کی تمام مصنوعات پر ٹیرف کا نفاذ ہو رہا ہے

| | مالیت (امریکی ملین ڈالر) | | نمو (فیصدی تبدیلی، سال بسال) | | حصص (فیصد) | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | 2017ء | جون تا ستمبر 2018ء | 2017ء | جون تا ستمبر 2018ء | 2017ء | جون تا ستمبر 2018ء |
| کینیڈا | 5,152.2 | 1,654.7 | 27.6 | -3.4 | 18.2 | 18.1 |
| جنوبی کوریا | 2,790.9 | 692.1 | 18.9 | -36.6 | 9.9 | 7.6 |
| میکسیکو | 2,411.5 | 861.3 | 26.9 | -0.7 | 8.5 | 9.4 |
| برازیل | 1,869.2 | 934.3 | 55.6 | 40.8 | 6.6 | 10.2 |
| جاپان | 1,653.4 | 522.6 | 0.9 | -12.8 | 5.9 | 5.7 |
| جرمنی | 1,506.8 | 500.4 | 17.5 | -8.2 | 5.3 | 5.5 |
| روس | 1,387.4 | 398.6 | 107.2 | -30.5 | 4.9 | 4.4 |
| چین | 1,001.7 | 254.4 | 8.4 | -30.8 | 3.5 | 2.8 |
| دیگر | 10,466.4 | 3,331.1 | 39.9 | -15.0 | 37.1 | 36.4 |
| **کُل** | **28,239.4** | **9,149.5** | **31.4** | **-11.5** | - | - |

اعداد و شمار کا ماخذ: امریکی محکمۂ مردم شماری

حال تھی کہ امریکہ کس حد تک تحفظِ تجارت کے اقدامات کرے گا۔ مزید یہ کہ اس برس چینی معیشت میں سرگرمیاں ماند پڑنے سے، جس سے فولاد کی طلب متاثر ہوئی ہے، قیمتوں میں مزید کمی ہوئی۔ تاہم اگست 2018ء سے چینی فولاد کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں (**شکل 5.1.2**)، اس کی جزوی وجہ سردی کے مہینوں میں فولاد کی پیداوار میں متوقع کمی ہے کیونکہ چین خطرناک گیسوں کا اخراج محدود اور اسموگ پر قابو پانے کے لیے کوشاں ہے۔

**شکل 5.1.2: چین اور امریکہ میں کولڈ رولڈ کوائل کی قیمتوں کے رجحانات (امریکی ڈالر فی میٹرک ٹن)**

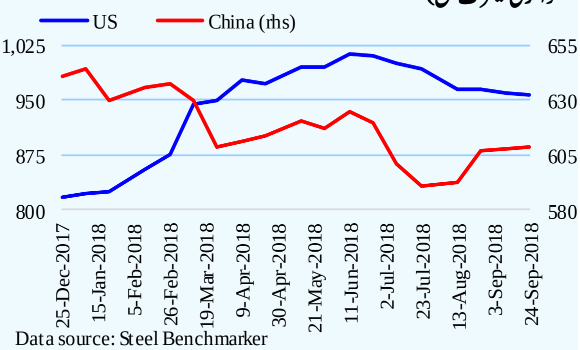


Data source: Steel Benchmarker

اس تمام غیر یقینی صورتِ حال نے پاکستان کے لیے مشکلات پیدا کر دی ہیں، کیونکہ ملک میں درآمدی لوہے اور فولاد (اسکریپ اور تیار مصنوعات دونوں) کی یونٹ مالیت خاصے اتار چڑھاؤ کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اگرچہ پاکستان اپنا زیادہ تر فولاد چین سے درآمد کرتا ہے مگر اس کے فولاد کی درآمدی یونٹ مالیت میں کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ تاہم، پاکستان نے اپنی معیشت کو استحکام دینے کی کوششیں کی ہیں، جس کے نتیجے میں مجموعی معاشی سرگرمیوں میں سُست روی پیدا ہوئی، اور اسی بنا پر پہلے ہی لوہے اور فولاد کی درآمدی مصنوعات کی طلب کم ہو چکی ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ان اجزا کی درآمدات کا حجم سال بسال بنیاد پر پہلے ہی 10.1 فیصد کم ہو چکا ہے۔

## 5.2 جاری کھاتہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں مشینری کی گرتی ہوئی طلب کے ساتھ ساتھ حال ہی میں حکومت کی جانب سے طلب کو کم کرنے کے اقدامات کے باعث درآمدی ادائیگیوں کی نمو رک گئی۔ اس کے ہمراہ کارکنان کی ترسیلاتِ زر اور برآمدات میں مستحکم اضافے سے جاری

کھاتے کے خسارے میں سال بسال بنیاد پر 3.7 فیصد کی کمی واقع ہوئی، جو گذشتہ 10 سہ ماہیوں میں پہلی مرتبہ ہونے والی کمی تھی (**شکل 5.2**)۔

اگست اور ستمبر کے مہینے میں اس جدت طرازی کا مشاہدہ کیا گیا؛ جولائی 2018ء میں جاری کھاتے کا خسارہ 2.1 ارب ڈالر کی سطح پر جا پہنچا تھا، کیونکہ اس ماہ ملک نے تیل کی خریداری کے بقایا جات کی ادائیگی کی تھی۔ اس ماہ کے دوران تیل کی ادائیگیاں سال بسال بنیاد پر 69.6 فیصد اضافے سے 1.8 ارب ڈالر ہو گئی تھیں، ایک ماہ کی یہ بلند ترین سطح ہے۔

**شکل 5.2: جاری کھاتے کے خسارے میں نمو (سال بسال)**

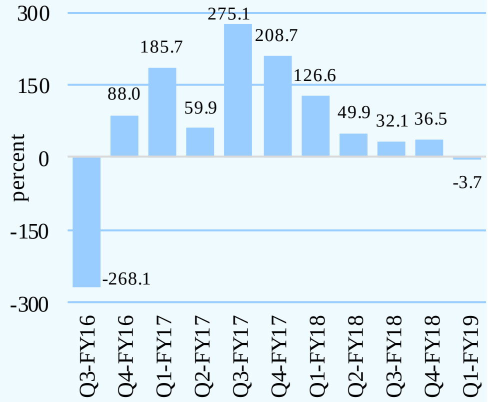


Data source: State Bank of Pakistan

**جدول 5.2: پاکستان کی خدمات میں تجارت**

ملین امریکی ڈالر

| | پہلی سہ ماہی میں مالیت | | | نمو (فیصد) | |
|---|---|---|---|---|---|
| | م س 17ء | م س 18ء | م س 19ء | م س 18ء | م س 19ء |
| برآمدات | 1,204 | 1,312 | 1,290 | 9.0 | -1.7 |
| درآمدات | 2,366 | 2,588 | 2,194 | 9.4 | -15.2 |
| تجارتی توازن | -1,162 | -1,276 | -904 | 9.8 | -29.2 |

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

### خدمات کا کھاتہ[5]

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں خدمات کے کھاتے کا خسارہ 29.2 فیصد کم ہو کر 0.9 ارب ڈالر رہ گیا۔ باوجود اس کے کہ خدمات کی برآمدات میں 1.7 فیصد کمی ہوئی لیکن خدمات کی درآمدات کے لیے ادائیگیوں میں 15.2 فیصد کمی کے سبب خدمات کے کھاتے کا خسارہ نسبتاً قابو میں رہا (**جدول 5.2**)۔

**جدول 5.3: پہلی سہ ماہی کے دوران کلیدی خدمات کی درآمدات**

| | م س 17ء | م س 18ء | م س 19ء |
|---|---|---|---|
| ٹرانسپورٹ | 907 | 946 | 864 |
| سفری | 590 | 611 | 418 |
| ٹیلی کام، کمپیوٹر، اطلاعی | 111 | 119 | 112 |
| دیگر کاروبار | 430 | 536 | 527 |
| حکومتی | 119 | 158 | 119 |
| دیگر | 209 | 218 | 154 |
| **کُل** | **2,366** | **2,588** | **2,194** |

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

اہم امر یہ ہے کہ خدمات کی درآمدات میں کمی وسیع البنیاد تھی، کیونکہ ٹرانسپورٹ، سفر اور حکومتی خدمات کی درآمدات ان سب میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی (**جدول 5.3**)۔ ٹرانسپورٹ کے زمرے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اشیا کے درآمدی حجم میں کمی کی وجہ سے باربرداری کی

[5] اس سیکشن میں کیا جانے والا تجزیہ اسٹیٹ بینک کی جانب سے مرتب کردہ اعداد و شمار کی بنیاد پر کیا گیا۔ یہ اعداد و شمار بی پی ایم 6 (ای بی او ایس-2010ء) کی درجہ بندی کے مطابق اور ایم ایس آئی ٹی ایس-2010ء سے ہم آہنگ ہیں۔

خدمات میں 20.0 فیصد کمی ہوئی۔ اس کے بر خلاف مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدات کی باربرداری میں 26.9 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔

جدول 5.4: پہلی سہ ماہی میں کارکنوں کی ترسیلاتِ زر بلحاظِ خطہ

ملین امریکی ڈالر

| | م س17ء | م س18ء | م س19ء |
|---|---|---|---|
| مجموعی | 4,740 | 4,790 | 5,420 |
| خلیج تعاون کونسل | 2,975 | 2,869 | 2,985 |
| سعودی عرب | 1,324 | 1,228 | 1,263 |
| متحدہ عرب امارات | 1,076 | 1,078 | 1,196 |
| خلیج تعاون کونسل کے دیگر ممالک | 576 | 563 | 526 |
| علاوہ از خلیج تعاون کونسل | 1,766 | 1,921 | 2,434 |
| برطانیہ | 550 | 643 | 759 |
| امریکہ | 613 | 626 | 828 |
| یورپی یونین | 123 | 160 | 166 |
| دیگر | 480 | 492 | 681 |

اعدادوشمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

اس کے ساتھ ساتھ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بیرونِ ملک سفری خدمات میں 31.6 فیصد کمی ہوئی جس کی وجہ بالخصوص شہریوں کی جانب سے بیرون ملک سیاحت اور تعلیمی اخراجات پورے کرنے کی غرض سے زرمبادلہ کی خریداری تھی۔ جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس میں 3.5 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں حج کا دورانیہ بھی شامل ہے جب عموماً عمرے اور دیگر مذہبی سرگرمیاں کم ہو جاتی ہیں۔ مزید برآں، روپے کی قدر میں تخفیف کے بعد بلند سفری لاگت سے بھی ان خدمات کی طلب میں کمی آسکتی ہے۔

شکل 5.3: ترسیلاتِ زر اور شرح مبادلہ کا اتار چڑھاؤ

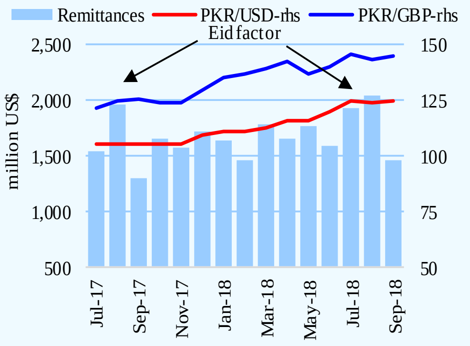


Data source: State Bank of Pakistan

## کارکنان کی ترسیلاتِ زر

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کارکنان کی ترسیلات میں 13.2 فیصد کا نمایاں اضافہ ہوا اور پہلی مرتبہ کسی سہ ماہی میں رقوم کی آمد 5.0 ارب ڈالر کی حد عبور کر گئی۔

ترسیلاتِ زر میں نمایاں اضافہ خلیج تعاون کونسل کے رکن ممالک کے علاوہ ریاستوں خصوصاً امریکہ اور برطانیہ سے ہوا (**جدول 5.4**)۔ اسے کئی عوامل سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اوّل، ترقی یافتہ ممالک کی معاشی سرگرمیوں میں اضافے سے ہو سکتا ہے کہ وہاں مقیم پاکستانیوں کو سہولت ملی ہو، اس لیے انہوں اپنے اہل خانہ کو زیادہ رقوم بھیجیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عموماً عید الاضحیٰ سے پہلے کے مہینوں میں عام طور پر رقوم کی آمد میں اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ بیرونِ ملک مقیم پاکستانی قربانی کے جانوروں کی خریداری کے لیے اپنے گھروں پر رقوم بھیجتے ہیں (**شکل 5.3**)۔

**شکل 5.4: خلیج تعاون کونسل کے رکن ممالک اور سعودی عرب سے آنے والی ترسیلاتِ زر**

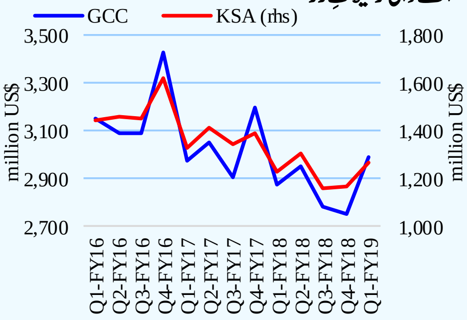


Data source: State Bank of Pakistan

اہم امر یہ ہے کہ عمومی طور پر اس سہ ماہی میں خلیج تعاون کونسل کے رکن ممالک اور خصوصی طور پر سعودی عرب سے آنے والی ترسیلاتِ زر تھوڑی سی بڑھیں، جو محض وقتی ہو سکتا ہے۔ چونکہ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں ان خطوں سے آنے والی ترسیلاتِ زر میں کبھی کبھار اضافے جبکہ بالعموم کمی کا رجحان رہا ہے (**شکل 5.4**)۔ تاہم مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں خلیج تعاون کونسل اور سعودی عرب سے آنے والی رقوم میں بالترتیب 4.0 فیصد اور 2.8 فیصد اضافہ ہوا۔ ممکن ہے کہ حالیہ مہینوں کے دوران خطے میں پاکستانی کارکنوں کی ملازمتوں کے خاتمے کی رفتار کم ہو گئی ہو، جس کے باعث خلیج تعاون کونسل کے ممالک سے آنے والی ترسیلاتِ زر میں کمی کے بعد اضافے کا آغاز ہو گیا ہو۔ تاہم ابھی یہ دیکھنا ہو گا کہ آیا یہ معکوس رجحان آگے چل کر جاری رہے گا یا نہیں۔

کارکنوں کی ترسیلاتِ زر پاکستان کے مستقل تجارتی خسارے کی مالکاری کا کلیدی ذریعہ رہی ہیں۔ یہ امر مزید اہم ہے کہ اس کے نتیجے میں ادائیگی اور نہ ہی کوئی واپسی کی ذمہ داری جنم لیتی ہے۔ عموماً، ایسے واجبات جاری کھاتے کے توازن کو دباؤ میں رکھتے ہیں، بالخصوص جب تجارتی خسارہ بڑھ جائے۔ یہ امر باعثِ حیرت نہیں کہ حکومت ملک میں ترسیلاتِ زر کے بہاؤ کو سہارا دینے کے لیے پُرعزم ہے۔ **باکس 5.2** میں پاکستان میں ترسیلاتِ زر کی آمد میں سہولت کی غرض سے حکومت اور اسٹیٹ بینک کے متعدد اقدامات کی تفصیلات موجود ہیں۔

**باکس 5.2: کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں اضافے کے لیے حکومتی معاونت**

گذشتہ دو برسوں سے تیل کی پست قیمتوں اور خلیجی ممالک کی جانب سے قومیانے کی پالیسیوں اور مالیاتی یکجائی کے اقدامات کے سبب ترسیلاتِ زر دباؤ کا شکار رہی ہیں۔

چونکہ کارکنوں کی ترسیلاتِ زر پاکستان کے ادائیگیوں کے توازن کو سہارا دینے کا ایک کلیدی ذریعہ رہی ہیں، اس لیے حکومت نے ملک میں ان رقوم کی آمد بڑھانے کی غرض سے اپنی کوششیں تیز کر دی ہیں۔ اس ضمن میں پاکستان کو قطر کی جانب سے ایک لاکھ پاکستانی کارکنوں کو ملازمتیں دینے کے اعلان پر جلد عملدرآمد کی توقع ہے۔[6] مزید برآں، حکومت کی تجویز کے بعد سعودی عرب پاکستانی کارکنوں کے لیے ویزہ فیس کم کرنے پر رضامند ہو گیا ہے۔ اس اقدام سے سعودی عرب میں

[6] وزیر اعظم آفس کی جانب سے 19 اکتوبر 2018ء کو جاری کردہ پریس ریلیز۔ http://www.pmo.gov.pk/news_details.php?news_id=897
مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں پہلے ہی روزگار کے لیے قطر جانے والے پاکستانیوں کی تعداد میں سال بسال بنیاد پر 80.6 فیصد اضافہ دیکھا گیا ہے۔ (ماخذ: بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ)۔

پاکستانی کارکنوں کی تعداد بڑھے گی۔ مزید برآں، حکومت پاکستانی کارکنوں، بالخصوص مشرقِ وسطٰی میں مقیم افراد کا سروے کر رہی ہے تاکہ ان کی آرا کی مدد سے ملک میں ترسیلاتِ زر بھیجنے کے عمل میں مزید سہولتیں اور مراعات دی جاسکیں۔

حکومت کے ساتھ اسٹیٹ بینک نے بھی سمندر پار پاکستانیوں کو ترسیلاتِ زر قانونی ذرائع سے بھیجنے کے حوالے سے مراعات دینے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔

- اسٹیٹ بینک نے مجاز ڈیلروں (بینکوں) کو یہ اجازت دیدی ہے کہ وہ غیر ملکی کرسپانڈنٹ اداروں کے ذریعے کاروبار تا صارف (بی ٹو سی)، اور صارف تا کاروبار (سی ٹو بی) لین دین موجودہ یا نئی ملکی ترسیلاتِ زر ایجنسی بندوبست کے تحت کریں۔
- کاروبار تا صارف لین دین میں کوئی بھی فرد فری لانس اور اطلاعی خدمات کی فراہمی کے عوض ماہانہ 1500 ڈالر تک وصولی کا مجاز ہے۔ کمپیوٹر اور اطلاعی خدمات کے علاوہ خدمات فراہم کنندگان کو ماہانہ 1500 ڈالر تک وصولی کی اجازت ہے۔ اب انفرادی پنشنرز بھی ترسیلاتِ زر کی مد میں ماہانہ ڈھائی لاکھ روپے تک وصول کرسکتے ہیں۔
- دریں اثنا، سمندر پار پاکستانی صارف تا کاروبار لین دین میں یوٹیلیٹی بلز، ہائر ایجوکیشن کمیشن سے توثیق شدہ اداروں کی فیسیں، بیمہ پریمیمز اور سپر اسٹورز اور کریڈٹ کارڈز کے چارجز کی براہِ راست ادائیگی کرسکتے ہیں۔ سمندر پار پاکستانیوں کو معروف رئیل اسٹیٹ بلڈرز / ڈویلپرز اور ہاؤسنگ سوسائٹیوں سے رہائشی اور کمرشل پلاٹوں، گھروں، فلیٹوں کی خریداری کے لیے بھی رقوم کی ترسیل اجازت دی گئی ہے۔ تاہم کسی انٹرپرائز میں ایکویٹی شراکت کی غرض سے ترسیلاتِ زر کو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔
- مزید برآں، حکومت نے ترسیلاتِ زر وصول کرنے والے موبائل والٹ صارفین کی مراعات بڑھادی ہیں، اب ان صارفین کو ایک امریکی ڈالر کی ترسیل پر دو روپے تک کا موبائل ایئر ٹائم حاصل ہوگا، قبل ازیں ایک روپے کا ایئر ٹائم دیا جاتا تھا۔ اسی طرح وہ ایکسچینج کمپنیاں اور بینک جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 15.0 فیصد زائد ترسیلاتِ زر ملک میں لائے، انہیں بھی ہر اضافی ڈالر پر ایک روپیہ اضافی ملے گا۔

### بنیادی آمدنی

مالی سال 19ء کے دوران بنیادی آمدنی خسارہ 3.9 فیصد اضافے کے ساتھ 1.1 ارب ڈالر ہوگیا۔ یہ امر سودی ادائیگیوں میں 30.0 فیصد اضافے اور ملک میں کام کرنے والی بیرونی فرموں کی جانب سے منافع اور منافع منقسمہ کو واپس لے جانے میں ہونے والی 17.5 فیصد نمو کے باوجود ہوا (**شکل 5.5**)۔ تاہم، خام تیل کی خریداری میں نفع کی واپسی 64.6 فیصد کم ہوئی، جس کے سبب سودی ادائیگیوں اور منافع کی واپسی میں ہونے والے بھرپور اضافے کے اثرات زائل ہوگئے۔

**شکل 5.5 : بنیادی آمدن کھاتے سے رقوم کا انخلا**

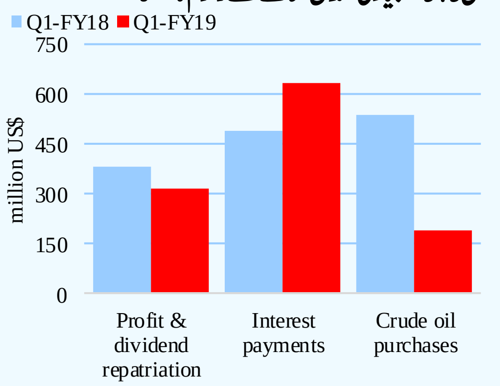


Data source: State Bank of Pakistan

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں غیر ملکی کمپنیوں نے خام تیل کی خریداری پر 190.0 ملین ڈالر کا منافع واپس بھیجا، جو گذشتہ برس کے 537.0 ملین ڈالر سے خاصا تھا۔ سہ ماہی کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت کے حجم میں کمی کی وجہ سے منافع کی واپسی میں بھی کمی واقع ہوئی۔

**جدول 5.5: پاکستان میں خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (بلحاظِ شعبہ)**

| | م س 18ء | | | | م س 19ء |
|---|---|---|---|---|---|
| ملین (امریکی ڈالر) | پہلی سہ ماہی | دوسری سہ ماہی | تیسری سہ ماہی | چوتھی سہ ماہی | پہلی سہ ماہی |
| تعمیرات | 124.8 | 226.1 | 176.0 | 181.6 | 180.2 |
| بجلی | 205.3 | 406.6 | 111.3 | 273.9 | 74.7 |
| مالی کاروبار | 190.1 | 86.0 | 85.0 | 39.1 | 50.1 |
| ذخائر کی تلاش اور پیداوار | 52.8 | 53.9 | 46.2 | 39.6 | 35.4 |
| ادویہ سازی | 0.8 | 1.2 | 12.1 | 1.1 | 26.4 |
| ٹیکسٹائلز | 10.8 | 15.0 | 10.8 | 13.1 | 4.7 |
| ٹیلی مواصلات | 62.8 | -78.0 | 3.2 | 112.1 | -48.6 |
| دیگر | 118.0 | 156.1 | 191.5 | 163.3 | 116.6 |
| **کُل** | **765.2** | **867.0** | **636.0** | **823.8** | **439.5** |

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

### 5.3 مالی کھاتہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں مالی کھاتے میں رقوم کی آمد 27.9 فیصد اضافے سے 2.4 ارب ڈالر ہوگئی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران 1.9 ارب ڈالر موصول ہوئے تھے۔ یہ تمام اضافہ بیرونی قرضوں / واجبات کے باعث ہوا کیونکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں نہ صرف بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کم ہوئی بلکہ جزدانی سرمایہ کاری سے رقوم کا انخلا بھی بلند رہا۔

<u>بیرونی براہ راست سرمایہ کاری</u>

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان میں آنے والی خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری 42.6 فیصد کم ہوئی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ چین پاک اقتصادی راہداری کے تحت کئی جلد مکمل ہونے والے منصوبے تکمیل کے قریب ہیں، توانائی کے شعبے میں چین سے آنے والی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں سُست روی آئی ہے۔ تاہم مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تعمیراتی شعبے میں چینی سرمایہ کاری بڑھی، اور اس کے نتیجے میں چین، سہ ماہی کے دوران 64.0 فیصد کی خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے ساتھ، بدستور پاکستان میں سب سے بڑا سرمایہ کار ملک بنا رہا (**جدول 5.5**)۔

چین سے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے سلسلے میں چین پاکستان اقتصادی راہداری سے متعلقہ رقوم کی آمد کے علاوہ کوئی اور اہم سرگرمی دیکھنے میں نہیں آئی۔ گذشتہ دو برسوں میں پاکستان کے اندر سی پیک کے علاوہ جو سرمایہ کاری ہوئی وہ زیادہ تر چند غیر برآمدی اشیا سازی کے شعبوں میں مرتکز رہی ہے، جیسے، توانائی، تعمیرات، مالی کاروبار، تیل و گیس کی تلاش، ٹیلی کمیونیکیشن اور غذا۔ درحقیقت، گذشتہ پانچ برسوں میں پاکستان کو جو سالانہ اوسط براہ راست بیرونی سرمایہ کاری موصول ہوئی، اس میں سے 80.6 فیصد ان ہی چھ شعبوں میں گئی۔ اس کے برخلاف اسی عرصے میں ٹیکسٹائلز اور چمڑے کی مصنوعات جیسے کلیدی برآمدی شعبوں میں اوسطاً صرف 1.3 فیصد

خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ہوئی۔ لہٰذا ٹیکسٹائلز اور چمڑے کی مصنوعات جیسے برآمدی اشیا سازی کے شعبوں میں بیرونی سرمایہ کاری کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اس سے ملکی برآمدات کو تقویت دینے میں مدد مل سکتی ہے۔[7]

**شکل 5.6: ڈالر اشاریے اور ایم ایس سی آئی اشاریہ برائے ابھرتی ہوئی منڈیوں کے رجحانات**

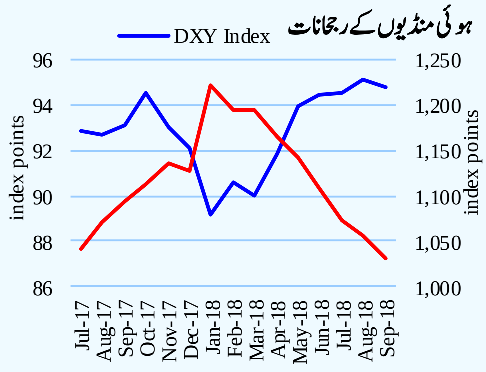


Data source: Bloomberg

## بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جزدانی سرمایہ کاری کا خالص انخلا بلند یعنی 185.0 ملین ڈالر رہا، جبکہ گذشتہ برس اسی عرصے کے دوران اس کا حجم 126.0 ملین ڈالر رہا تھا۔ یہ انخلا مکمل طور پر نجی سرمایہ کاری کے باعث ہوا۔

فیڈرل ریزرو کی جانب سے زری سختی کے بعد حالیہ دنوں میں اہم کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر مستحکم ہوئی، جس کے باعث عالمی فنڈ منیجرز نے اپنی جزدانی صورتِ حال کی دوبارہ تطبیق کی۔ اس کے سبب دنیا بھر کی ابھرتی ہوئی ایکویٹی منڈیوں سے جزدانی سرمایہ کاری کا انخلا ہوا (**شکل 5.6**)۔

**شکل 5.7: پاکستانی ایکویٹی میں بیرونی سرمایہ کاری اور پاکستان اسٹاک ایکس چینج کی کارکردگی**

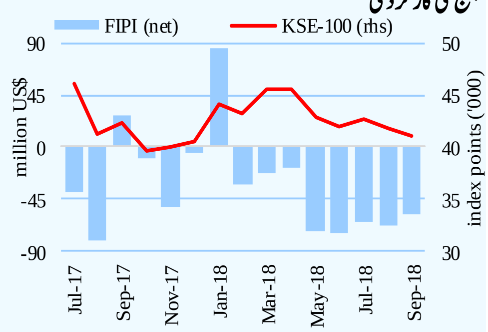


Data source: NCCPL & Pakistan Stock Exchange

اسی طرح پاکستان میں بھی ایکویٹی منڈی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دباؤ میں رہی، اور گذشتہ برس 90.6 ملین ڈالر کی خالص فروخت کے مقابلے میں اس سال خالص بیرونی فروخت کا حجم 189.0 ملین ڈالر رہا (**شکل 5.7**)۔ عالمی عوامل کے علاوہ جن کے باعث نجی ایکویٹی کا انخلا ہوا، ملکی عوامل جیسے کمزور معاشی اظہاریوں (خصوصاً بیرونی کھاتے کی صورتِ حال) کی وجہ سے غیر یقینی صورتِ حال کی بنا پر سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال نہ ہو سکا۔

7 وزارتِ تجارت 'تجارت سے متعلق سرمایہ کاری پالیسی فریم ورک 23-2015ء' کے مسودے کے مطابق پاکستان میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں ہونے والی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کارکردگی میں بہتری لانے کے بجائے منڈی میں حصہ بڑھانے تک محدود رہی، حالانکہ کارکردگی میں اضافہ برآمدی شعبوں کی مسابقت بڑھانے میں مددگار ہو سکتا تھا۔

آگے چل کر بھی سرکاری سطح پر رقوم کی آمد کا بیرونی جزدانی رقوم کی آمد پر غالب رہنے کا امکان ہے، کیونکہ حکومت مالی سال 19ء کے دوران بین الاقوامی سرمایہ منڈی میں بانڈز کے اجرا سے 3.0 ارب ڈالر کے حصول کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔[8]

شکل 5.8: خالص بیرونی قرضوں کی آمد

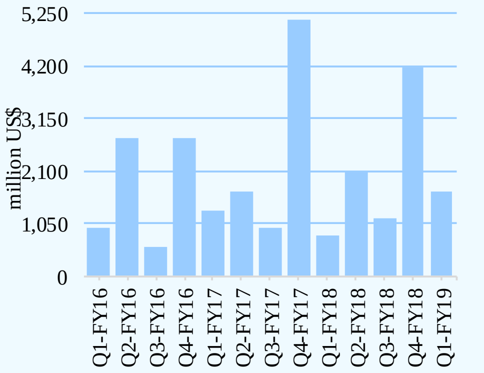


Data source: State Bank of Pakistan

واجبات کی خالص ذمہ داری

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں زرمبادلہ واجبات کی خالص آمد 1.7 ارب ڈالر رہی، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے کے 0.8 ارب ڈالر کے دگنے سے بھی زیادہ ہے (**شکل 5.8**)۔

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حکومت کے قلیل مدتی قرضوں کی واپسی اس کے قرضوں کی تقسیم سے بھی متجاوز ہوگئی۔ تاہم حکومت نے طویل مدتی قرضوں کی مد میں 2.0 ارب ڈالر حاصل کیے جس سے جاری کھاتے کے خسارے کو جزوی طور پر کم کرنے میں بڑی مدد ملی۔

### 5.4 شرح مبادلہ اور زرمبادلہ کے ذخائر

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں 1.4 ارب ڈالر کی تخفیف ہوئی۔ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں یہ تخفیف قدرے کم ہے، جب جاری کھاتے کے خسارے کی 50.0 فیصد مالکاری زرمبادلہ کے ذخائر سے کی گئی تھی۔

شکل 5.9: چند ایشیائی ملکوں کے زرمبادلہ کے ذخائر اور ڈالر کے مقابلے میں ان کی شرح مبادلہ (جولائی تا ستمبر 2018ء)

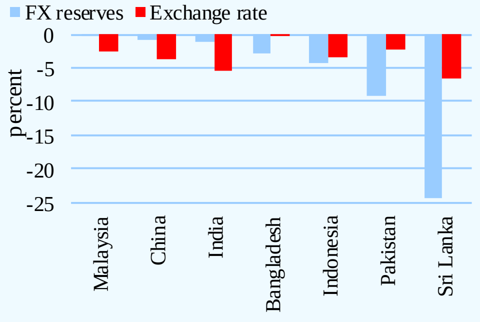


Data source: Haver Analytics, State Bank of Pakistan

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ کے سبب ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں کمی کا سلسلہ جاری رہا، جو 2.2 فیصد رہی۔ تاہم روپے کی قدر میں یہ تخفیف

[8] ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن۔

گذشتہ سہ ماہی (مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی) کے مقابلے میں کم رہی جب پاکستان روپے کی قدر 4.9 فیصد تک گری تھی۔ یہ امر اہم ہے کہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران نہ صرف روپے کی قدر کم ہوئی بلکہ متعدد ابھرتی ہوئی منڈیوں کی کرنسیوں (اور زرمبادلہ کے ذخائر) کی قدر بھی ڈالر کے مقابلے میں بڑی حد تک کم ہوئی (**شکل 5.9**)۔

**شکل 5.10: روپے کی حقیقی مؤثر شرح مبادلہ اور اس کے اجزا میں تبدیلی**

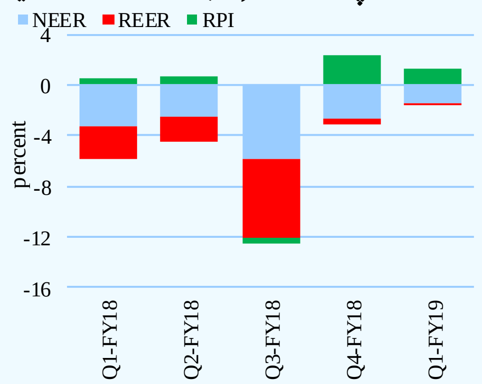


Data source: State Bank of Pakistan

مزید برآں، ملک میں مہنگائی بڑھنے کی وجہ سے زیادہ تر وہ ممکنہ مسابقتی فوائد بھی حاصل نہ ہو سکے جو پاکستان کرنسی کی قدر میں تخفیف سے حاصل کر سکتا تھا۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں ملک کی حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں فیصد 0.04 کی تھوڑی سی کمی سے اس امر کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف ابھرتی ہوئی منڈیوں کی حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں بڑی حد تک تخفیف ہوئی (**شکل 5.10**)۔ یہ بات یاد رکھنا اہم ہے کہ مالی سال 18ء کے دوران پاکستان کی حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں خاصی زیادہ یعنی 11.0 فیصد کمی ہوئی تھی، جبکہ دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کی حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں تھوڑی سی تخفیف ہوئی تھی۔

## 5.5 تجارتی کھاتہ[9]

گذشتہ 11 سہ ماہیوں تک مسلسل بڑھنے کے بعد مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کا تجارتی خسارہ سال بسال بنیاد پر 2.5 فیصد کم ہو کر 8.8 ارب ڈالر رہ گیا۔ اس کمی کا منبع درآمدات کی نمو میں سُست روی تھی (توانائی کی درآمدات میں قیمتوں کے باعث ہونے والے اضافے کو مشینری کی درآمدات میں کمی نے جزوی طور پر زائل کر دیا) اس کے ساتھ برآمدات میں مسلسل اضافے سے بھی مدد ملی۔

**شکل 5.11: حجم اور قیمتوں کا درآمدی مالیتوں کی تبدیلی میں کردار**

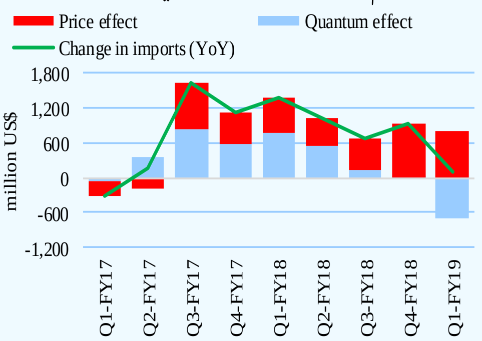


*excluding LNG
Data source: Pakistan Bureau of Statistics

[9] یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے فراہم کردہ کسٹمز اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سیکشن کی معلومات سیکشن 5.1 میں اسٹیٹ بینک کے رپورٹ کردہ اعداد و شمار سے میل نہ کھائیں۔ اعداد و شمار کے ان سلسلوں میں فرق کو سمجھنے کے لیے براہ کرم ضمیمے میں اعداد و شمار کی توضیح ملاحظہ فرمائیے۔

سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے اخراجات کے کمی اور سی پیک کے جلد مکمل ہونے والے بجلی کے منصوبوں کی تکمیل کے باعث بجلی کی پیداوار اور برقی آلات کی درآمدات میں کمی آئی ہے، جبکہ وسیع تر معاشی سرگرمیوں میں سُست روی کے ساتھ شرح مبادلہ میں ردوبدل اور طلب کم کرنے کے دیگر اقدامات کی وجہ سے توانائی اور غیر توانائی درآمدات دونوں میں کمی آئی (شکل 5.11)[10] اس کے نتیجے میں دونوں کی درآمدات کے حجم میں کمی واقع ہوئی۔

شکل 5.12: پاکستان کی تجارت کے تناسبات میں سال بسال تبدیلی

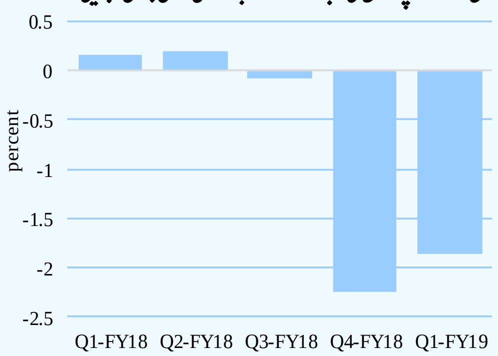


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

تاہم، پست درآمدی حجم سے زرمبادلہ کے ذخائر کی جو ممکنہ بچت ہوئی تھی، اسے تیل کی بلند عالمی قیمتوں نے مکمل طور پر زائل کر دیا، جو گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اوسطاً 50.9 فیصد بلند رہیں۔ برآمدی اکائی قیمتیں بھی نا موافق سمت کی جانب گامزن رہیں۔ اگرچہ گذشتہ برس کے مقابلے میں متعدد مصنوعات کا برآمدی حجم بلند رہا، تاہم پست یونٹ قیمتوں نے برآمدی آمدنی کی نمو کو دھیما کر دیا۔[11]

چنانچہ مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی میں پاکستان کے تناسباتِ تجارت میں ابتری کا جو رجحان شروع ہوا، اس کے تسلسل کے سبب مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بھی تجارتی خسارہ بلند رہا (شکل 5.12)۔ آگے چل کر اگر یہ رجحان جاری رہا تو پھر مجموعی طور پر برآمدات کی حالیہ نمو کا تسلسل قائم رکھنا دشوار ہو جائے گا۔ اسی طرح مستقبل قریب میں زرعی برآمدات پر زرِاعانت کا برقرار رہنا بھی ملک کی برآمدی کارکردگی کا تعین کرے گا۔

شکل 5.13: برآمدی نمو میں شعبہ جاتی حصہ

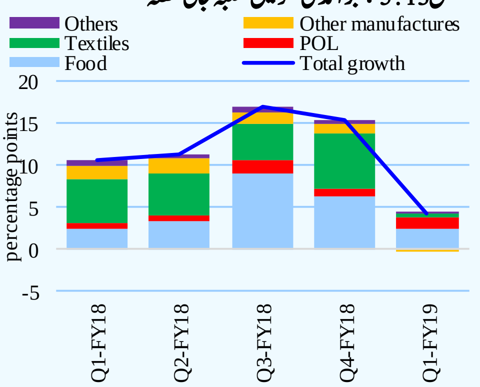


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

10 مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور گاڑیوں کی فروخت اور ٹرانسپورٹ اینڈھن کی فروخت میں کمی ملکی معاشی سرگرمیوں میں بالعموم سُست روی کا موجب بنے۔

11 یہ ممکن ہے کہ کچھ برآمد کنندگان کو، بالخصوص ملبوسات کے، امریکہ جیسی مسابقتی منڈی میں اپنا حصہ برقرار رکھنے کے لیے منافع کی شرح میں کمی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو۔ اس کے نتیجے میں ان کی برآمدات کی اکائی مالیت کم ہو جائیگی۔

ایسا اس لیے ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں برآمدی نمو بڑی حد تک غذائی گروپ کی مرہونِ منت رہی–بالخصوص گندم اور چینی (**شکل 5.13**)، اور ان دونوں اجزا پر زرِ اعانت دیا گیا تھا۔ چینی کی برآمدات پر زرِ اعانت پہلے ہی واپس لے لیا گیا ہے، اور یہ بات غیر یقینی ہے کہ آیا پاکستانی برآمد کنندگان اپنے تئیں بین الاقوامی منڈی میں مسابقت سے نبرد آزما ہو سکیں گے یا نہیں۔

**شکل 5.14: پاکستان کی برآمدی مالیت میں سالانہ نمو**

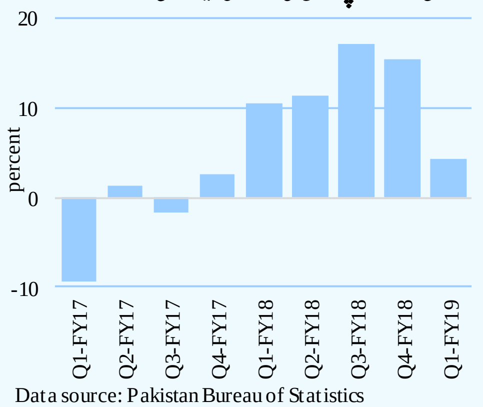


## برآمدات

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کی برآمدی نمو کا سلسلہ چھٹی سہ ماہی تک دراز ہو گیا، اس کی مالیت 4.2 فیصد بڑھ کر 5.4 ارب ڈالر ہو گئی۔ تاہم گذشتہ چند سہ ماہیوں کے مقابلے میں شرح نمو میں کمی آئی ہے (**شکل 5.14**)۔ اس کی بڑی وجہ پست اکائی قیمتوں کے باعث ٹیکسٹائل برآمدات میں خاصی کمی آنا تھی۔ تاہم پاکستان اس حوالے سے کوئی انوکھا ملک نہیں ہے، کیونکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں اس سہ ماہی کے دوران کئی ابھرتی ہوئی منڈیوں کی برآمدی نمو بھی کمی کا شکار ہوئی ہے (**شکل 5.15**)۔ پاکستان کو جو بات دیگر ممالک سے منفرد بناتی ہے وہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں معتدل برآمدی نمو اور حقیقی معنوں میں کرنسی کا مستحکم رہنا ہے۔ دوسری جانب ابھرتی ہوئی منڈیوں کی برآمدی نمو میں کمی آنے کے باوجود ان کی حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں بھی خاطر خواہ تخفیف ہوئی (**سیکشن 5.5**)۔

**شکل 5.15: بڑی ابھرتی ہوئی معیشتوں کی برآمدی کارکردگی**

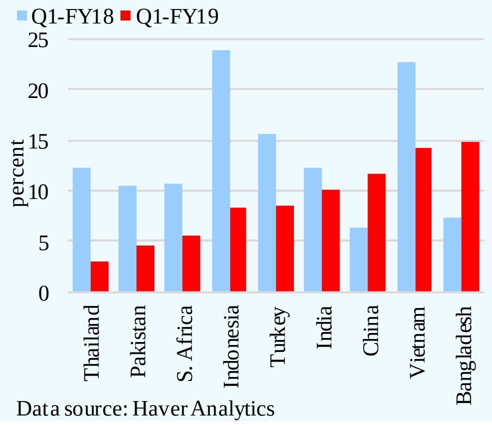


### اکائی مالیت میں کمی کے باعث ٹیکسٹائل برآمدات جامد ہوگئیں

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی ٹیکسٹائل برآمدات سال بسال بنیاد پر 0.6 فیصد اضافے سے 3.3 ارب ڈالر ہو گئیں جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس میں 7.9 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ تیار ملبوسات اور خام کپاس دونوں گذشتہ برس کی اچھی کارکردگی کی وجہ بنے تھے تاہم اس برس ان دونوں میں کمی آئی، اس کے باعث تقریباً گذشتہ دو برسوں میں مجموعی ٹیکسٹائل برآمدات کی نمو کم ترین سطح پر آ گئی۔ اس سے قطع نظر تیار ملبوسات کی برآمدات میں کمی مکمل طور پر پست اکائی

قیمتوں کی وجہ سے آئی تھی، جس نے بر آمدی حجم میں اضافے کے اثر کو پوری طرح زائل کر دیا۔ یورپی یونین کے مقابلے میں امریکہ تیار ملبوسات کی بر آمدات میں ابتری کی بنیادی وجہ بنا تھا۔

پاکستانی بر آمد کنند گان امریکی منڈی میں اپنا حصہ بڑھانے میں ناکام رہے۔ گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں امریکہ کی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی درآمدات میں بلند شرح سے اضافہ ہوا (**جدول 5.6**)، کیونکہ وہاں مضبوط معاشی نمو اور پست بے روزگاری کے سبب صارفین کو زائد خرچ کرنے کی ترغیب ملی۔ [12] اگرچہ مصنوعی ریشے کے ملبوسات کی درآمدی طلب کی نمو گذشتہ برس کی طرح جاری رہی تاہم سوتی ملبوسات میں معکوسیت کا رجحان دیکھا گیا۔ (**جدول 5.7**) یہ امر مصنوعی ریشے کے ملبوسات کی قیمتوں میں اضافے کے ردِ عمل میں سامنے آیا، جو پولیسٹر اور دیگر انسانی ساختہ مصنوعی ریشوں کی قیمتوں میں اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔

**جدول 5.6: پہلی سہ ماہی میں امریکہ کی اہم ممالک سے ٹیکسٹائل اور ملبوسات کا مجموعی درآمدی حجم**

فیصد

| | نمو | | حصہ | |
|---|---|---|---|---|
| | م س 18 | م س 19ء | م س 18ء | م س 19ء |
| بنگلہ دیش | 1.4 | 3.7 | 3.1 | 3.0 |
| کمبوڈیا | 4.3 | 8.6 | 1.7 | 1.7 |
| چین | 5.4 | 4.9 | 52.7 | 52.4 |
| جرمنی | -16.5 | 26.9 | 0.7 | 0.8 |
| بھارت | 5.8 | 10.9 | 7.2 | 7.6 |
| انڈونیشیا | -9.3 | -3.9 | 2.2 | 2.0 |
| اٹلی | -7.5 | 22.1 | 0.4 | 0.5 |
| پاکستان | 8.3 | -0.9 | 3.6 | 3.3 |
| ترکی | 2.7 | 7.5 | 1.1 | 1.2 |
| ویت نام | 7.8 | 5.6 | 7.1 | 7.1 |
| امریکہ کی مجموعی درآمدات | 3.2 | 5.6 | – | – |

اعداد و شمار کا ماخذ: دفتر ٹیکسٹائل و ملبوسات

امریکہ کی بلند درآمدات کے باوجود پاکستان کی مجموعی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی بر آمدات اس کا فائدہ نہ اٹھا سکیں اور بلحاظ حجم سال بسال بنیاد پر اس میں 0.9 فیصد کمی واقع ہوئی۔ یہاں تک کہ سوتی ملبوسات کے زمرے میں بھی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کے بر آمدی حجم کی نمو گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی، باوجود اس کے کہ زیر جائزہ سہ ماہی کے دوران سوتی ملبوسات کی امریکی درآمدات میں دوبارہ اضافہ ہوا تھا۔[13]

[12] مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران امریکہ میں کپڑوں اور ان سے منسلکہ مصنوعات کی خردہ فروخت میں سال بسال بنیاد پر 5.4 فیصد کا اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس میں 1.1 فیصد اضافہ ہوا تھا (ماخذ: امریکی دفتر مردم شماری)۔

[13] پاکستانی بر آمد کنند گان شاید یورپی یونین تک ڈیوٹی فری رسائی کے حصول پر زیادہ توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں۔

دوسری جانب پاکستان کی غیر سوتی ملبوسات کی امریکہ کو برآمدات میں بلحاظ حجم 14.6 فیصد کمی ہوئی، کیونکہ پولیسٹر اسٹیپل ریشے (پی ایس ایف) کی مقامی کرنسی میں بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے برآمد کنندگان کے لیے لاگت کو قابو میں رکھنا مشکل ہوگیا تھا۔ پولیسٹر اسٹیپل ریشے کی قیمتیں چین اور بھارت کے مقابلے میں پاکستان میں زیادہ تیزی سے بڑھیں جس کے باعث پاکستان برآمد کنندگان کے لیے اپنے حریفوں سے مسابقت کرنا مشکل ہوگیا(**شکل 5.16**)۔

جدول 5.7 : پہلی سہ ماہی میں امریکہ کی اہم ممالک سے سوتی ملبوسات کا مجموعی درآمدی حجم

فیصد

| | نمو | | حصہ | |
|---|---|---|---|---|
| | م س18ء | م س19ء | م س18ء | م س19ء |
| بنگلہ دیش | -3.2 | 5.8 | 11.3 | 11.8 |
| کمبوڈیا | 8.3 | 21.2 | 3.6 | 4.3 |
| چین | -3.0 | -1.5 | 32.5 | 31.6 |
| بھارت | 3.0 | 4.9 | 5.7 | 5.9 |
| انڈونیشیا | -4.3 | 0.3 | 4.3 | 4.3 |
| پاکستان | 5.2 | 2.0 | 4.0 | 4.0 |
| ترکی | 11.3 | -1.8 | 0.3 | 0.3 |
| ویتنام | 5.0 | 0.2 | 12.6 | 12.5 |
| امریکی درآمد | -2.8 | 1.1 | - | - |

اعداد و شمار کا ماخذ: دفترِ ٹیکسٹائل وملبوسات

**شکل 5.16: بلحاظِ مقامی کرنسی پی ایس ایف کی قیمتوں میں نمو**

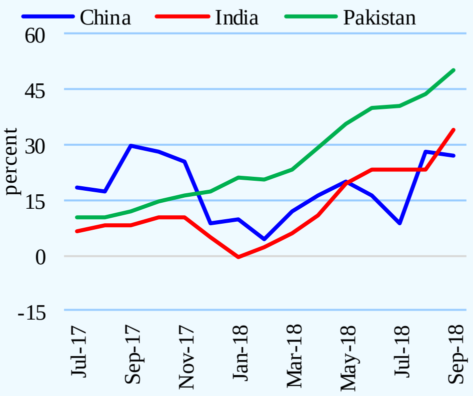


Dara source: Emerging Textiles & SBP

اس کے ساتھ ساتھ ٹیکسٹائل اور ملبوسات کے حوالے سے امریکہ کے درآمدات کے ذرائع میں بھی بتدریج تبدیلی وقوع پذیر ہورہی ہے، جو پاکستان کے لیے نقصان دہ ہے، اس کی وجہ چین کے ساتھ تناؤ اور ابھرتی ہوئی صارفی ترجیحات دونوں ہیں۔ اوّل، چین کے ساتھ جاری تناؤ کے باعث امریکی خردہ فروشوں کو پست لاگتی پیداکاروں کی تلاش کی ترغیب ملی ہے۔ اس سے مراد ایسے ممالک ہیں جنھیں تجارتی مراعات یا امریکی منڈی تک ڈیوٹی فری رسائی حاصل ہو، جیسے کمبوڈیا۔ ویت نام اور بھارت جیسے رسد کاروں کو بھی فائدہ ہوا ہے۔ پاکستان کو دونوں طرح سے غیر موافق صورتِ حال کا سامنا ہے، کیونکہ اس کی لاگت مائل بہ بلندی ہے اور اسے امریکی منڈی تک ڈیوٹی فری رسائی بھی حاصل نہیں۔ اگرچہ پاکستان امریکی جی ایس پی اسکیم کا استفادہ کنندہ ہے مگر اس کی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی مصنوعات اس اسکیم میں شامل نہیں۔

امریکہ کے مقابلے میں یورپی یونین میں پاکستانی برآمد کنندگان کی کارکردگی خاصی عمدہ رہی، جہاں وہ اپنا حصہ بڑھانے میں کامیاب

رہے (**جدول 5.8**)۔ اگرچہ مالی سال 19 کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی طور پر یورپی یونین کی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی درآمدات کی نمو میں بلحاظِ حجم فی الواقع کمی ہوئی، جو اس بلاک کی جی ڈی پی میں ہونے والی نمو میں اعتدال سے ہم آہنگ ہے، تاہم تمام ملبوسات کے رسد کار اس سے یکساں طور پر متاثر نہیں ہوئے۔[14] درحقیقت وہ ممالک (بنگلہ دیش، پاکستان اور کمبوڈیا) جنہیں یورپی یونین میں ڈیوٹی فری رسائی حاصل ہے، چین اور بھارت کی جگہ ان ممالک کی برآمدات میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ مزید برآں، یورپی یونین کو ویت نام کی برآمدات کا تسلسل بھی قائم رہا کیونکہ دونوں فریقین آزاد تجارت کے معاہدے کی توثیق کے خاصے قریب پہنچ چکے ہیں۔[15]

**جدول 5.8: پہلی سہ ماہی میں یورپی یونین کی اہم ممالک سے ملبوسات کا مجموعی درآمدی حجم**

فیصد

| | نمو | | حصہ | |
|---|---|---|---|---|
| | م س 18ء | م س 19ء | م س 18ء | م س 19ء |
| بنگلہ دیش | 6.5 | 8.2 | 21.6 | 23.6 |
| کمبوڈیا | 14.3 | 12.0 | 4.7 | 5.3 |
| چین | 0.2 | -11.3 | 43.4 | 38.8 |
| بھارت | 0.1 | -5.9 | 4.6 | 4.4 |
| انڈونیشیا | -2.0 | -5.8 | 1.1 | 1.0 |
| پاکستان | 13.4 | 4.7 | 4.1 | 4.4 |
| ترکی | 2.4 | 8.2 | 7.5 | 8.2 |
| ویت نام | 5.5 | 2.3 | 2.9 | 2.9 |
| یورپی یونین کی مجموعی درآمد | 3.9 | -0.8 | - | - |

اعدادوشمار کا ماخذ: یوروسٹیٹ

دریں اثناء، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کی خام کپاس کے برآمدی حجم میں جو 74.0 فیصد کی کمی آئی تھی، اسے 2018-19ء کے فصلی موسم میں متوقع طور پر پست مقامی پیداوار سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جس کے باعث اسپننگ کی صنعت نے برآمدات کے بجائے ملکی استعمال کے لیے کپاس کے ذخائر اکٹھے کیے[16]۔ حقیقتاً کپاس کی برآمدی مالیت میں جو ساری کمی آئی تھی، اس کی وجہ پست حجم تھا کیونکہ گذشتہ برس کے مقابلے میں اکائی قیمتیں تھوڑی سی بلند تھیں۔

امریکہ کے تحرکات میں تبدیلی اور یورپی یونین کی منڈی میں ویت نام کی رسائی میں وسعت سے آگے چل کر پاکستان کے برآمد کنندگان کو سخت صورتِ حال کے سامنے کا امکان ہے۔ اس سے قطع نظر کچھ اور پیش رفتیں بھی ہونے والی ہیں۔ اوّل، ستمبر میں بنگلہ دیش نے

14 مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سال بسال بنیاد پر 28 ملکی یورپی یونین کی حقیقی جی ڈی پی نمو کم ہو کر 1.9 فیصد رہ گئی، جبکہ پچھلی تین سہ ماہیوں کے دوران اس کی اوسط نمو 2.3 فیصد رہی ہے (ماخذ: یوروسٹیٹ)۔

15 ستمبر 2018ء میں عام کیے جانے والے معاہدے کے مسودے کے مطابق یورپی یونین نے ویت نام (ایچ ایس کوڈز 61 اور 62 کے تحت) سے کپڑوں اور ملبوسات کی مصنوعات پر ٹیرف کے فوری یا مرحلہ وار خاتمے کی تجویز دی ہے۔ فی الوقت ان میں سے کچھ مصنوعات پر 12.0 فیصد تک کا ٹیرف عائد ہے۔

16 کاٹن کراپ اسیسمنٹ کمیٹی کے مطابق مقامی کپاس کی بوائی کا ہدف 8.0 فیصد کے فرق سے حاصل نہیں ہو سکا تھا اور اس کمیٹی نے پیداواری ہدف کو 25.0 فیصد تک کم کر کے 10.8 ملین گانٹھیں کر دیا تھا۔

گارمنٹ کے کارکنوں کی کم از کم اجرت میں 51.0 فیصد اضافہ کا اعلان کیا، جس پر جنوری 2019ء سے عملدرآمد ہو گا۔ ان اجرتوں میں آخری مرتبہ اضافہ 2013ء میں کیا گیا تھا۔ اس ملک کی خالص پیداواری لاگت میں اضافے سے پاکستانی برآمد کنندگان کو یہ موقع مل سکتا ہے کہ وہ یورپی یونین میں زیادہ مؤثر انداز میں مقابلہ کریں اور ممکنہ طور پر بنگلہ دیش کی جگہ اس منڈی میں اپنا حصہ بڑھائیں۔ دوم یورپی یونین جولائی 2018ء میں کمبوڈیا میں ہونے والے متنازع انتخابات کے بعد اس ملک کی یورپی یونین کو ڈیوٹی فری رسائی جاری رکھنے کا جائزہ لے رہا ہے۔ اگرچہ اس جائزہ عمل کا حتمی نتیجہ تو غیر یقینی ہے تاہم اگر کمبوڈیا کی یورپی یونین کو گارمنٹس کی برآمدات، جو خاصی تیزی بڑھ رہی ہیں (**جدول 5.8**)، معمول کے ڈیوٹی طریقہ کار کے تحت کر دی جاتی ہے تو پاکستانی برآمد کنندگان کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔

غیر ٹیکسٹائل برآمدات میں غذائی گروپ کو سبقت حاصل ہے

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی غذائی برآمدات 16.7 فیصد اضافے سے 866.3 ملین ڈالر ہو گئیں، اس اضافے میں گندم اور چینی کا مجموعی طور پر 84.5 فیصد حصہ ہے۔ ان دونوں اجناس کی برآمدات میں خاطر خواہ اضافے سے ان کی پست یونٹ قیمتوں کے اثرات زائل ہو گئے کیونکہ برآمد کنندگان اس عرصے کے دوران زرِاعانت سے مستفید ہوتے رہے۔[17] اس سہ ماہی کے دوران چاول کی برآمدات 2.6 فیصد کی تھوڑی سی کمی سے 312.1 ملین ڈالر رہ گئیں۔ باسمتی چاول کے برآمدی حجم میں اضافے سے اس کی یونٹ قیمتوں میں ہونے والی کمی کے اثرات زائل ہو گئے۔ گذشتہ برس کی طرح یورپی ممالک جیسے بلجیم، اٹلی، نیدر لینڈز اور برطانیہ کو چاول کی برآمدات میں بڑی حد تک اضافہ ہوا۔

دیگر مصنوعات میں سیمنٹ کی برآمدات 58.6 فیصد کے سال بسال اضافے سے 77.6 ملین ڈالر ہو گئیں۔ مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی کے دوران ملک کے جنوبی حصے میں سیمنٹ کی اضافی پیداواری استعداد پیدا ہونے کے باعث اس خطے کی فرمیں غیر ملکی خریداروں کو فروخت کے لیے بھرپور انداز سے کوشاں ہیں۔ اس سے قطع نظر محکمہ کسٹمز کے اعداد و شمار اور منڈی کی معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ تیار (پورٹ لینڈ) سیمنٹ کے بجائے کلنکرز کے باعث برآمدی حجم میں اضافہ ہوا۔[18] کلنکرز تھوڑی کم مالیت کی مصنوعہ ہے، جسے سیمنٹ بنانے کے لیے مزید مراحل سے گزارا جاتا ہے۔ پاکستانی فرمیں سیمنٹ کے بجائے اس زمرے میں زیادہ مسابقتی نرخوں کی حامل ہیں، اور یہ بنگلہ

---

17 دلچسپ امر یہ ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گندم کی بین الاقوامی قیمتیں اوسطاً 20.8 فیصد بلند رہنے کے باوجود پاکستانی گندم کی درآمدات کی اکائی قیمتیں سال بسال بنیاد پر 23.3 فیصد کم ہوئیں۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ برآمد کنندگان اپنے اضافی ذخائر کم نرخوں پر فروخت کرنے اور پھر پہلے سے موجود زرِاعانت کی سہولت سے خسارے کی تلافی چاہتے ہوں۔ تاہم مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران چینی کی اوسط بین الاقوامی قیمتیں 21.2 فیصد کم ہوئیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چینی کے برآمدی حجم کو تقویت دینے میں زرِاعانت نے نمایاں کردار ادا کیا۔

18 اسٹیٹ بینک اور پی بی ایس دونوں کے تجارتی اعداد و شمار میں "سیمنٹ" میں پورٹ لینڈ اور کلنکر دونوں شامل ہوتے ہیں۔ پی بی ایس کے مطابق مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کلنکر کا برآمدی حجم گذشتہ برس کی پہلی سہ ماہی کے 2747 میٹرک ٹن کے مقابلے میں خاصا زیادہ یعنی 631673 میٹرک ٹن رہا۔

ڈیش اور کینیا جیسے ملکوں کو کلنکرز برآمد کر رہی ہیں جہاں مقامی کمپنیاں ان سے پورٹ لینڈ سیمنٹ بناتی ہیں۔

شکل 5.17: درآمدی مالیت میں مطلق تبدیلی کی تفصیلات

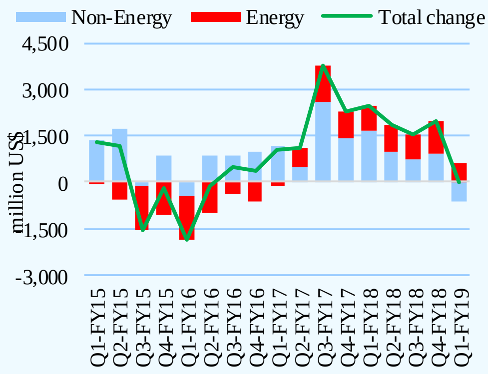


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

### درآمدات

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کی درآمدی نمو (0.04 فیصد) تھوڑی سی کم ہوئی جبکہ گذشتہ برس یہ 21.4 فیصد کے اضافے سے 14.2 ارب ڈالر تک جا پہنچی تھی۔ یہ کمی مکمل طور پر سال بسال بنیاد پر غیر توانائی درآمدات میں 5.3 فیصد کمی کی وجہ سے ہوئی – تین برس میں پہلی مرتبہ اس میں کمی ہوئی (**شکل 5.17**)۔ سہ ماہی کے دوران غیر توانائی شعبے کے تقریباً تمام بڑے زمروں، جس میں مشینری سب سے بڑا زمرہ ہے، کی درآمدات میں کمی واقع ہوئی۔ دوسری جانب تیل کی بلند عالمی قیمتوں کے باعث توانائی کی درآمدات میں بڑی حد تک اضافہ ہوا۔

### توانائی کی درآمدات

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کی توانائی کی درآمدات 8.6 فیصد اضافے سے 3.4 ارب ڈالر تک جا پہنچیں، اس اضافے میں سب سے بڑا حصہ ایل این جی کا ہے۔ دیگر پیٹرولیم مصنوعات کے مقابلے میں ایل این جی درآمدات میں اضافے کی وجوہ بلند قیمتیں اور خریداری کا حجم دونوں ہیں۔ مالی سال 16ء میں جب سے ایل این جی کو ملکی اینڈھن کا حصہ بنایا گیا ہے تب سے ایل این جی نے توانائی، کھاد اور ٹرانسپورٹ (سی این جی) کے شعبوں میں قدرتی گیس اور فرنس آئل کی جگہ لے لی ہے۔ عام صنعتوں، کھاد اور ٹرانسپورٹ کے بعد توانائی کے شعبے میں ایل این جی کے صرف کا بڑا حصہ ہے۔ مزید برآں، حکومت کی جانب سے یہ اعلان کیے جانے کے بعد کہ سردی کے مہینوں میں صنعتوں کو ایل این جی فراہم کی جائے گی، کیونکہ سستی اور ملکی گیس گھریلو صارفین کو مہیا ہو گی، اس لیے آگے چل کر اس کی درآمدات میں مزید اضافہ ہونے کا امکان ہے۔[19]

قیمتوں کے ضمن میں پاکستان زیادہ تر ایل این جی سرکاری معاہدے کے تحت قطر سے درآمد کرتا ہے اور اس کی درآمدی قیمتیں خام تیل سے منسلک ہیں۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں عرب لائٹ کروڈ تیل کی اوسط قیمتیں 75.9 ڈالر فی بیرل رہیں جبکہ گذشتہ برس اس کی

[19] ماخذ: پریس انفارمیشن ڈپارٹمنٹ کی پریس ریلیز بتاریخ 16 اکتوبر 2018ء۔

اوسط قیمت 50.3 ڈالر فی بیرل تھی۔[20] سہ ماہی کے دوران ایل این جی کی درآمد بلحاظِ مالیت دگنی سے زائد ہو کر 939.2 ملین ڈالر ہو گئیں۔

**شکل 5.18: پیٹرولیم مصنوعات کی درآمد و فروخت میں نمو**

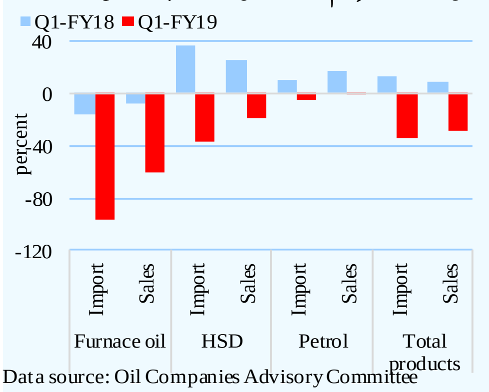


Data source: Oil Companies Advisory Committee

دوسری جانب سہ ماہی کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کا درآمدی حجم 37.0 فیصد کم ہو گیا۔[21] پچھلی سہ ماہیوں کے مقابلے میں صرف فرنس آئل درآمدی مصنوعات کے حجم میں اضافے کا باعث نہیں بنا کیونکہ نقل و حمل کے لیے غیر ملکی ایندھن–جیسے ہائی اسپیڈ ڈیزل (ایچ ایس ڈی)، پیٹرول اور جیٹ فیول - کی خریداری بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی (**شکل 5.18**)۔ ان مصنوعات کی کم درآمدات ان کی فروخت میں کمی سے ہم آہنگ تھیں۔ اگرچہ بجلی کی پیداوار میں فرنس آئل کے استعمال میں کمی کے باعث اس کی درآمدات میں کمی ہونا سمجھ میں آتا ہے، لیکن ٹرانسپورٹ ایندھن کی فروخت اور درآمدات میں کمی آنا ایک دلچسپ امر ہے۔ تاہم کچھ عوامل اس پیش رفت کی وضاحت کرتے ہیں۔

اوّل، اگست میں پیٹرولیم مصنوعات کے غیر معمولی حد تک پست صَرف کی وجہ سے پہلی سہ ماہی میں ان کی فروخت میں کمی آئی۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر توسیعی تعطیلات کے باعث اس مہینے ہائی اسپیڈ ڈیزل کی فروخت میں بھاری کمی جبکہ پیٹرول کی فروخت تھوڑی سی کم ہوئی تھی۔[22] ستمبر کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ تمام ایندھنوں کی فروخت معمول کی سطح پر آ گئی۔ دوم، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملک میں پیٹرول کی پیداوار میں 17.6 فیصد اضافہ ہوا جس سے اس کی درآمدی طلب کم ہو گئی۔ سوم، تیل کی عالمی قیمتوں میں ہونے والے کے اضافے کو ملکی پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمتوں میں منتقل کرنا بھی ان ایندھنوں کی طلب میں کمی کا سبب بنا۔ پیٹرول

---

20 گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاپان میں ایل این جی کی نشانیہ قیمتیں بھی اوسطاً 23.5 فیصد بلند رہیں (ماخذ: ہیور انالیٹکس)۔

21 ماخذ: آئل کمپنیز مشاورتی کمیٹی (او سی اے سی)۔

22 ہائی اسپیڈ ڈیزل کی فروخت اگست 2018ء میں 493941 میٹرک ٹن ہو گئی تھی جو مارچ 2014ء کے بعد اس کی کم ترین سطح ہے۔ اس سے قطع نظر ستمبر 2018ء میں فروخت پھر بڑھ کر 736807 میٹرک ٹن تک پہنچ گئی۔ (آئل کمپنیز مشاورتی کمیٹی)۔

اور سی این جی کا ایک دوسرے کا متبادل بننا بھی ممکن ہے کیونکہ سی این جی کے مقابلے میں پیٹرول کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔[23]

دریں اثنا، فرنس آئل اور ٹرانسپورٹ ایندھن کی طلب دھیمی ہونے سے ریفائنریوں نے خام تیل کی خریداری کم کی، جس کے باعث اس کی درآمدات میں کمی واقع ہوئی۔ لیکن تیل کی عالمی قیمتوں میں ہونے والے اضافے نے خام تیل کے کم درآمدی حجم کے فائدے کو مکمل طور پر زائل کر دیا اور اس عرصے کے دوران درآمدی مالیت میں 48.2 فیصد اضافے کا موجب بنا۔

**شکل 5.19: مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں غیر توانائی درآمدات میں مطلق تبدیلی**

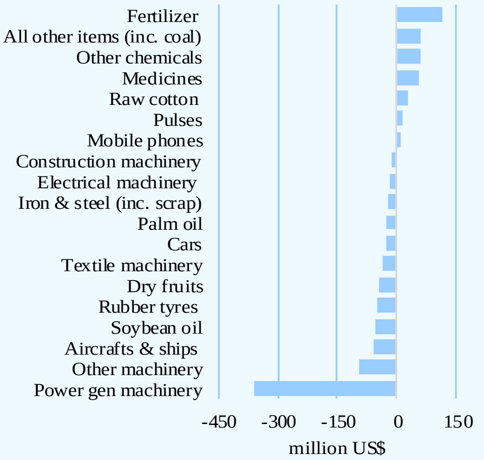


Data source: Pakistan Bureau of Statistics

غیر توانائی درآمدات

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کی غیر توانائی درآمدات کا حجم 10.4 ارب ڈالر رہا، جو مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں 5.3 فیصد کم ہے۔ درآمدات میں اس وسیع البنیاد کمی کی وجہ مشینری کی پست خریداری ہے (**شکل 5.19**)۔ چین پاک اقتصادی راہداری کے متعدد جلد مکمل ہونے والے منصوبوں کی تکمیل سے بیرونِ ملک سے بجلی کی پیداواری اور برقیاتی مشینری کی خریداری میں کمی واقع ہوئی (اس کے ساتھ ساتھ چین سے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں تخفیف ہوئی)۔[24]

اس کے ساتھ ہی سہ ماہی کے دوران ٹرانسپورٹ درآمدات 17.4 فیصد کم ہو کر 790.9 ملین ڈالر رہ گئیں۔ مکمل ساختہ کاروں کی درآمدات میں 35.9 فیصد تخفیف ہوئی کیونکہ 2018-19ء کے میزانیے میں گاڑیوں کی درآمدات پر اضافی کسٹمز ڈیوٹی عائد کی گئی تھی اور حکومت نے نان فائلرز کے گاڑیاں خریدنے پر پابندی کر دی تھی۔ دریں اثنا، بحری جہازوں اور طیاروں کے زمرے کی درآمدات بھی

[23] گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمتوں میں اوسطاً بالترتیب 33.7 اور 41.9 فیصد اضافہ ہوا۔ اس کے برخلاف سی این جی کی اوسط قیمتیں گذشتہ برس کے مقابلے میں اس سال 13.1 فیصد بڑھیں۔ مطلق زمرے میں سی این جی کی اوسط قیمتیں (81.9 روپے) پیٹرول اور اور ہائی اسپیڈ ڈیزل (94.6 روپے اور 111.0 روپے فی لیٹر) سے خاصی پست تھیں۔

[24] تفصیلات کے لیے سیکشن 5.4 ملاحظہ فرمائیے۔

گذشتہ برس سے کم رہیں جس کی بنیادی وجہ پچھلے سال کی پست اساس ہے۔[25]

پام اور سویا بین تیل کی پست بین الاقوامی قیمتوں کے باعث اسے مزید سہارا ملا، جس کے باعث مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں ان دو اجناس کی درآمدی مالیت میں کمی واقع ہوئی۔ پام آئل کی پیداوار کے دوسرے سب سے بڑے پیداکنندہ ملک ملائیشیا میں اس کے ذخائر میں اضافے اور اس کے ساتھ ساتھ ڈالر کے مقابلے میں رنگٹ کی قدر میں کمی کی وجہ سے اس کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی ہوئی۔[26] پست قیمت کے سبب پاکستان میں خوردنی تیل کی ملوں کو بلند مقدار میں خریداری کی ترغیب ملی۔ نتیجتاً، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اگرچہ پام آئل کی خریداری کا حجم 12.8 فیصد بڑھا لیکن اس کی درآمدی مالیت 4.8 فیصد کم ہو کر 485.7 ملین ڈالر ہو گئی۔ اسی طرح پست بین الاقوامی قیمتوں کی وجہ سے سویا بین تیل کی درآمدی مالیت قابو میں رہی اور اس کا درآمدی حجم بھی گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں کم رہا۔

دریں اثنا، سہ ماہی کے دوران لوہے اور فولاد (اسکریپ اور تیار مصنوعات دونوں) کے مجموعی درآمدی حجم میں سال بسال بنیاد پر 5.9 فیصد کی تخفیف ہوئی، جس کی وجہ اس عرصے کے دوران تعمیراتی سرگرمیوں میں عمومی سست روی تھی۔ اس عرصے کے دوران اس کی عکاسی ملکی سیمنٹ کی پست ترسیل اور فولاد کی پیداوار میں کمی سے بھی ہوتی ہے۔[27] پست حجم کے سبب ان اجزا کی درآمدی مالیت گذشتہ برس سے 2.3 فیصد کم رہی۔

دوسری جانب، بالخصوص کوئلے کی وجہ سے غیر توانائی درآمدات کو اضافے کے دباؤ کا سامنا رہا، جسے اسٹیٹ بینک اور پاکستان دفتر شماریات دونوں کے تجارتی اعدادوشمار میں 'تمام دیگر اجزا' کے طور پر درجہ بند کیا جاتا ہے (شکل 5.19)۔ کوئلے کی درآمدات بلند رہیں کیونکہ اپریل 2012ء کے بعد پہلی مرتبہ اس کی بین الاقوامی قیمتیں بلند ترین سطح پر پہنچی تھیں، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کوئلے کی اوسط قیمتوں میں 23.7 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ توانائی اور سیمنٹ کے شعبوں کی جانب سے کوئلے کی طلب مضبوط

[25] مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران طیاروں اور ان کے پرزوں کی درآمدات 74.5 ملین ڈالر تک پہنچ گئی تھیں، جس سے سہ ماہی کے دوران ٹرانسپورٹ کی درآمدات میں اضافہ ہوا تھا۔ محکمہ کسٹمز کے اعدادوشمار کے مطابق مالی سال 19ء کے دوران طیارہ درآمدات کم ہو کر 22.4 ملین ڈالر رہ گئیں۔

[26] جون تا ستمبر 2018ء پام آئل کی قیمتیں 18.8 فیصد کم ہوئیں (ماخذ: بلومبرگ)۔ ستمبر 2018ء میں ملائیشیا کے پام آئل کے ذخائر آٹھ ماہ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئے، پیداوار میں موسمی اضافے کے ساتھ ساتھ برآمدات میں سُست روی ذخائر میں اضافے کی وجہ بنے (ماخذ: یو ایس ڈی اے آئل کارپوریشن تخمینہ، اکتوبر 2018ء)۔

[27] مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں سال بسال بنیاد پر ملکی سیمنٹ کی ترسیل 0.4 فیصد کم ہوئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں ملکی سیمنٹ کی ترسیل میں 21.9 فیصد کا ٹھوس اضافہ ہوا تھا (آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچرز ایسوسی ایشن)۔ دریں اثنا، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملکی فولاد کی پیداوار میں سال بسال بنیاد پر 3.3 فیصد کمی ہوئی، جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس اضافے کی شرح خاصی نمایاں یعنی 48.4 فیصد تھی۔

رہی جس سے درآمدات پر اضافے کا دباؤ مزید بڑھ گیا۔ نتیجتاً، سہ ماہی کے دوران کوئلے کی درآمدی ادائیگیاں سال بسال بنیاد پر 120.1 فیصد کے اضافے سے 464.3 ملین ڈالر تک جا پہنچیں۔[28]

دریں اثنا، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملکی پیداوار میں 5.1 فیصد کمی کی وجہ سے کھادوں کی درآمدات 49.6 فیصد بڑھ کر 344.2 ملین ڈالر تک پہنچ گئی۔ گیس کے رسدی مسائل کے سبب کھاد سازی کے تین پلانٹس میں کام کی بندش ملکی پیداوار میں کمی پر منتج ہوئی۔ آگے چل کر کھاد کی درآمدات بلند رہیں گی کیونکہ حکومت نے موجودہ فصلی موسم کے دوران گیس کی قلت پر قابو پانے کی غرض سے ایک لاکھ میٹرک ٹن کھاد درآمد کرنے کی اجازت دیدی ہے۔[29]

ان اجزا کے ساتھ ساتھ ٹیکسٹائل صنعت کے خام مال کی درآمدات کی طلب بھی مضبوط رہی کیونکہ یہ صنعت اپنی برآمدی نمو کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں ہے۔ پست ملکی پیداوار کی توقعات کے نتیجے میں اس صنعت نے بیرونِ ملک سے خام کپاس درآمد کی، جو 86.4 فیصد کے اضافے سے 65.2 ملین ڈالر تک پہنچ گئی۔ لمبے ریشے کی کپاس، جو بنیادی طور پر برآمدی معیار کے ملبوسات کی تیاری میں استعمال ہوتی ہے، کی درآمدات بھی جاری رہیں۔ اسی موقع پر ٹیکسٹائل صنعت کی جانب سے کپڑا سازی کے بدلتے ہوئے عالمی رجحانات کے اپنانے کی سعی میں اور مصنوعی ریشے اور مصنوعی ریشہ سازی میں استعمال ہونے والے کیمیکلز کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے کا رجحان آنے کے بعد ان اجناس کی درآمدی مالیت میں بھی اضافہ ہوا۔[30]

---

28 مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کوئلے سے بجلی کی پیداوار گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں دگنی سے بھی زائد رہی۔

29 ان درآمدات کی ضرورت ایک ایسے ناموزوں وقت پر بڑھی ہے جب کھاد کی بین الاقوامی قیمتیں تین برس کی بلند ترین سطح پر ہیں۔ گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 19ء کے دوران کھاد اور ڈی اے پی کی اوسط بین الاقوامی قیمتوں میں بالترتیب 31.6 فیصد اور 28.2 فیصد اضافہ ہوا (ماخذ: ہیور انالیٹکس)۔

30 جب غیر ملکی طلب مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل مصنوعات کی جانب منتقل ہوئی تو پاکستان نے سوتی کپڑوں کی پیداوار کیسے جاری رکھی، اس بارے میں مزید تفصیلات کے لیے مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے لیے معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی رپورٹ کا خصوصی سیکشن بعنوان "**برآمدات کی نمو کی رفتار برقرار رکھنے میں مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل کلیدی اہمیت کی حامل ہے**" ملاحظہ فرمائیے۔

# ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال کے لیے اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہوسکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدت کی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left( \frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left( \frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left( \frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں $I_t$ سے مراد سال کے $t^{th}$ مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ

مالکاری اعداد و شمار کا حساب لگاتے وقت قرض گیری کی بینکاری نظام میں حکومت کی امانتوں سے تطبیق کی جاتی ہے، (ii) قرضے کے اسٹاک میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے، اور (iii) مختلف دیگر ملکوں کی باہمی شرح ہائے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بھی امریکی ڈالر کی قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے بیرونی قرضے میں روپے کی قدر پر اثر پڑتا ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) **اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:**

اسٹیٹ بینک سے قرض: **وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے** 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس حکومتی قرض کے طور پر سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اوورڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوورڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی کے ذریعے بھی قرض لیتی ہے۔ صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) **اجناسی مالکاری:** وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

**(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار):** وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

**(ب) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات):** توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات مبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زرمبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک برآمدات اور درآمدات دونوں کو بطور فری آن بورڈ (fob) درج کرتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات کی برآمدات کے اعداد و شمار فری آن بورڈ کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور درآمدات میں کرائے بھاڑے کی لاگت اور بیمہ (cif) شامل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں درآمدی اعداد و شمار میں فرق کوریج کے اختلافات کی بنا پر بھی ہوتا ہے مثلاً اسٹیٹ بینک کے درآمدی اعداد و شمار میں غیر مقیم پاکستانیوں کی ناقابل واپسی سرمایہ کاریاں (NRI)[1]، بیرونی امداد کے تحت ہونے والی درآمدات اور افغانستان سے زمینی درآمدات وغیرہ شامل نہیں کی جاتیں۔ برآمدی اعداد و شمار میں یہ اختلافات اس لیے ہوتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا میں افغانستان کو جانے والی برآمدات، ممکنہ خریداروں کو برآمد کنندگان کی طرف سے بھیجے گئے برآمدی نمونے، ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز کی برآمدات وغیرہ شامل نہیں ہوتیں۔

[1] ناقابل واپسی سرمایہ کاری (NRI) میں ملک سے باہر خریدی گئی مشینری ملک میں لانے والے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے چھوٹی سرمایہ کاریاں اور ڈیوٹی فری شاپس سے کی گئی خریداریاں شامل ہیں۔

## خصوصی سیکشن 1: رئیل اسٹیٹ - اعلان کردہ اصلاحات پر عمل درآمد

رئیل اسٹیٹ کے شعبے میں دستاویزیت کی کمی پر قابو پانے کے لیے اور ٹیکس ادائیگی سے بچنے کی خاطر جائیداد کی خرید و فروخت کا حربہ استعمال کیے جانے کے واقعات کم کرنے کے لیے فنانس ایکٹ 2018ء میں اہم اقدامات متعارف کرائے گئے۔ وہ اقدامات یہ تھے: (i) پانچ ملین روپے سے زائد کی جائیداد کی خریداری نان فائلرز کے لیے ممنوع، (ii) جائیداد کے ایسے کسی بھی لین دین اور تبادلے کے خلاف قانونی کارروائی جس کے بارے میں یہ سمجھا جاسکتا ہو کہ اس کا مقصد ذریعہ آمدنی چھپانا اور / یا ٹیکس سے بچنا ہے، اور (iii) جائیداد کی اصل سے کم قیمت ظاہر کی جائے اور ثابت بھی ہو جائے تو اُس جائیداد کی خریداری کا اختیار حکومت کو منتقل ہو جائے گا۔

یہ اقدامات محاصل جمع کرنے میں بہتری لانے کی عمدہ صلاحیت رکھتے ہیں، جبکہ سرمایہ کاری کے دیگر طریقوں کے لیے ایک منصفانہ ماحول فراہم کرنے کی غرض سے ترغیبات مرتب کی جاسکتی ہیں۔ اس خصوصی سیکشن میں رئیل اسٹیٹ کے شعبے میں دستاویزیت کی کمی کے محرّکات کی وضاحت کی جائے گی، اور حال میں اعلان کردہ اصلاحات پر بروقت عمل درآمد کی اہمیت زیرِ بحث لائی جائے گی۔

### 1۔ رئیل اسٹیٹ کی ترقی پاکستان کے لیے اہم ہے

رئیل اسٹیٹ کا شعبہ – جو ہاؤسنگ، تعمیرات، خردہ فروشی، ہوٹلنگ، اور رہائشی یا کاروباری مقاصد کے لیے املاک کرایے پر دینے پر مشتمل ہے،[1] بتدریج ارتقاپذیر ہو کر ملک کی اقتصادی نمو کا اہم ذریعہ بن چکا ہے۔ ملک کی جی ڈی پی میں تعمیرات اور ہاؤسنگ کے شعبوں – جس میں سے ہاؤسنگ قومی حسابات میں شعبہ خدمات کا جز ہے – کا مجموعی براہِ راست حصہ گذشتہ ایک عشرے کے دوران مسلسل 9 فیصد سے بلند رہا ہے، جبکہ ملک میں تھوک اور خردہ تجارتی سرگرمیوں میں متواتر توسیع نے کاروباری رئیل اسٹیٹ کو فعال رکھا ہے۔ اس شعبے کے ذیلی اثرات بھی خاصے طاقتور ہیں جس کا ثبوت پھلتے پھولتے رئیل اسٹیٹ شعبے کے ساتھ مربوط متعدد شعبوں (جیسے سیمنٹ، فولاد، لکڑی، کیبل، سرامکس، وغیرہ) کی سرگرمیوں میں مستحکم اضافے سے ملتا ہے۔

کلّی اقتصادیات کے ساتھ رئیل اسٹیٹ کی ترقی کے تعلق کا جائزہ لیتے ہوئے اس شعبے کے سماجی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ایک تخمینے کے مطابق پاکستان میں مکانات کی کمی تقریباً 9 ملین یونٹ ہے،[2] اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے 32 ملین گھرانوں کا ایک تہائی سے زائد مناسب رہائشی سہولتوں سے محروم ہے۔ چند اسباب اراضی جیسے ملکیت کے مشترکہ ریکارڈ کی عدم دستیابی، اور سائٹ کی ڈیولپمنٹ کے

---

[1] اس تشریح کی بنیاد بازل سوم فریم ورک کے تحت آمدنی بڑھانے والی رئیل اسٹیٹ کو قرضوں کی درجہ بندی پر ہے۔ اس شعبے کی سرگرمیوں کا احاطہ کرنے والے تین زمرے یہ ہیں: (i) رہائشی رئیل اسٹیٹ، (ii) کاروباری رئیل اسٹیٹ، اور (iii) زمین کی خریداری، ترقی اور تعمیرات۔

[2] ماخذ: گیارہواں پنج سالہ منصوبہ (18-2013ء)، وزارت منصوبہ بندی اور کمیشن، پاکستان۔

سخت ضوابط اس شعبے میں محدود ترقی کے ذمہ دار ہیں۔ طلبی پہلو سے بھی مدد نہیں ملی ہے کیونکہ مالکاری محدود ہونے کی بنا پر مکانات پست تا متوسط آمدنی والے زمروں کے لیے بے حد مہنگے ہو چکے ہیں۔ ایک طرف یہ صورتِ حال ہے کہ بینک اپنا رہن کا جزدان بڑھانے میں اس لیے متذبذب ہیں کہ معاہدوں پر پوری طرح عمل درآمد نہیں ہو پاتا، جائیداد کی ملکیت کی دستاویزات کے حوالے سے غیر یقینی پائی جاتی ہے، اور بینکوں کا عمومی رویہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خطرے سے پاک مالکاری کرنا چاہتے ہیں، اور دوسری طرف دستیاب رہن اکثر آبادی کے لیے اس لیے ناقابلِ استطاعت ہے کہ آمدنی اور بچت کی سکت کم ہے۔ پس، اگرچہ مکانات کی طلب اور ممکنہ رسد کا حجم بڑا ہے تاہم ریئل اسٹیٹ کی مارکیٹ پست توازن پر کام کر رہی ہے۔

**جدول خ 1.1: ستمبر 2018ء میں لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں ایف بی آر، ڈی سی اور مارکیٹ کے نرخوں کا موازنہ**

ایک کنال رہائشی املاک / مکان کی اوسط مالیت (ہزار روپے)

| | لاہور | | | کراچی | | | اسلام آباد | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ڈی ایچ اے فیز V | کینٹ ایریا | واپڈا ٹاؤن | ڈی ایچ اے فیز VI | نارتھ کراچی | گلشن اقبال | ڈی-12 | ای-11 | جی-11 |
| ڈی سی ریٹ | 14,000 | 14,000 | 8,800 | 6,987 | 1,197 | 6,987 | دستیاب نہیں | دستیاب نہیں | دستیاب نہیں |
| ایف بی آر ریٹ | 8,400 | 11,700 | 8,400 | 15,124 | 3,024 | 15,124 | 19,541 | 15,730 | 23,050 |
| مارکیٹ ریٹ | 60,254 | 55,876 | 41,975 | 102,180 | 62,111 | 59,437 | 50,437 | 75,936 | 78,495 |

ڈیٹا کا ماخذ: ایف بی آر، پنجاب آئی ٹی بورڈ، زمین ڈاٹ کام، سندھ زمین ڈاٹ جی او ایس ڈاٹ پی کے (حکومت سندھ)

## 2۔ تاہم یہ شعبہ ٹیکس سے بچنے اور دولت چھپانے کا ذریعہ بن گیا ہے

تازہ ترین تخمینوں کے مطابق پاکستان کی بے ضابطہ معیشت کا حجم جی ڈی پی کے 70 سے 91 فیصد کے درمیان ہے۔[3] اس کے علاوہ جو عوامل ایک وسیع بے ضابطہ معیشت کی موجودگی کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہ ملازمتوں کی فراہمی میں (70 فیصد سے زائد) بے ضابطہ شعبے کا بڑا کردار، نقد تا جی ڈی پی کا بلند تناسب، اور جی ڈی پی کا تقریباً 10 فیصد ٹیکس گیپ[4] ہیں۔ غیر مندرج منافع (unreported gains) کا بیشتر حصہ ملک کی پراپرٹی مارکیٹ میں شامل ہو جاتا ہے، اس مارکیٹ کی ضوابطی نگرانی بہت کم ہے جبکہ اپنے صارف کو پہچاننے کے حوالے سے کوئی ضابطہ موجود ہی نہیں ہے۔ چنانچہ املاک کی متعین سرکاری قیمت بہت پست رکھی جاتی ہے جس سے افراد کو لین دین کی دستاویزی صورت کم رکھنے کا 'قانونی' راستہ مل جاتا ہے۔ اس طرح خاص طور پر ان لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے جو اپنے ٹیکس واجبات کم سے کم رکھنا چاہتے ہیں اور / یا اپنے ذرائع آمدنی کے ساتھ ساتھ اپنی دولت بھی چھپانا چاہتے ہیں۔

---

[3] خان اور خلیل (2017ء) اور کمال (2013ء)۔

[4] عالمی بینک کے تخمینے کے مطابق ٹیکس وصولی کی پاکستان کی ممکنہ استعداد جی ڈی پی کا 23 فیصد ہے جبکہ حقیقی وصولی 13 فیصد ہے۔

پاکستان میں صوبائی ٹیکس واجبات جیسے کیپٹل ویلیو ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس اور اسٹامپ ڈیوٹی کے تخمینے کے لیے ضلعی کلکٹر (ڈی سی) کی شرحیں استعمال کی جاتی ہیں۔ یہ شرحیں املاک کی حقیقی قیمت سے نمایاں طور پر کم ہیں اور ان میں پایا جانے والا فرق مختلف شہروں کے لحاظ سے دو سے پانچ گنا تک ہے۔ ایف بی آر نے 2016ء میں کیپٹل گین ٹیکس اور ودہولڈنگ ٹیکس کی وصولی کے لیے قیمت بندی کے جداول متعارف کرائے تھے جو ڈی سی کی شرحوں سے زائد تاہم حقیقی قیمتوں سے بہت کم تھے۔ حکومت پنجاب نے 2018ء میں نظر ثانی کرتے ہوئے اکثر علاقوں کے لیے ڈی سی کی شرحیں بڑھائیں اور انہیں ایف بی آر کی قیمتوں کے نزدیک کیا تاکہ محاصل اکٹھا کیے جائیں، تاہم بقیہ صوبوں میں شرحیں جوں کی توں رہیں یعنی ایف بی آر کی قیمت بندی سے خاصی کم سطح پر۔ ملک کے بڑے شہری مراکز سے لی گئی چند مثالیں **جدول خ1.1** میں ہیں۔

لہٰذا پراپرٹی مارکیٹ سرگرمیوں کے لحاظ سے فعال رہی تاہم وفاقی اور صوبائی دونوں حکومتیں اس وسیلے سے محاصل اکٹھا نہ کر سکیں۔ اگر پاکستان کا موازنہ دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کی معیشت کے ساتھ کیا جائے جہاں مجموعی محاصل میں پراپرٹی ٹیکس کا تناسب ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلے میں عام طور پر کم ہے، وہاں بھی پاکستان کی کارکردگی کمزور رہی ہے (**جدول خ1.2**)۔

**جدول خ1.2: پراپرٹی ٹیکس-ایک موازنہ**

| ترقی یافتہ ممالک | محاصل کا فیصد | جی ڈی پی کا فیصد |
|---|---|---|
| آسٹریلیا | 4.7 | 1.6 |
| فرانس | 8.9 | 4.3 |
| سنگاپور | 5.4 | 1.1 |
| سوئزرلینڈ | 5.4 | 1.8 |
| برطانیہ | 8.6 | 3.3 |
| امریکہ | 9.3 | 2.9 |
| **ابھرتے ہوئے اور ترقی پذیر ممالک** | | |
| بنگلہ دیش (م س 15ء)* | 2.1 | 0.2 |
| برازیل | 3.5 | 1.5 |
| چین | 0.9 | 0.3 |
| بھارت (2014ء)** | 4.8 | 0.8 |
| انڈونیشیا | 2.7 | 0.4 |
| جنوبی افریقہ | 3.7 | 1.4 |
| **پاکستان (م س 17ء)***** | **0.4** | **0.0** |

ڈیٹا کا ماخذ: آئی ایم ایف جی ایف ایس، * بنگلہ دیش کی وزارت خزانہ، ** او ای سی ڈی[5] *** صوبائی میزانی گوشوارے / پی بی ایس

تناسبات 2016ء کے ہیں، بصورت دیگر بیان کر دیا گیا ہے۔

## 3۔ جائیداد کی قیمتیں بڑھتی ہی تھیں

ملک کے بڑے شہری مراکز میں پراپرٹی مارکیٹ دباؤ میں ہے کیونکہ دیہی علاقوں سے آبادی کی بھاری تعداد میں شہروں کو منتقلی، اور گذشتہ عشرے کے دوران مسلسل بڑھتی ہوئی ترسیلاتِ زر سے وہاں مکانات کی حقیقی طلب پیدا ہوئی ہے۔ دولت چھپانے اور ٹیکس سے بچنے کے مقصد سے جائیداد کی

[5] Joumard, I., A. Thomas and H. Morgavi (2017), "Making income and property taxes more growth-friendly and redistributive in India", OECD Economics Department Working Papers, No. 1389, OECD Publishing, Paris, https://doi.org/10.1787/5e542f11-en.

خریداری نے اس طلب کو مزید بڑھادیا ہے۔ علاوہ ازیں، سرمائے پر بھاری منافع کمانے کی امید پر بھی بہت سے لوگ اس شعبے میں سٹہ بازانہ اور قلیل مدتی سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ اس سب کا نتیجہ یہ ہے کہ پراپرٹی مارکیٹ میں نرخوں کا دباؤ برقرار رہا ہے۔

پاکستان میں جون 2011ء سے، یعنی جب سے جائیدادوں کی قیمتوں کے تخمینے دستیاب ہیں، پلاٹوں کی قیمتیں تقریباً تین گنا ہو چکی ہیں جبکہ مکانات کے نرخ تقریباً 139 فیصد بڑھ چکے ہیں۔[6] رہائشی مکانات کے مقابلے میں پلاٹوں کی قیمتوں میں نسبتاً تیزی سے اضافہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ بڑے شہروں کی ریئل اسٹیٹ مارکیٹ میں سٹہ بازانہ دلچسپی بدستور طاقتور ہے (**شکل خ 1.1**)۔ گذشتہ پانچ سال کے دوران اس مارکیٹ کا تحرّک خاص طور پر قابلِ ذکر رہا۔[7] ان برسوں کے دوران - فیصلہ کن فوجی آپریشن کے بعد - ملک میں امن و امان کی صورتِ حال میں نمایاں بہتری نے بحیثیت مجموعی کاروباری اعتماد بہتر بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

**4۔ جائیداد کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے نمایاں معاشی اور سماجی نتائج نکلے**

سرمائے پر زبردست منافع، کرائے میں مستقل نمو اور محدود ٹیکس واجبات نے ریئل اسٹیٹ کے شعبے کو متموّل افراد / فرموں کے لیے سب سے زیادہ پُرکشش بنادیا۔ دیگر منافع بخش شعبوں میں سرمایہ کاری کی طلب طاقتور رہنے کے باوجود ایسا ہوا، کیونکہ معیشت پست نمو اور بلند مہنگائی کا توازن حاصل کرنے میں کوشاں رہی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس شعبے میں ترقی اگرچہ بہت خوش آئند ہے تاہم منقولی شواہد بتاتے ہیں کہ پلاٹوں کی خرید و فروخت میں خاصی معقول سرگرمی ریئل اسٹیٹ کی ترقی میں متعلقہ سرگرمی کے بغیر ہی واقع ہوئی۔

<u>وسائل کا پیداواری سرمایہ کاری سے انحراف</u>

اگرچہ گذشتہ ایک عشرے کے دوران معیشت کے بڑے شعبوں میں سرمایہ کاری کی مجموعی شرح کمزور رہی ہے تاہم ہاؤسنگ کی خدمات میں سرمایہ کاری مستحکم رہی (**شکل خ 1.2 الف**)۔ درحقیقت ہاؤسنگ کی خدمات میں مجموعی معینہ سرمائے کی تشکیل اشیا سازی کے شعبے میں اس تشکیل سے آگے نکل چکی ہے حالانکہ تاریخ گواہ ہے کہ اشیا سازی کے شعبے نے دنیا بھر میں اقتصادی ترقی کے متعدد کامیاب تجربات میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

---

[6] اس دستاویز میں پراپرٹی کی قیمتوں کے بارے میں تمام معلوماتZameen.com سے لی گئی ہیں جو صارفین کا باہمی رابطہ کرانے کے لیے آن لائن مارکیٹ پلیس ہے جس پر پاکستان کے بڑے شہروں میں رہائشی مکانات برائے خرید و فروخت اور کرایے پر تلاش کیے جاتے ہیں۔ یہ پلیٹ فارم 2006ء میں شروع کیا گیا، اس کی سرگرمیاں بتدریج بڑھیں اور 2016ء میں اس نے ملک کے سطح اول اور سطح دوم کے شہروں میں مختلف علاقوں کے لیے مکان اور پلاٹ کی قیمتوں کے اشاریے مرتب کرتے ہوئے آن لائن معلومات کے ادارے کے طور پر بھی کام شروع کر دیا۔ یہ نظام لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (لمز) کے اشتراک سے تیار کیا گیا۔

[7] ان شہروں میں عمدہ سہولتیں مہیا کرنے والی ہاؤسنگ اسکیموں (مثلاً ڈی ایچ اے اور بحریہ ٹاؤن) میں سرمایہ کاری سرگرمی زیادہ دیکھی گئی کیونکہ ان علاقوں میں پلاٹوں کے نرخ گذشتہ پانچ سال میں تقریباً چار گنا ہو گئے۔

منقولی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض بڑے صنعتی گروپ اپنی بچت کردہ آمدنی کو اپنی صنعتی اساس بڑھانے پر لگانے کے بجائے رئیل اسٹیٹ میں–رہائشی اور کاروباری (شاپنگ مال اور ریسٹورنٹ) دونوں میں–لگانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ رجحان قابلِ فہم بھی ہے کیونکہ ملک میں پیداواری اخراجات (خصوصاً یوٹیلٹی) مسلسل بڑھ رہے ہیں اور حالیہ برسوں کے دوران کاروبار کرنے میں سہولت کا معاملہ بحیثیت مجموعی ناقص رہا ہے۔ بیشتر صنعتی شعبے میں اور صارفین کے لیے دیگر صنعتوں جیسے غذا (عارضی صارفی مصنوعات) اور گاڑیوں میں نفع یابی پراپرٹی مارکیٹ کے منافع سے کم رہی ہے (**شکل خ1.2ب**)۔ برآمدی شعبے (خصوصاً ٹیکسٹائل) کی آمدنی میں خاص طور پر تخفیف ہوئی ہے کیونکہ دوسرے ملکوں کے ساتھ سخت مقابلے کی بنا پر منافع محدود ہوا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے بڑے برآمدی ادارے دوسرے ملکی کاروباروں میں دلچسپی لے کر تنوّع پیدا کر رہے ہیں۔

**شکل خ1.1: پاکستان کے بڑے شہروں میں جون2013ء اور جون 2018ء کے درمیان پراپرٹی کی قیمتوں میں اوسط فیصد اضافہ**

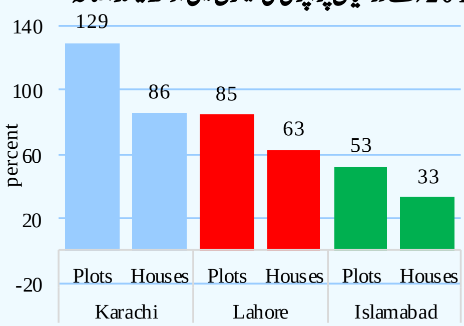

Data source: Zameen.com

<u>بچت کے باضابطہ ذرائع کے ساتھ بلا جواز مسابقت</u>

بینک امانتیں اور مالی وثیقہ جات جیسے بچت کے باضابطہ ذرائع بھی منافع دینے میں پراپرٹی مارکیٹ کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ ایک تو ان کا منافع / سرمایہ جاتی منافع محدود ہوتا ہے، دوسرے ہر طرح کی آمدنی پر مارکیٹ شرح کے مطابق ٹیکس عائد ہوتا ہے۔ یہ بات سمجھنے کے لیے اس مثال پر غور کیا جائے: اگر کسی شخص نے 2013ء کے اواخر میں کراچی میں ایک پلاٹ پر ایک ملین روپے کی سرمایہ کاری کی تھی تو 2018ء میں اس کی مارکیٹ قیمت 2.3 ملین روپے کے لگ بھگ ہو چکی ہو گی، یعنی صرف 5 سال میں 129 فیصد کا معقول سرمایہ جاتی منافع (**شکل خ1.3**)۔ بچت کنندگان کو اس طرح کا منافع صرف ایکویٹی فنڈ میں ہوا ہے، تاہم یہ طریقہ سرمائے کے بہاؤ کو راغب کرنے میں زیادہ کامیاب نہیں رہا ہے کیونکہ بچت کنندگان پُرخطر طریقوں سے گریز کرتے ہیں، اور اس طریقے کی عمومی آگاہی بھی نہیں پائی جاتی۔ اس کے علاوہ ایکویٹی فنڈ کے تحت سرمایہ جاتی منافع پر 15 فیصد ٹیکس ناگزیر ہے۔

دیگر متبادل ذرائع سے منافع خاصا محدود رہا ہے، جیسے ریگولر انکم سرٹیفکیٹ کے معاملے میں 51.8 فیصد، میعادی امانتوں میں 41.6 فیصد، اور سونے کے معاملے میں 7.7 فیصد۔ عالمی اور ملکی معاشی ماحول کے لحاظ سے منافع یقیناً کم یا زیادہ ہو سکتا ہے، لیکن حقیقت یہی ہے کہ ملک میں ایک مستحکم ترغیبی رجحان موجود ہے جو دیگر ذرائع کے مقابلے میں جائیداد میں سرمایہ لگانے کو درست سمجھتا ہے۔ اس طرح کے منافع

**شکل خ 1.2 (الف): جی ڈی پی میں شعبہ وار سرمایہ کاری کا تناسب***

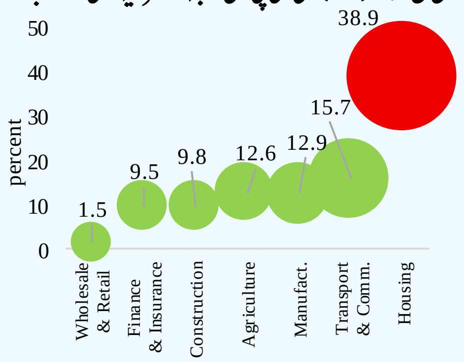


*Calculated as sectoral gross fixed capital formation divided by sectoral GDP (both at current prices)
Data source: Pakistan Bureau of Statistics

**شکل خ 1.2 (ب): مختلف شعبوں میں فہرستی فرموں کا اثاثوں پر حاصل شدہ اوسط منافع (2011ء تا 2016ء)**

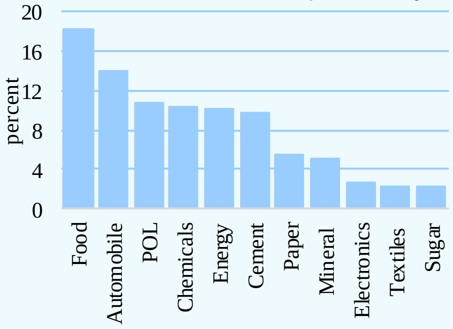


Data source: SBP's Financial Statement Analysis of Non-Financial Companies listed on PSX (2013-17)

کے نتائج نکلنا فطری ہیں، بچت کے باضابطہ ذرائع کی طلب پست رہی جس نے مالی اداروں کی مجموعی نمو کو متاثر کیا اور نجی کاروباری اداروں کے لیے قرضے کی دستیاب رقوم کم ہو گئیں۔

حقیقی خریدار محروم رہے

مکانات کی بلند ہوتی قیمتوں اور بڑھتی ہوئی طلب کا ایک اثر یہ ہوا کہ حقیقی خریداروں کی قوتِ خرید بتدریج کم ہوتی گئی۔ صورتِ حال بدتر اس لیے بھی ہوئی کہ قرض لینے کے ذرائع محدود اور قرض گیری کی لاگت بلند تھی چنانچہ اپنا مکان معاشرے کے پست سے متوسط آمدنی والے طبقوں کی استطاعت سے باہر ہو گیا۔ شہری علاقوں میں مکانات کی تقریباً تمام کی تمام قلت کا شکار معاشرے کا وہ طبقہ ہے جس کی آمدنی کم ہے۔ یہ صورتِ حال دراصل پاکستان میں باضابطہ مالی شعبے کی ناکامی ہے کہ وہ آبادی کے ایک بڑے طبقے کو مناسب اور قابلِ استطاعت رہائش دلانے والی ایسی مالی مصنوعات فراہم نہیں کر سکا جو اُن کی ضروریات پوری کرنے میں معاون ہوتیں۔

## 5۔ حالیہ برسوں میں کئی اصلاحات متعارف کرائی گئیں

حکومت کی بیشتر سابقہ اصلاحات کا مقصد رئیل اسٹیٹ کے شعبے میں شفافیت بڑھانا اور ٹیکس وصولی کے امکانات کو حقیقی بنانا تھا (**جدول خ 1.3**)۔ مثال کے طور پر 2009ء میں یہ لازم کیا گیا کہ 500 گز سے زائد رقبے کے مالکان ٹیکس ریٹرن کا اندراج کرائیں۔ نیز، 2012ء میں کیپٹل گین ٹیکس متعارف کرایا گیا جو دو سال سے کم عرصے کے لیے رکھی جانے والی غیر منقولہ جائیداد کی فروخت پر لاگو ہوا۔

شکل خ1.3: گزشتہ پانچ سالوں میں سرمایہ کاری کے لیے دستیاب مختلف اثاثوں کی کارکردگی کا موازنہ

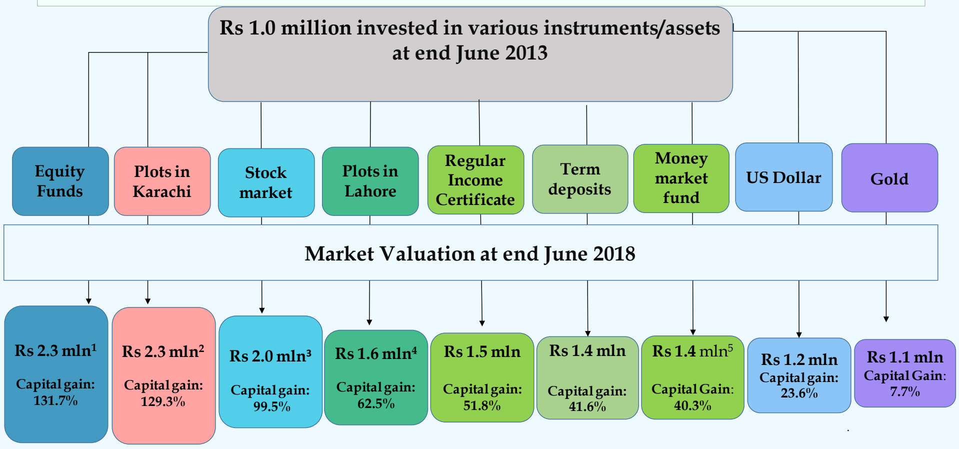


1 and 5: Based on Open-End Fund returns provided by the Mutual Funds' Association of Pakistan.This includes capital gains, interest payments and dividend payouts
2 and 4: Based on plot price index available at Zameen.com; does not include rental values and gains from short-term sale/purchase
3: Based on KSE-100 index value; does not include gains from short-term trading

تاہم 2016ء میں ایک بڑا اقدام کیا گیا جب پہلی بار ایف بی آر ویلیوایشن ریٹ متعارف کرائے گئے تاکہ پیشگی ٹیکس اور کیپٹل گین ٹیکس وصول کیے جائیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر آیا، بیشتر صورتوں میں یہ ویلیوایشن حقیقی قیمتوں سے بہت کم تھی۔ اس سے قطع نظر، صوبائی ٹیکس وصولی بہت پست ڈی سی ریٹس رائج ہونے کی بناپر محدود ہی رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ ایف بی آر کی شرحوں کی آمد سے مارکیٹ میں خاصا ابہام پیدا ہو گیا، کیونکہ خریداروں اور فروخت کاروں کو وفاقی اور صوبائی دونوں ریٹس مدِ نظر رکھنے پڑتے تھے۔

حکومت نے (مالی سال 19ء کے میزانی اقدامات کے سلسلے میں) اپریل 2018ء میں اعلان کیا کہ نان فائلرز (5 ملین روپے سے زائد کی) جائیداد نہیں خرید سکیں گے۔ مزید برآں تجویز دی گئی تھی کہ ایف بی آر شرحیں ختم کر دی جائیں جبکہ صوبائی حکومتوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ ڈی سی ریٹس ختم کر دیے جائیں۔ بجٹ میں یہ بات متعارف کرائی گئی کہ جائیداد کی صرف ظاہر کردہ مالیت پر ٹیکس وصول کیا جائے گا، تاہم یہ یقینی بنانے کے لیے کہ خریدار اور فروخت کار کی طرف سے ظاہر کردہ مالیت مناسب بازاری مالیت ہو، فنانس بل 2018-19ء میں حکومت کو اختیار دیا گیا کہ وہ اولین خریدار بنے۔

حکومت کو علی الخصوص یہ اختیار تھا کہ اصل سے کم مالیت ظاہر ہونا ثابت ہو جائے تو وہ اراضی اور جائیداد ظاہر کردہ مالیت سے 100 فیصد زائد پر خرید سکے گی۔ اس پراسیس پر عمل درآمد کے لیے ضروری تھا کہ غیر منقولہ املاک کے ڈائریکٹوریٹ جنرل کا تقرر کیا جائے جسے اس

**جدول خ1.3: ریئل اسٹیٹ شعبے کی ضابطہ سازی کے لیے حکومت کے اہم اصلاحی اقدامات کی تاریخ**

| نمبر شمار | سال | اقدامات |
|---|---|---|
| 1 | 2009ء | جو لوگ کسی ریٹنگ والے علاقے میں 500 مربع گز یا اس سے زائد کی اراضی پر غیر منقولہ املاک اور/یا 2000 مربع فٹ یا اس سے زائد رقبے کے فلیٹ کے مالک ہوں، ریٹرن فائل کرنا ان پر لازم ہے [فنانس ایکٹ 2009ء صفحہ 7] |
| 2 | 2010ء | اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے صوبوں کو (صوبوں میں واقع) غیر منقولہ املاک پر کیپٹل ویلیو ٹیکس (سی وی ٹی) وصول کرنے کا اختیار دیا گیا ہے<br>[ایف بی آر سرکلر نمبر C.No.ITP/B-2010-11/EC-e-Dox # 105236-R بتاریخ 16 جولائی 2010ء] |
| 3 | 2012ء | غیر منقولہ املاک، جن کی تحویل کا عرصہ دو سال سے کم ہو، کی فروخت پر کیپٹل گین ٹیکس (سی جی ٹی) لاگو کیا گیا<br>[فنانس ایکٹ 2012ء صفحہ 437، ترمیم شدہ انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء کی ڈویژن VIII] |
| 4 | 2014ء | جن املاک کی تحویل کا عرصہ ایک سال تک ہو ان پر سی جی ٹی 10 فیصد، اور تحویل ایک سال سے زائد یا دو سال تک ہو ان پر 5 فیصد لاگو ہوگا۔ دو سال سے زائد عرصہ تحویل پر سی جی ٹی عائد نہیں ہوگا<br>[فنانس ایکٹ 2014ء صفحہ 135، جون 2014ء تک ترمیم شدہ انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء، صفحہ 328 تا 329] |
| 6 | 2014ء | غیر منقولہ املاک کی فروخت کی صورت میں بتائی گئی مجموعی رقم پر تطبیق پذیر (Adjustable) پیشگی ٹیکس، فائلر کے لیے 0.5 فیصد اور نان فائلر کے لیے ایک فیصد۔ خریداری کی صورت میں فائلرز کے لیے ٹیکس کی شرح ایک فیصد اور نان فائلرز کے لیے دو فیصد ہے۔ 3 ملین روپے سے کم مالیت کی املاک پیشگی ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔<br>[فنانس ایکٹ 2014ء صفحہ 146، اور جون 2014ء تک ترمیم شدہ انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء، صفحہ 346 اور 349] |
| 7 | 2016ء | یکم جولائی 2016ء کو یا اس کے بعد خریدی گئی غیر منقولہ املاک کی فروخت پر سی جی ٹی 10 فیصد رکھا گیا (جب تحویل کا عرصہ ایک سال تک ہو)، تاہم (ایک سال سے زائد اور دو سال سے کم تحویل کی صورت میں) بڑھا کر 7.5 فیصد، اور (دو سال سے زائد اور تین سال سے کم تحویل کی صورت میں) 5 فیصد کر دیا گیا۔<br>یکم جولائی 2016ء سے قبل خریدی گئی غیر منقولہ املاک پر جس کی تحویل کا عرصہ تین سال یا اس سے کم ہو سی جی ٹی کی شرح 5 فیصد ہوگی، اور اگر تین سال سے زائد ہو تو شرح صفر ہوگی۔<br>[31 اگست 2016ء تک ترمیم شدہ انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء، صفحہ 364 تا 365] |
| 8 | 2016ء | غیر منقولہ املاک (مالیت 4 ملین روپے سے زائد) کی خریداری پر پیشگی ٹیکس بڑھا کر فائلر کے لیے 2 فیصد اور نان فائلر کے لیے 4 فیصد کر دیا گیا۔ غیر منقولہ املاک کی فروخت کی صورت میں بتائی گئی مجموعی رقم پر ٹیکس، فائلر کے لیے ایک فیصد اور نان فائلر کے لیے دو فیصد۔<br>[فنانس ایکٹ 2016ء اور 31 اگست 2016ء تک ترمیم شدہ انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء، صفحہ 388 اور 390 تا 391] |
| 9 | 2016ء | بیس بڑے شہروں کے لیے ایف بی آر ویلیوایشن ریٹس متعارف کرائے گئے جو 31 جولائی 2016ء سے نافذ ہوئے، اس کا مقصد وفاقی ٹیکسوں کا تخمینہ لگانا تھا جیسے غیر منقولہ املاک کی خرید و فروخت پر کیپٹل گین ٹیکس اور پیشگی ٹیکس۔<br>[https://www.fbr.gov.pk/Contents/Valuation-of-Immovable-Properties/11042] |
| 10 | 2018ء | چھپائے گئے اثاثہ جات کے اظہار کے لیے ایمنسٹی اسکیم جون 2018ء تک متعارف کرائی گئی بذریعہ بیرونی اثاثہ جات (اعلان اور واپسی) ایکٹ 2018ء اور ملکی اثاثہ جات کے رضاکارانہ اعلان کا ایکٹ 2018ء۔ |
| 11 | 2018ء | نان فائلر پر یہ پابندی لگادی گئی کہ وہ 5 ملین روپے سے زائد کی املاک نہیں خرید سکتے<br>[فنانس ایکٹ 2018ء سیکشن 227 سی صفحہ 82، اور 30 اکتوبر 2018ء تک ترمیم شدہ انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء، صفحہ 342] |

ڈیٹا کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

بات کا اختیار ہو کہ ظاہر کردہ مالیت مناسب بازاری مالیت سے کم معلوم ہو تو وہ جائیداد کی مالیت جاننے کے لیے اقدام کر سکے۔[8] دریں اثنا کسی جائیداد کے خریدار اور فروخت کار اس کی رجسٹریشن پر مختلف حکام کو کئی کئی ٹیکس ادا کرنے کے بجائے کم تعداد میں ٹیکس ادا کر سکیں

[8] ایف بی آر کے اعلامیہ ایف نمبر 19-2018/(BTB)DG-18/(01)1 بتاریخ 29 نومبر 2018ء کے مطابق ڈائریکٹوریٹ جنرل آئی ایم پی-آئی آر کی باضابطہ تیاری کا کام شروع ہو چکا ہے۔ فی الوقت ڈائریکٹر جنرل بی ٹی بی اور اسلام آباد، لاہور اور کراچی کے کمشنرز بی ٹی بی کو نئے قائم ہونے والے ان دفاتر کا اضافی چارج سونپا جائے گا۔

گے۔ صرف ایک مرحلے میں ٹیکس وصولی کی سہولت دے کر اس عمل کو سادہ بنانا بہت اہم اقدام ہے، اس طرح عام افراد ٹیکس ادائیگی کے لیے کم لاگت اور کم وقت خرچ کریں گے جس سے سرکاری محاصل میں اضافے کا امکان ہو گا، اور وہ ریٹرن جمع کرانے کی طرف راغب ہوں گے۔

**6۔ اعلان کردہ اصلاحات کا فوری نفاذ بہت ضروری ہے**

شفافیت اور محاصل جمع کرنے کے دہرے ہدف کے حصول کے لیے یہ ضروری ہے کہ ریئل اسٹیٹ کے شعبے میں مرکوز اور بروقت اقدامات پر عمل درآمد کیا جائے۔ حکومت کی طرف سے غیر منقولہ املاک کے ڈائریکٹوریٹ جنرل کا قیام خوش آئند ہے جو ریئل اسٹیٹ سے متعلق تمام امور پر ایف بی آر کے خصوصی ادارے کے طور پر کام کرے گا۔ ان کاموں میں یہ شامل ہیں: غیر منقولہ املاک کی جیو میپنگ، ریئل اسٹیٹ مارکیٹ کے مختلف زمروں کا سروے اور مارکیٹ تجزیہ، غیر منقولہ املاک کی آن لائن مارکیٹنگ کی ٹریکنگ، غیر ملکی ریئل اسٹیٹ کے متعلقات کی سرگرمیوں کی ٹریکنگ، مربوط سرگرمیوں کے لیے محصول اور آبکاری اور محاصلِ اراضی کے صوبائی محکموں کے ساتھ معاونت، قیمتی جائیداد کی فروخت اور کرایہ داری کی شناخت، نئے اور آنے والے ریئل اسٹیٹ منصوبوں کا محتاط وڈیو سروے۔

تاہم جائیداد کی مالیت کے تعین کو زیادہ شفاف اور موثر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ صوبائی حکومتیں ڈی سی ریٹس ختم کریں اور اسٹامپ ڈیوٹیز اور دیگر صوبائی ٹیکسوں کی وصولی روک دیں۔ اب تک کسی صوبے نے ڈی سی ریٹس ختم نہیں کیے ہیں۔ اٹھارہویں ترمیم کے تحت غیر منقولہ املاک سے محاصل کی وصولی چونکہ ایک صوبائی معاملہ ہے اس لیے موجودہ بگاڑ کو درست کرنے کے لیے تنہا وفاقی حکومت کچھ نہیں کر سکتی۔ اصلاحات پر عمل درآمد کے لیے تمام صوبوں کو ایک موقف پر یکجا کرنا ضروری ہو گا۔

دریں اثنا، پراپرٹی مارکیٹ میں قیمت کے تعین، ٹیکس وصولی اور اس کے ساتھ ساتھ پراپرٹی کی قیمتوں کے آئندہ رجحان کے حوالے سے متعلقہ فریقوں میں بے یقینی پائی جاتی ہے۔ منقولی شواہد کے مطابق حال میں سرگرمیاں کم رہی ہیں کیونکہ بتایا گیا ہے کہ سودے فی الحال معرض التوا میں ڈال دیے گئے ہیں، خاص طور پر جب تک خریداری میں دلچسپی رکھنے والے افراد خود کو بطور فائلر رجسٹر نہ کرا لیں۔ اسی طرح بعض ممکنہ فروخت کار اپنی جائیداد کچھ عرصہ تحویل میں رکھنا چاہیں گے تاکہ کیپٹل گین ٹیکس کا بوجھ کم کر سکیں۔ چونکہ سودوں کے حجم کے بارے میں قابلِ بھروسہ اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں اس لیے مارکیٹ کی سرگرمیوں کا اندازہ صرف ان معلومات سے ہو سکتا ہے جو قیمتوں کے بارے میں موجود ہیں، اور ان سے محدود سرگرمیوں کا پتہ چلتا ہے۔ اپریل تا ستمبر 2018ء کے دوران کراچی میں پلاٹوں کی قیمتیں تقریباً 15 فیصد گری ہیں جبکہ لاہور میں تقریباً منجمد ہیں۔ چنانچہ سودوں کا حجم کم رہنے کی بنا پر مستقبل قریب میں ٹیکس وصولی کم ہو سکتی ہے، تاہم یہ اصلاحات وسط سے طویل مدت میں محاصل کی وصولی کے ساتھ ساتھ مجموعی ترغیباتی ڈھانچے کو بھی بہتر بنائیں گی۔

مکانات کی رسد کی صورتِ حال کو درست کرنا سماجی لحاظ سے بھی بے حد اہم ہے۔ اس سلسلے میں حکومت نے 10 اکتوبر 2018ء کو ”نیا پاکستان ہاؤسنگ پروگرام“ کے نام سے ایک نئے منصوبے کا اعلان کیا جس کا مقصد ملک بھر میں 5 ملین رہائشی یونٹوں کا قیام ہے تاکہ کم آمدنی والے طبقے کی ضروریات پوری کی جائیں۔ اسٹیٹ بینک نے بھی ملک میں سستے مکانات کے لیے قرضے کی فراہمی پر اپنی توجہ بڑھادی ہے۔ اس تناظر میں ملک میں غیر عدالتی قرقی کا نظام تشکیل دینا ضروری ہے تاکہ بینک اپنے رہن کا حق بآسانی استعمال کر سکیں۔ تاہم اس صنعت کی حرکیات کو بہتر بنانا ہے تو یہ ضروری ہے کہ پراپرٹی مارکیٹ کے مسائل حل کرنے کی فوری نوعیت کو مارکیٹ کے تمام متعلقہ فریق۔بشمول وفاقی وصوبائی حکومتیں، رئیل اسٹیٹ ڈیولپرز، بلڈرز، بینکاری صنعت اور تعمیراتی سازوسامان کے سپلائرز۔ محسوس کریں۔

حوالہ جات:


- Joumard, I., A. Thomas and H. Morgavi (2017), “Making income and property taxes more growth-friendly and redistributive in India”, OECD Economics Department Working Papers, No. 1389, OECD Publishing, Paris.
- Khan, Ayaz and Khalil, Samina (2017). “The real size of underground economy: A case of Pakistan”. Pakistan Journal of Applied Economics, Vol.27 No.1, (89-100), Summer, 2017.
- Kemal, Ali and Qasim, A. Waqar (2012). “Precise estimates of the unrecorded economy”. Pakistan Development Review 51:4 Part II (Winter 2012) pp. 51:4, 505–516

## خصوصی سیکشن2: پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات کی کارکردگی

پاکستان کی باضابطہ آئی سی ٹی برآمدات تاریخ میں پہلی بار مالی سال 18ء میں ایک ارب ڈالر تک پہنچ گئیں (**شکل خ2.1**)۔ اگرچہ پاکستانیوں نے الیکٹرانک فری لانسنگ کے شعبے میں حال ہی میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے، تاہم ملک کی آئی سی ٹی فرموں کی طرف سے مشاورتی خدمات میں ہونے والا تیز رفتار اضافہ گذشتہ چند برسوں کے دوران برآمدی رجحان پر حاوی رہا ہے۔ اس سیکشن میں آئی سی ٹی کی برآمدات کی حرکیات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، اور ان دشواریوں کو اجاگر کیا گیا ہے جو ہماری فرموں کو بزنس پراسیس مینجمنٹ (بی پی ایم) اور چھوٹے چھوٹے کاموں کی فروغ پذیر عالمی مارکیٹ میں اپنا کردار بڑھانے میں حائل ہیں۔

**شکل خ2.1: پاکستان میں آئی سی ٹی شعبے میں نمو**

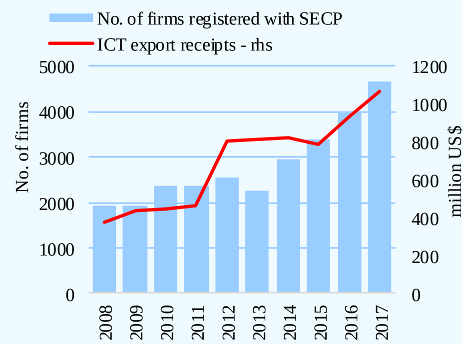


Data source: Securities and Exchange Commission of Pakistan and SBP

### پست اضافۂ قدر والا جز حاوی ہے

سرکاری اعدادوشمار بتاتے ہیں کہ حالیہ برسوں میں برآمدات میں تحرک کمپیوٹر کی خدمات نے پیدا کیا ہے (**جدول خ 2.1**)۔ اگرچہ سافٹ ویئر برآمدات گذشتہ پانچ سال سے کم و بیش پرانی سطح پر ہیں تاہم مشاورتی خدمات کی برآمد میں متواتر نمو دیکھی گئی ہے۔ اس شعبے کے اجزائے ترکیبی کے مطابق م س 18ء کے دوران آئی سی ٹی کی مجموعی طور پر 3228 برآمدی اداروں میں سے صرف 30 فیصد کی برآمدی آمدنی کمپیوٹر

**جدول خ2.1: پاکستان کی ٹیلی کمیونیکیشن، کمپیوٹر اور سروسز کی برآمدات***

ملین ڈالر

| | م س13ء | م س14ء | م س15ء | م س16ء | م س17ء | م س18ء | سہ1م س18ء | سہ1م س19ء |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| **کُل (1+2+3)** | **802.9** | **816.6** | **821.2** | **788.6** | **939.5** | **1,065.0** | **254.0** | **250.6** |
| جس میں | | | | | | | | |
| **1۔ کمپیوٹر کی خدمات** | **293.0** | **330.0** | **458.6** | **492.8** | **572.2** | **726.0** | **163.5** | **180.8** |
| کمپیوٹر سافٹ ویئر | 212.8 | 225.1 | 322.7 | 286.6 | 264.4 | 320.2 | 62.8 | 69.7 |
| سافٹ ویئر کی مشاورت | 42.0 | 63.8 | 81.5 | 139.2 | 227.3 | 287.7 | 74.7 | 80.2 |
| دیگر کمپیوٹر | 33.5 | 39.3 | 52.6 | 64.2 | 76.4 | 118.2 | 26.0 | 30.9 |
| **2۔ ٹیلی کام خدمات** | 508.6 | 485.7 | 361.3 | 294.3 | 365.8 | 3354 | 90.0 | 69.4 |
| ٹیلی کام | 471.1 | 445.6 | 300.7 | 221.4 | 282.9 | 231.4 | 67.8 | 46.0 |
| **کال سینٹرز** | **37.5** | **40.1** | **60.6** | **72.8** | **82.9** | **104.0** | **22.2** | **23.5** |
| **3۔ معلوماتی خدمات** | 1.3 | 0.9 | 1.3 | 1.5 | 1.6 | 3.5 | 0.5 | 0.3 |

*بی ایم پی 6-ایکسٹینڈڈ بیلنس آف پیمنٹس سروسز کلاسیفکیشن (ای بی او پی ایس 2010ء)

ڈیٹا کا ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

سافٹ ویئر سے ہوئی، بقیہ فرموں کی پیداواری جہت محدود یا معدوم رہی کیونکہ ان کی آمدنی پست اضافہ ٔقدر والی خدمات (مثلاً مشاورت اور کال سینٹر) سے ہوئی۔ پست اضافہ ٔقدر والی خدمات کا یہ غلبہ زرِ مبادلہ کمانے کے تناظر سے سازگار نہیں ہے۔ م س 18ء کے اعدادوشمار کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ (تمام فرموں کی) سافٹ ویئر برآمدات سے اوسط وصولیاں آئی سی ٹی کی دیگر برآمدات سے ہونے والی اوسط وصولیوں کے دگنے سے بھی زائد تھیں۔ چنانچہ یہ امر باعث حیرت نہیں ہے کہ صرف 56 فرموں نے 2 ملین ڈالر یا اس سے زائد کی برآمدات کیں، اور سال کے دوران فرموں کی بھاری اکثریت 0.1 ملین ڈالر کی برآمدی وصولی بھی نہیں کر سکی (**شکل خ 2.2**)۔

**شکل خ 2.2: برآمدی وصولیوں کے حجم کے لحاظ سے فرمز کی تقسیم**

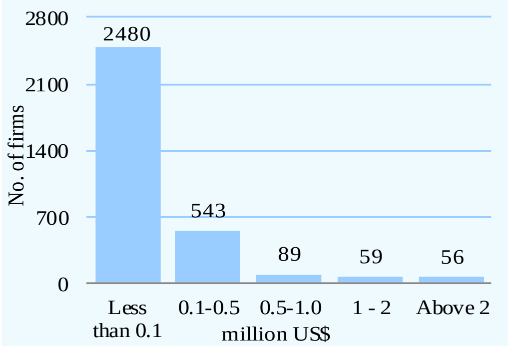


Data source: State Bank of Pakistan

**بے ضابطہ برآمدات ممکنہ طور پر باضابطہ برآمدات سے زائد ہیں**

اس صنعت کے ماہرین کے تخمینے بتاتے ہیں کہ پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات کا مجموعی حجم تقریباً 2.5 ارب ڈالر ہے۔ ان برآمدات میں سے وہ برآمدات ایک ارب ڈالر ہیں جو رجسٹرڈ فرموں نے باضابطہ بینکاری ذرائع سے برآمدی رقم کے طور پر وصول کیے (جیسا کہ **جدول خ 2.1** میں دکھایا گیا ہے)۔ تاہم اندازاً ایک ارب ڈالر غیر رسمی مارکیٹ میں ایس ایم ای برآمدات سے متعلق ہیں، اور بقیہ نصف ارب ڈالر آئی ٹی اور آئی ٹی سے چلنے والی خدمات (آئی ٹی ای ایس) میں فری لانسرز کی طرف سے بین الاقوامی کلائنٹس کو سہولت دینے کے عوض حاصل ہوئے۔

اگرچہ اہم متعلقہ فریق- بشمول پاکستان سافٹ ویئر ایکسپورٹ بورڈ (پی ایس ای بی)، تنظیموں، اور صنعت کے تجزیہ کار- غیر دستاویزی برآمدات سے متعلق مختلف تخمینے فراہم کرتے ہیں، تاہم جب سرکاری اعدادوشمار میں وصولیوں کی اصل سے کم عکاسی کے اسباب جاننے کا معاملہ آتا ہے تو اس کے عمومی سے جوابات ملتے ہیں۔ اوّل، پے پال- جو دنیا بھر میں ادائیگی کا سب سے مقبول طریقہ ہے، اور جو آجر حضرات اور فری لانسرز

دونوں کے نزدیک نسبتاً زیادہ سہل، سستا اور محفوظ ہے- کی غیر موجودگی تشویش کا باعث ہے۔[1] چنانچہ آئی سی ٹی اور بزنس پراسیس آؤٹ سورسنگ کی متعدد فرمیں بیرون ملک سے آنے والی رقم وصول کرنے کے لیے ویسٹرن یونین جیسے اداروں کی خدمات لینے کو ترجیح دیتی ہیں، جبکہ بعض کے لیے پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ وہ پاکستان سے باہر بینکوں میں یہ آمدنی جمع کرادیں تاکہ منتقلی سے وابستہ اخراجات سے بچ سکیں۔ اول الذکر کے معاملے میں برآمدی وصولیاں کارکنوں کی ترسیلات کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں، جبکہ موٴخر الذکر صورت میں یہ آمدنی مکمل طور پر غیر درج شدہ رہتی ہے۔

دوم، منقولی شواہد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض فرمیں اور افراد باقاعدہ دستاویزی عمل سے گریز کرتے ہیں تاکہ یا تو ٹیکس حکام کی نظروں میں آنے سے بچے رہیں، یا پھر اسٹیٹ بینک کا فارم 'آر' پُر کرنے کی زحمت سے بچیں (جسے گراں بار بھی سمجھا جاتا ہے اور غیر ضروری بھی)۔ مزید برآں، اکثر فرمیں باقاعدہ برآمدی طریقہ کار سے محض اپنی لاعلمی یا ناواقفیت کے اظہار کو جواز بناتی ہیں۔

**کال سینٹرز میں توسیع ہو رہی ہے**

آئی سی ٹی کے شعبے میں کال سینٹرز کو معمولی نوعیت کی خدمات سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان کی ملازمت سے ہونے والی آمدنی سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ سے ہونے والی ممکنہ آمدنی کی تقریباً نصف ہوتی ہے۔ اس بات سے قطع نظر، یہ خدمات ترقی پذیر ملکوں کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہیں کیونکہ یہ بہت بڑے پیمانے پر ملازمتوں کے مواقع پیدا کرسکتی ہیں۔ اس آؤٹ سورسنگ صنعت میں پاکستان بہت تاخیر سے داخل ہوا تھا کیونکہ ٹیلی مواصلات کا انفراسٹرکچر ناکافی تھا اور مہارت سے لیس افراد کی تیاری سست روی سے ہو رہی تھی چنانچہ تقریباً دو عشرے قبل آغاز کرنے والی عالمی بی پی او صنعت میں نمایاں توسیع سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکا۔

اس شعبے کا آغاز خوش آئند تھا لیکن اسے ابتدائی برسوں میں ایک بڑے جھٹکے کا سامنا کرنا پڑا جب 2005ء میں ملک کا واحد انٹرنیٹ لینڈنگ پوائنٹ (ایس ایم ڈبلیو 3) ایک بڑی خرابی سے گذرا۔ اس وقت کوئی متبادل بھی دستیاب نہیں تھا اس لیے پاکستان تقریباً دو ہفتے تک ویب سے

[1] یہ بات اہم ہے کیونکہ: (i) بیرونی آجر حضرات عام طور پر ادائیگیاں پے پال کے ذریعے کرتے ہیں چنانچہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی اور متبادل ذریعہ استعمال کریں، (ii) پے پال آجروں کو ایک اضافی سہولت ادائیگی واپس لینے / تنازع حل کرنے کی دیتا ہے جس کی بنا پر لین دین میں شامل فریقوں کا اعتماد بڑھ جاتا ہے، اور (iii) ملکی فری لانسرز یا ڈیجیٹل مواد کے برآمد کنندگان کو متبادل ذرائع (جیسے پے اونیر اور اسکرل) سے اپنے لین دین کا تصفیہ کرانے کے لیے اضافی رقم دینی پڑتی ہے۔

منقطع رہا۔ نتیجتاً آئی ٹی پر مبنی بر آمدات اور آئی ٹی کی خدمات کی صنعت کو مالی نقصانات اور عالمی منڈی میں ساکھ کے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ نتیجتاً، ملک میں کال سینٹر بند ہونا شروع ہوگئے کیونکہ عالمی صارفین متبادل مقامات جیسے بھارت اور فلپائن کی جانب منتقل ہوگئے۔

تاہم حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ حالیہ برسوں میں پاکستان کی خدمات پر مبنی آئی سی ٹی صنعت دوبارہ ابھری ہے جس کی بنیادی وجوہات میں ٹیلی کمیونیکیشن انفراسٹرکچر میں نمایاں بہتری، ٹیکنالوجی کے شعبے میں نوجوان آبادی کی بڑھتی ہوئی توجہ، اور بی پی او مقام کے طور پر ملک کے تاثر میں بتدریج بہتری شامل ہیں۔ خصوصاً پاکستان نے چھ انٹرنیٹ گیٹ ویز کی تنصیب سے نمایاں طور پر اپنی انٹرنیٹ سپورٹ کا بیک اپ تشکیل دیا ہے، اسی دوران این جی ایم ایس (تھری جی/فور جی/ایل ٹی ای) خدمات کے اجرا کے ساتھ رسائی میں بھی توسیع کی ہے۔ اس سے نہ صرف مواصلاتی نظام کی ساکھ بہتر بنانے میں مدد ملی ہے بلکہ یہ رفتار اور تیز ترکنکٹی وٹی کو یقینی بنانے کے حوالے سے سسٹم کی اہلیت بڑھانے میں بھی مددگار ہوا ہے۔ اس موقع کا ادراک کرتے ہوئے گذشتہ عشرے کے دوران سالانہ بنیاد پر اوسطاً 200 کال سینٹرز پاکستان سوفٹ ویئر ایکسپورٹ بورڈ (پی ایس ای بی) میں رجسٹر ہوئے ہیں اور ان کی بر آمدی آمدنی— گوکہ یہ مقدار کے لحاظ سے اب بھی پست سطح پر ہے— تیز رفتاری سے مسلسل بڑھ رہی ہے (**شکل خ 2.3 الف** اور **خ 2.3 ب**)۔

**شکل خ 2.3 الف: کال سینٹر بر آمدات**

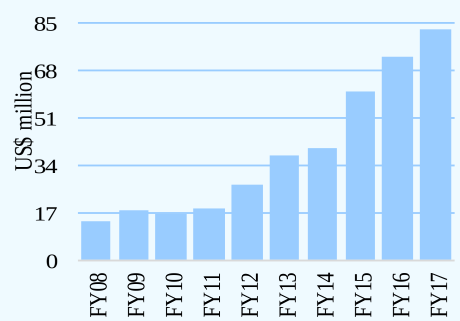


Data source: State Bank of Pakistan

**شکل خ 2.3 ب: دورانِ سال رجسٹر ہونے والے کال سینٹرز کی مجموعی تعداد**

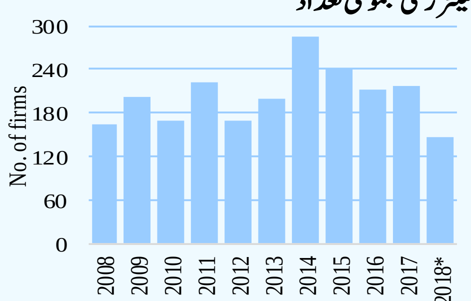


*up to May 2018
Data source: Pakistan Software Export Board

### دیگر بی پی او شعبوں میں بھی پاکستان نمایاں ہو رہا ہے

آؤٹ سورس کے پراسس میں بی پی او ایک کم لاگت اقدام ہے جس کا مقصد اُن پراسس کو آؤٹ سورس کرنا ہے جو کسی ادارے کا بنیادی کام نہیں ہوتے لیکن کمپنی چلانے کے حوالے سے اہمیت رکھتے ہیں۔ بنیادی طور پر اس میں کسی تھرڈ پارٹی پرووائڈر (ٹی پی ایس پی) کو تفویض کیے

جانے والے مخصوص کاروباری امور جیسے صارفی تعلق کا انتظام، ڈیٹا انٹری، ٹیک کیپنگ، افرادی وسائل کا انتظام، پے رول پراسیسنگ، اور مارکیٹنگ وغیرہ شامل ہیں، جو عام طور پر فرم کے اپنے ملک سے باہر کہیں واقع ہوتا ہے۔

**شکل خ.2.4: آن لائن لیبر انڈیکس: پہلے20ورکر ہوم ممالک**

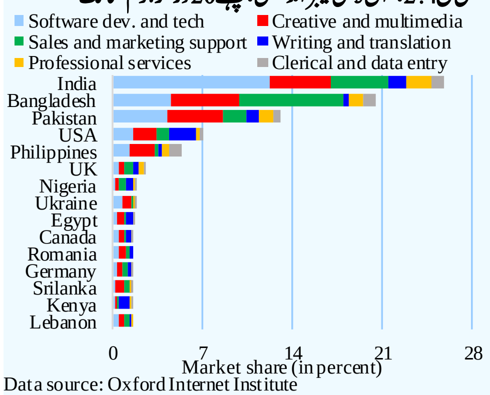

Data source: Oxford Internet Institute

عالمی سطح پر بی پی او صنعت میں 2002ء کے بعد سے مضبوط نمو آئی ہے اور اس صنعت کے ماہرین کے مطابق یہ صنعت 180 ارب ڈالر پر محیط ہو چکی ہے۔ توقع ہے کہ 2020ء تک یہ منڈی نمو پا کر 250 ارب ڈالر تک پہنچ جائے گی، کیونکہ دنیا بھر میں، بالخصوص فری لانسنگ ویب سائٹس (جیسے اپ ورک اور فائیور) کے ذریعے، ریموٹ (اپنے مقام سے دور) ورک کی مقبولیت بڑھ رہی ہے۔ ستمبر 2018ء کے اختتام پر دستیاب درجہ بندی کے مطابق بھارت اور بنگلہ دیش کے بعد پاکستان عالمی آن لائن گگ (gig) انڈسٹری سے متعلق پیشہ ور افراد کی تیسری بڑی آبادی کا حامل ملک تھا (**شکل خ 2.4**)۔[2] پاکستان بھر میں 2000 سے زائد شہروں میں انٹرنیٹ کی بہتر رسائی؛ افرادی قوت میں شامل ہونے والے گریجویٹس کی ایک بڑی تعداد؛ اور فری لانسنگ کے فروغ کی حکومتی کوششیں؛ اس نمو کے پسِ پردہ کلیدی عوامل ہیں۔

## تاہم پاکستان کو مزید کاروباری مواقع حاصل کرنے کے لیے خاصی بہتری کی ضرورت ہے

اے ٹی کارنے گلوبل سروسز لوکیشن انڈیکس برائے 2017ء کے مطابق آف شور خدمات کے حوالے سے پاکستان ایشیائی ممالک میں 10 واں اور دنیا بھر میں 30 واں سب سے زیادہ پسندیدہ ملک ہے (**شکل خ 2.5**)۔ مالیاتی پسندیدگی کے لحاظ سے پاکستان کا اسکور سب سے زیادہ حوصلہ افزا تھا۔55 ممالک کے اشاریے میں ایشیائی ممالک میں سری لنکا اور مصر کے بعد تیسرا سب سے زیادہ پسندیدہ ملک۔ یہ زیادہ تسلیم شدہ مقامات، جیسے

---

[2] اوٹو کاسسی، وِلی لہدون ورتا، آن لائن لیبر انڈیکس: پالیسی اور تحقیق کے لیے آن لائن گِگ معیشت کی پیمائش، ٹیلنالوجیکل پیش گوئی اور سماجی تبدیلی، جلد 137، 2018ء۔ آن لائن لیبر انڈیکس پر باقاعدگی سے اپڈیٹ کیا گیا ڈیٹا سیٹ پانچ انگریزی زبان کے بڑے آن لائن فری لانسنگ پلیٹ فارم (یعنی اپ ورک ڈاٹ کام، پیپل پر آور ڈاٹ کام، فری لانسر ڈاٹ کام، اور ایم ترک ڈاٹ کام) پر پوسٹ کیے گئے تمام منصوبوں یا امور کی نشان دہی کرتی ہیں۔

شکل خ 2.5: اے ٹی کارنے گلوبل سروسز لوکیشن انڈیکس برائے 2017ء

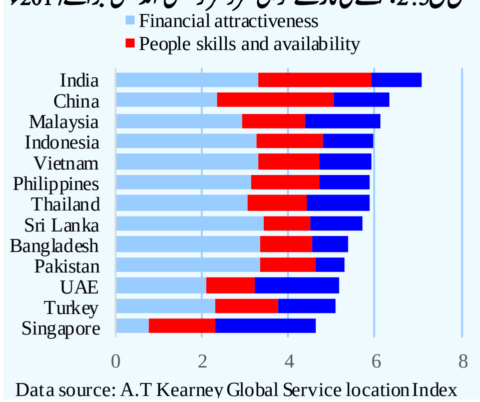


بھارت اور چین کے مقابلے میں پاکستان میں اجرت کی نسبتاً ساز گار شرح کی نمائندگی کرتا ہے۔ تاہم اگر آف شورنگ کے دیگر بنیادی عوامل (افرادی وسائل کے معیار اور مجموعی کاروباری ماحول) کے حوالے سے ملکی تقابل کیا جائے تو پاکستان اپنے علاقائی حریفوں سے کافی پیچھے رہ جاتا ہے۔ بلاشبہ اس حقیقت کے باوجود کہ ملک اپنی آئی سی ٹی آمدنی بڑھانے کی اہلیت رکھتا تھا، گذشتہ برس کے مقابلے میں اس کی درجہ بندی میں دو درجے کی آچکی ہے۔

خاص طور پر 'لوگوں کی مہارت اور دستیابی' کے زمرے میں پست درجہ بندی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ پاکستان میں نوجوان اور انگریزی بولنے والی آبادی کی افراط ہے جو بی پی او کی پیش کردہ ملازمتیں اختیار کرسکتے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ صنعت ملک میں نسبتاً نئی ہے اس لیے اب بھی اسے طویل مدتی کیریئر نہیں سمجھا جاتا؛ زیادہ اہل امیدوار اپنے کیریئر کو بہتر بنانے کا رجحان رکھتے ہیں اور بہت مختصر مدت کے بعد ہی بی پی او صنعت چھوڑ کر سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ کا شعبہ اختیار کرلیتے ہیں۔ چونکہ اس پیشے میں نئے آنے والوں کے لیے تکنیکی اور پیشہ ورانہ استعدادوں کی کمی نمو میں ایک اہم رکاوٹ ہے لہٰذا اس کی وجہ سے بی پی او صنعت کے لیے عالمی منڈی میں مقابلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

### مستقبل میں فنی تربیت اور ادائیگیوں کے انفرا اسٹرکچر میں بہتری پر توجہ مرکوز کرنا کلیدی اہمیت کا حامل ہو گا

حکومت پی ایس ای بی کے ذریعے انتظامی اقدامات کر رہی ہے تاکہ شعبے کی ہموار ترقی کو فروغ دیا جاسکے۔ مثال کے طور پر حالیہ اعلان کردہ "ڈجیٹل پاکستان پالیسی" صنعت کو مختلف ٹیکس ترغیبات فراہم کرتی ہے اور آئی ٹی فرمز، سیلولر آپریٹرز اور حکومتی اداروں کے مابین مضبوط تعلق کا تصور دیتی ہے۔ اسٹیٹ بینک بھی بی پی او آؤٹ لیٹس کی وصولیوں کی مناسب دستاویزیت کے لیے بینکوں کی رہنمائی کر رہا ہے نیز منسلکہ ادائیگیوں سے متعلق مسائل کے حل کے لیے صنعت کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ حکومت کے لیے اس ضمن میں کام جاری رکھنا اور ٹیکنالوجی پر مبنی خصوصی اقتصادی زون (ایس ای زیز) کے تصور کو قبول کرنا ضروری ہے، جس میں کمپنیاں آئی ٹی سے متعلق پلگ اینڈ پلے کلسٹرز سے استفادہ کرسکیں اور حکومت کے ساتھ ون ونڈو انتظام کے تحت کام کرسکیں۔

جہاں تک افرادی وسائل کا تعلق ہے تو وزارت برائے اطلاعی ٹیکنالوجی اور ٹیلی کمیونیکیشن (ایم او آئی ٹی ٹی) اور منسلکہ نجی اداروں نے قومی تربیتی مراکز (نیشنل انکیوبیشن سینٹرز) اور ڈیجیٹل مہارتوں کے تربیتی پروگرام سمیت کچھ اہم اقدامات کیے ہیں۔ مزید بر آں، پاکستانی فری لانسرز کو اکثر Massive Open Online Course کے فراہم کنندگان، جیسے کورسیرا، ایڈ ایکس، ایلیسن وغیرہ، مل جاتے ہیں جو نئی مہارتیں سیکھنے کے لیے مفید ہیں۔ گذشتہ برس کورسیرا نے 3000 نوجوان پیشہ وروں کو تربیت فراہم کرنے کے لیے پاکستان (اور پانچ دیگر ممالک) سے اشتراک کیا۔ مقامی جامعات جو آئی ٹی میں تخصیص رکھتی ہیں انھیں بھی عالمی منڈی کی طلب کے ضمن میں تعلیمی معیار بالخصوص پروگرامنگ / کوڈنگ کی مہارتوں کی تشکیل پر مزید توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

جہاں تک سرحد پار ادائیگیوں کا تعلق ہے، گو کہ زرِ مبادلہ خدمات کے درمیانی عاملین جیسے پے اونیر اور اسکرل، افراد اور فری لانسنگ نیز بی پی او صنعت کے نئے آغاز کرنے والوں کے لیے دستیاب ہیں، تاہم وسیع طور پر مستعمل ادائیگی کی خدمت پے پال کو متعارف کروانے کے حوالے سے اب تک معمولی پیش رفت ہوئی ہے۔ فی الحال پے پال کے پاکستان میں داخلے کے حوالے سے ڈیٹا پرائیویسی ایک اہم رکاوٹ ہے۔[3] مزید بر آں، جیسا کہ پے پال کار قوم کی منتقلی کا طریقہ کار دو طرفہ طور پر کام کرتا ہے، اس لیے زرِ مبادلہ کی کمزور صورتِ حال والے ممالک کو زرِ مبادلہ کی اضافی ترسیل کی بیرونِ ملک منتقلی کے خطرے کی وجہ سے خدشات لاحق ہیں۔

بہر حال، فری لانسرز اور بی پی او صنعت کو سہولت دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے حال ہی میں پاکستان ریمی ٹینس انی شے ٹو (پی آر آئی)[4] کے تحت بلک پیمنٹ پر اسینگ چینل کے ذریعے بی 2 سی اور سی 2 بی دونوں کے لیے کمرشل ادائیگیوں کی اجازت دی ہے، جو پے پال کا پوری طرح متبادل تو نہیں لیکن دیگر چینلز کے مقابلے میں نسبتاً پست مالی چارجز کی شکل میں کچھ مدد فراہم کر سکتا ہے۔ مجموعی طور پر ان کاوشوں سے مستقبل میں صنعت کے بنیادی عناصر کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔

---

[3] ماضی میں پے پال کو ڈیٹا سیکورٹی کے مسائل پر مقامی ضوابطی حکام کو مطمئن کرنے میں ناکامی پر کئی ممالک میں اپنے آپریشنز روکنے یا محدود کرنے پڑے تھے۔ یہ پلیٹ فارم ڈیٹا ہینڈلنگ کے حوالے سے تمام ممالک کی معلومات ایک عالمی کلاؤڈ پلیٹ فارم پر محفوظ کرتا ہے۔ یہ طریقہ کار اکثر ممالک کے بینکاری ضوابط سے میل نہیں کھاتا کیونکہ شہریوں کی حساس معلومات آف شور رکھی جاتی ہیں۔

[4] شعبۂ مبادلہ پالیسی، اسٹیٹ بینک آف پاکستان، سرکلر نمبر 11 برائے 2018ء بتاریخ 22 اکتوبر 2018ء، دیکھیے:
http://www.sbp.org.pk/epd/2018/FEC11.htm